ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاخر وما ھم بمؤمنین (پ اول)

مختصر رسالہ

ایمان ثلاثہ

حضرات اصحاب ثلاثہ یعنی حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان کے اسلام و ایمان خدمات اسلامی جہاد فی سبیل اللہ لعداوت اور محبت رسول مقبول اور مودۃ اہلبیت رسالت صلعم پر کتاب اللہ و احادیث صحیحہ و تواریخ معتبر سنیہ سے مختصر روشنی ڈالی گئی ہے اور اہلسنت کے عقیدہ افضل الناس بعد النبی ابوبکر ثم عمر ثم عثمان کو غلط ثابت کیا گیا ہے اور جناب امیر المومنین علی المرتضےٰ علیہ السلام کے ایمان و جہاد فی سبیل اللہ کا موازنہ کیا گیا ہے۔

از تصنیف جناب حکیم و ڈاکٹر حاجی نور حسین صاحب صابر پنشنر جعفری کربلائی جھنگ سیالوی (سابق سنی)

مُصدّقہ

جناب فخر المتکلمین و رئیس المحققین افلاطون زمان و ارسطوئے دوران محب آل یاسین مولوی و حکیم امیر الدین صاحب کھوکھر دام ظلہ نمبردار چک جلال الدین ضلع جھنگ مؤلف فلک النجاۃ فی الامامت والصلوٰۃ مربی انجمن تذکرۃ المعصومین ۔ ۱۹۲۵ء ۱۳۴۴ھ ماہ رمضان المبارک

جسکو

جناب سید حسن شاہ صاحب نقوی البخاری خلف الرشید جناب سید جلال شاہ صاحب مرحوم و مغفور سیکرٹری انجمن تذکرۃ المعصومین جھنگ شہر نے برائے افادہ کافۂ اہل اسلام شائع کیا

بار اول تعداد ۱۰۰۰ — (جملہ حقوق محفوظ ہیں) قیمت فی جلد ۱۰/-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقاریظ علماء کرام و تقاریر مومنین عظام

از حضور فیض گنجور عمدۃ العلماء رئیس الشیعہ مدار الشریعہ حجۃ الاسلام والمسلمین صدر المفسرین علامہ سید علی الحائری صاحب قبلہ مجتہد العصر والزمان دام ظلہ

باسمہ سبحانہ

الحمد للہ علی عمیم آلائہ و جزیل نعمائہ وافضل صلوات و تسلیمانہ علی افضل انبیائہ و اشرف سفرائہ محمد الہادی الی سبل الرشد و سوائہ و علی المعصومین من عترتہ و خلفائہ اما بعد

میں نے باوجود عارضہ الفرصتی کے عجالۃ اس رسالہ شریفہ کو بعض مقامات سے دیکھا ماشاء اللہ حاجی الحکیم ڈاکٹر نور حسین صاحب صابر سابق حنفی نے اس رسالہ میں احقاق حق اور ابطال باطل ولائل قاطعہ سے کیا ہے اور کتب خصم سے اپنی حجت پوری کی ہے فللہ درہ و علیہ اجرہ

نمقہ خادم الشریعۃ المطہرہ

علی الحائری بقلمہ

محلہ شیعیاں موچی دروازہ لاہور

لا الٰہ الا اللہ القوی
سید علی حائری
عبدہ
ابن ابو القاسم الرضوی

از عالیجناب عمدۃ العلماء العظام زبدۃ الفقہاء الکرام فاضل اجل محقق
بے بدل کاسر اعناق الملحدین مرغم اناف الشیاطین استاذ المناظرین
حاج الحرمین الشریفین مولانا مولوی مرزا احمد علی صاحب الامرتسری الکربلائی

باسمہ سبحانہ

الحمد للہ الاحد والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ المسدد محمود الاحمد
وعلی الائمۃ المعصومین المطہرین من کل رجس ودنس الذین حبھم ایمان
وبغضھم کفر ونفاق وحساب اما بعد میں نے رسالہ ایمان ثلاثہ مصنفہ سعید
دارین مقبول خافقین متمسک ثقلین حکیم ڈاکٹر حاجی نور حسین صاحب صابر جعفری کو دیکھا
رسالہ کا موضوع اس کے نام سے ظاہر ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے نہج خوب و اسلوب
مرغوب سے اس رسالہ کو لکھا ہے اور تہذیب و متانت کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔
الحق ڈاکٹر صاحب اپنی آخری عمر میں جہاد کر رہے ہیں۔ اور اس کے
لئے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ خداوند عالم انکی خدمات کو مقبول اور انکی
سائی کو مشکور فرمائے۔
اراکین و ممبران انجمن تذکرۃ المعصومین جھنگ بھی مبارکباد کی مستحق
ہے۔ کہ انکی سعی سے انجمن نے تھوڑے سے عرصے میں خوب خدمت دین
کی ہے وفقنا اللہ وجمیع المومنین لمرضاتہ۔

خادم دیانت اسلامی
حاجی مرزا احمد علی الامرتسری الکربلائی
کھجور گلی موچی دروازہ
لاہور

از حضور رئیس الواعظین - عمدۃ المتکلمین - زبدۃ العارفین مولانا سیدنا سید محسن علیشاہ صاحب قبلہ سبزواری

من ازاں حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت بیروں آرد زلیخا را

مولوی قطب الدین و ملا ملتانی وابدیر النجم در پردہ حضرات اصحاب ثلاثہ یعنی ابوبکر - عمر - عثمان کے ایسے سخت دشمن نکلے - کہ آخر انہوں نے شیعوں کو اکسا اکسا کر اس طرف لگا لیا کہ وہ یعنے شیعہ اصحاب متذکرہ بالا کے ایمان میں گفتگو کریں یعنے کہ انکو ایمان سے خارج ثابت کریں - اس وقت ایک کتاب جس کا نام ایمان ثلاثہ ہے مولف معین الثقلین محب السبطین حاجی الحرمین الشریفین ڈاکٹر نور حسین صاحب صابر میرے سامنے موجود ہے - میں اس کتاب کو تمام نہیں پڑھ سکا - کیونکہ گرمی میں میری نظر کام نہیں دیتی - مگر مجھ کو صابر صاحب پر پورا وثوق اور اعتماد ہے کہ وہ بغیر حوالہ کتب کے واہے تباہے لکھنے والے نہیں ہیں - اور خاصکر حاجی صاحب موصوف اپنے سابقہ مذہب اہلسنت کی کتابوں سے خوب واقف ہیں - بمصداق گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے جزرہ العرجز الجراع

(الاحقر محسن علی)

تقریظ عالیجناب فخر الناظرین عمدۃ المحققین مولانا مولوی حافظ علی محمد صاحب مؤلف کتاب فلک النجاۃ مدظلہ

بعون المعین المستعان وعلیہ التکلان قد رأیتہا فوجدتہا نافعۃ للمومنین ودافعۃ للملحدین جزی اللہ المصنف خیر الجزا والسلام علٰی اہل الاسلام - حررہ العبد الاثیم خادم العترۃ الطاہرۃ علی محمد عفا عنہ الرب الکریم المقیم ببلدۃ چنڈ بھروانہ ضلع جھنگ -

ویا علی علیہ السلام مدد کے واضح ہو۔ ایک سنی مولوی نے شیعوں کے برخلاف رسالے دو جلد میں شائع کرائے ہیں اور وہ جلد یہاں آگئے ہیں۔ جس میں شیعہ اثنا عشری کی بے جا خامیاں لکھی ہیں وہ سندھی میں ترجمہ کر کے یہاں کے سنی چھپا رہے ہیں۔ ان رسالوں کا نام ہم کو بھول گیا ہے۔ (غالباً حقیقت مذہب شیعہ ہے صابر) امید کہ آپ کو معلوم ہوگا جس میں ایسے الفاظ ہیں۔ کہ ہم کو سننے سے دکھ ہوتا ہے۔ اگر اُن کا رد چھپا ہو اور آپکے پاس موجود ہو تو برائے مہربانی خط دیکھنے کے ساتھ بھیجدیں۔ اور یہ بھی اجازت دیں کہ ہم سندھی زبان میں شائع کریں یا نہیں۔ تو سندھ میں بہت شور مچگیا ہے آگے آپ مالک ہو۔ راقم اللہ ونہ خاں جمعدار پنشنر لڑکانہ سندھ۔

۵۔ زبدہ خاندان مصطفوی قدوہ دوران مرتضوی جناب سید حسن صاحب۔ بعد سلام وعلیکم یا علی مدد علیہ السلام کے واضح ہو مہربانی کر کے ایمان ثلاثہ کے بارے میں کوشش کر کے جلد چھپانا۔ اور اس کے اشتہار ہماری طرف روانہ کر دینا۔

اللہ ونہ خاں جمعدار لڑکانہ سندھ

۶۔ فخر قوم وملت عالیجناب فیضمآب جناب حاجی صاحب دام مجدکم۔ اداب وتسلیمات بندگانہ کے بعد عرض ہے کہ اخبار گوہر بار درنجف سیالکوٹ میں جناب کے مضامین حقائق آگیں مسلسل ومتواتر شائع ہو کر تمام قوم کے لئے نہایت مفید ثابت ہو رہے ہیں۔ اور علاوہ ازیں اپنی تصانیف عالیہ کے ذریعہ جس مؤثر۔ دل چسپ اور عام فہم پیرایہ میں گم کردہ راہ فرزندان آدم کو اس پاک گھرانے کا پتہ دے رہے ہیں۔ جو روحانیت کا سرچشمہ۔ ہدایت قلبی کا منبع نیکی کا مرکز اور برکات ایزدی کا مخزن ہے۔ اس کی جس قدر داد دیجائے کم ہے میں نہایت خلوص وصداقت کیساتھ عرض کرتا ہوں کہ اشاعت دین مبین ونشر فضائل معصومین کے لئے آپکے مساعی جمیلہ ضرور اس قابل ہیں۔ کہ مومنین انکی دل وجان سے قدر کریں اور آپکے شکر گذار ہوں

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ العالمین بطفیل حضرات معصومین آپکو بخش از پیش تائید و نصرت شرع متین کی توفیق کرامت فرمادے۔ آمین ثم آمین نقل خاص خط جناب فیضمآب سیدنا سید شبیر حسین صاحب ترمذی پنشین ماسٹر مڈل سکول فتح آباد۔ ڈاکخانہ خاص۔ ضلع امرتسر ۲۵۔ نومبر ۱۹۲۴ء۔

۔ جناب من مولانا رئیس المتکلمین حاجی الحرمین جناب ڈاکٹر نور حسین صاحب اسلام و علیکم و یا علی مدد بفضل خدا و برکت اہلبیت عظام مذہب شیعہ کو ترقی ہو رہی ہے اور خدا انکو ثابت قدم رکھے۔ آپ مہربانی فرماکر رسالہ جات تصنیف شدہ آپکے طبع شدہ ارسال فرمایا کریں۔ شاہ جمال جعفری سکنہ اودھوانہ۔ ڈاکخانہ پیر کوٹ سدھانہ۔ ۱۲ رمضان شریف ۱۳۴۳ھ۔

۔ اس رسالہ ماتم حسین سے سندھ میں تمام اہلسنت کے مولویوں میں شور ہو رہا ہے۔ اللہ دتہ خاں جمعدار لڑکانہ

در نجف کا انعام اراکین و دفتر کار پردازان اخبار نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ عالیجناب ڈاکٹر حاجی نور حسین صاحب صابر کربلائی جھنگ سیالوی کے مضمون۔ اہلحدیث اور شان نبوت کے صلہ میں اور عالیجناب سید محمد امیر علیشاہ صاحب نقوی جاگیردار نوکھچہ کی خدمت میں تاریخ مسیحیت کے صلہ میں در نجف کیطرف سے دو نقرئی تمغے پیش کئے جائیں۔
منقول از اخبار در نجف سیالکوٹ یکم مئی ۱۹۲۵ء جلد ۵ نمبر ۱ صفحہ ۳ کالم ۲

نوٹ۔ یہ قدردانی اور حوصلہ افزائی و عزت قومی بہت کم نامہ نگاروں کو حاصل ہوئی ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ دفتر انجمن میں سینکڑوں خطوط موجود ہیں۔ جنسے اس انجمن کی اشاعت و تبلیغ و کارگذاری اور خدمت قومی کا اندازہ لگ سکتا ہے۔

سید حسن شاہ کربلائی سیکرٹری انجمن تذکرۃ المعصومین
جھنگ شہر

کربلائی جھنگ سیالوی سابق سنی حنفی ارباب دانش و بینش و برادران ایمانی سے شرف مخاطبت حاصل کرتا ہوا رقمطراز ہے کہ شیعہ اور سنی کے مابین سالہا سال سے اکثر مسائل اصولیہ میں اختلاف چلا آتا ہے لیکن ہر دو مذاہب میں زیادہ تر تفریق حضرات اصحاب ثلاثہ کے ایمان وخلافت اور افضلیت کے باب میں پیدا ہوئی ہے۔ تمام فرقہائے اہلسنت بلا دلیل شرعی حضرات اصحاب ثلاثہ کو بعد النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اہلبیت کرام وصحابہ عظام سے معاذ اللہ افضل مانتے ہیں اور انکو بلا ثبوت خلفاء رسول مقبول اور مومن کامل وقطعی بہشتی جانتے ہیں۔ لیکن شیعوں کا خیال اس کے برعکس ہے متقدمین علمار کرام شیعہ اعلے اللہ مقامہم نے اس مبحث میں بڑی بڑی ضخیم کتابیں تصنیف کیں۔ جن کے جواب میں فریق مخالف نے آجتک خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔ شیعوں کیطرف سے پچیس ہزار روپیہ کا انعام حضرات اصحاب ثلاثہ کے خاتمہ بالخیر ہونے پر آئمنہ حق نما میں شائع ہوا اور پنجاب وہند میں اب تک گشت لگا رہا ہے لیکن کسی مخالف کو حوصلہ نہ پڑا کہ وہ انعام حاصل کرے۔ ایمان ثلاثہ پر چکوال نکیریاں۔ واربرٹن۔ بھائی بارہ۔ فیروزپور۔ ودیگر مقامات پر اہلسنت کے چوٹی کے علمار دین نے اہل تشیع کے علمار کرام شیعہ سے مناظرے کئے۔ مگر سنی صاحبان ہر ایک میدان میں فرار اور خموشیتم مدبرین کے عامل ہوئے اور شکست فاش اٹھاتے رہے۔ امسال انجمن خادم المسلمین جھنگ ومگھیانہ کے سالانہ جلسہ ومیلہ اسپان پر انجمن تذکرۃ المعصومین جھنگ شہر کی جانب سے ایک اشتہار اظہار حق شائع ہوا اور ضلع جھنگ کے علاوہ پنجاب کے دیگر اضلاع ومشہور شہروں میں یہ اشتہار تقسیم کیا گیا۔ مگر آج تک مخالف فرقہ سے کوئی جواب باصواب نہ ملا۔ انجمن کے ان چند سوالات سے تمام علمار کرام اہلحدیث واہلسنت مبہوت ہو گئے۔

الف۔ جو مسلمان توحید ورسالت وقیامت کا قائل ہو اور روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ نماز کا عامل وپابند اور محب پنجتن پاک علیہم السلام ہو مگر امامت وخلافت بلافصل حضرات اصحاب ثلاثہ کا منکر ہو آیا وہ مسلمان ہے یا کافر؟ ثبوت کتاب اللہ واحادیث سے ہو۔

ب۔ کیا حضرات اصحاب ثلاثہ کی خلافت بلافصل ماننا رکن اسلام۔ اصول دین و جزو ایمان ہے۔

ج۔ کیا جناب رسول اللہ صلعم حضرات اصحاب ثلاثہ کو نام بنام بالترتیب اپنی جین حیات میں اپنا خلیفہ و جانشین مقرر فرما گئے۔ ثبوت کتاب اللہ و احادیث سے ہو۔ الغرض ضلع جھنگ کے کسی سنی عالم نے نہ ہمارے کسی سوال کا جواب دیا اور نہ ہمارے کسی رسالہ کی تردید کی۔ اگر کسی ملاں و مولوی صاحب نے کوئی رسالہ و اشتہار جاری کیا۔ تو اس میں مذہب شیعہ اور پیشوایان مذہب پر رکیک حملے کئے اور سب و شتم۔ گالی۔ گلوچ۔ فحش کلامی اور بدزبانی کا طومار باندھ دیا۔ اور جہال سنیوں کو خوش کیا۔ طرفہ یہ کہ ہر گاؤں و ہر شہر میں پھر کر خلاف کتاب اللہ و سنت اپنی من گھڑت اور معاویہ شاہی عقاید و مناقب و فضائل اصحاب ثلاثہ کو پھیلایا اور غلط واقعات اور فرضی بہادری و شجاعت اور موضوع روایات اور بناوٹی احادیث لوگوں کو سنا سنا کر ثلاثہ پرست بنایا اور فضائل خاندان رسالت کو گھٹایا اور حقیقی اسلام کو مٹایا اور مسلمانوں کو راہ راست سے پھرا کر خارجی و ناصبی بنایا۔ ان لوگوں کی انجمنیں قائم ہیں۔ اخبارات اور ماہواری رسالے جاری ہیں۔ جن میں دل کھول کر اولاد رسول مقبول صلعم کی توہین و ہتک کی جاتی ہے اور حضرات اصحاب ثلاثہ کے فرضی کارنامے انکی خدمات اسلامی انکی فتوحات ملکی اور انکے بناوٹی فضائیل بیان کیکے لوگوں کو صراط مستقیم و راہ نجات سے دور رکھا جاتا ہے اور انکے دلوں میں خاندان رسالت و اہلبیت النبوۃ کی عداوت اور دشمنی کا بیج بویا جاتا ہے انکو معاویہ شاہی اور یزیدی مسلمان بنایا جاتا ہے۔ دیکھو رسالہ النجم۔ القاسم۔ اخبار اہلسنت والجماعت۔ اہلحدیث امرتسر۔ الفضل قادیاں۔ مزید برآں جب کبھی کوئی نیم ملا خطرہ ایمان تان و نفقہ سے محتاج ہوا۔ حجت حق کے مقابلہ میں کھڑا ہوا۔ ایک نہ ایک رسالہ مذہب حقہ شیعہ کی تردید میں لکھا اور اس میں افترا و کذب و بہتان و جھوٹ باندھ کر ٹکے بٹورتا ہوا چلتا بنا۔ افسوس ہے کہ بھولے بھالے ناواقف مسلمان انکی دام مکر و فریب سے بچ نہ سکے۔

ہر ملانے انکے ایمان کو چٹ کیا اور مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر اپنا الو سیدھا کیا ۔ اور رسم کفار و مشرکین جاری کر کے اہل اسلام سے بائیکاٹ کرایا ۔ مقدمہ بازی کر کے مسلمانوں کے مال و جان کو نقصان پہنچایا ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

۲ ۔ جو شخص کہ سنی مسلمانوں میں تارک الصلوٰۃ و الصوم شرابی ۔ زانی ۔ لوطی ۔ داڑھی منڈا ۔ چور ۔ جوا باز ۔ مقدمہ باز ہو ۔ تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ۔ اس سے کسی قسم کا بائیکاٹ نہیں وہ سوسائٹی کا ممبر سمجھا جاتا ہے بشرطیکہ وہ ثلاثہ پرست ہو ۔ مگر وہ مومن جو مذہب شیعہ رکھتا ہو اولاد رسول مقبول صلعم کو تمام امت محمدیہ صلعم سے افضل جانتا ہو ۔ انکی اطاعت و پیروی کو فرض مانتا ہو ۔ خواہ وہ کتنا ہی متقی و پرہیز گار ۔ عابد زاہد ہو اور سید اعلیٰ نسب اولاد مرتضےٰ و آل مصطفےٰ علیہما السلام کیوں نہ ہو ۔ اس کو سنی کافر جانتے ہیں ۔ گویا ثلاثہ پرستی جز و ایمان ہے ۔

۳ ۔ فتنہ انگیز اور مفسد کون ہے } سب سے ظالم اور فتنہ انگیز اور مفسد وہ مولوی ملاں ہے

جو خواہ مخواہ البادی اظلم کے مصداق مذہبی چھیڑ چھاڑ رکھتا ہے اور مذہب شیعہ پر ہمیشہ بزدلانہ اور خارجیانہ رکیک حملہ کرتا رہتا ہے اور تفریق بین المسلمین کا باعث ہو کر مسلمانوں کو لڑاتا رہتا ہے ۔ ضلع جھنگ میں رسالہ بازی کی ابتدا مولوی ولی محمد صاحب گھسیانوی اور مولوی غلام حسین صاحب چوڑی گر سے ہوئی ۔ وہ ہمیشہ اہلبیت رسالت صلعم کے مخالف و معاند رہے اور اہلسنت میں سخت گندہ لٹریچر اور خارجیانہ خیالات چھوڑ گئے ہیں ان دنوں مولوی قطب الدین صاحب حکیم چک ۲۳۳ اور مولوی صاحب پیر کوٹی و چند مدرسین انجمن خادم المسلمین جھنگ گھیانہ اپنی زہریلی تحریرات و وعظ سے شیعہ و سنی کو لڑا رہے ہیں اور مذہب امامیہ کو کافر ۔ بدعتی ۔ فاسق ۔ و فاجر بتلا رہے ہیں ۔ انکے وعظ و رسالے و اشتہارات صاف بتلا رہے ہیں ۔ کہ وہ خاص دشمنان مذہب شیعہ مذہب آل سیدنا محمد ہیں ۔ کاش کہ انجمن خادم المسلمین کوئی ریزولیوشن پاس کرتی ۔ اور اپنے ماتحت ملازمین مدرسین کی زبان بند کرتی ۔ تاکہ مسلمانوں کا اتفاق ہوتا ۔ طرفہ یہ کہ

روسائے عظام شیعہ ضلع جھنگ اس انجمن کے سر پرست ہیں۔ انکا لحاظ و ادب بھی نہیں کیا جاتا۔ ان صاحبان سے ہزارہا روپیہ وصول کرکے انہیں کو کافر۔ فاسق۔ بیدین اور بدعتی بنایا جاتا ہے۔ عجب احسان فراموشی ہے

۴۔ مذہب سنی کے تمام فرقے بارہ آئمہ اطہار اولاد احمد مختار رسید الابرار صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مذہب پر نہیں چلتے۔ انکی کتب عقائد۔ کتب اصول۔ انکے عمل اور انکے چلن سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ان لوگوں کو مذہب اہلبیتؑ سے ہرگز غرض نہیں۔ اگر انکو خاندان رسالت صلعم سے محبت اور مودة ہوتی تو وہ اپنے اعمال و معاملات و عبادت میں ان پاک اور مقدس اماموں کی پیروی و اطاعت کرتے اور مذہب امامیہ کے پابند ہوکر جعفری کہلاتے۔ مگر ان لوگوں نے اولاد رسول صلعم سے ہر زمانہ میں مخالفت کی اور انکے مقابلہ میں عداوت اور دشمنی سے مذاہب حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ چکڑالوی نیچری۔ وہابی۔ مرزائی جاری کئے اور سادات کرام کو ملیا میٹ کرنے کے واسطے گھر گھر امام۔ گھر گھر ولی۔ گھر گھر مجتہد غوث اور قطب اور پیر اور مہدی موعود بنائے اور اپنی تقریروں و تحریروں میں اولاد رسول مقبولؐ کی توہین و ہتک کرکے شان سادات مٹانے لگے اور مذہب امامیہ سے عام مسلمانوں کو بہتان اور افترا باندھکر نفرت دلانے لگے۔ خاصکر وہابی لوگوں نے تو اپنی کتابوں اور رسالوں اور اخبارو میں حضرات اصحاب ثلاثہ کے مصنوعی مناقب و فضائل شائع کئے اور اولاد رسول صلعم کی شان میں حقارت آمیز و نفرت انگیز کلمات لکھے اور اقوال آئمہ اطہار کی غلط معانی و تاویلات کیں۔

ب۔ مولوی قطب الدین سنی حنفی اپنے فتوے میں مذہب شیعہ پر صریح افترا و کذب اور بہتان باندھتا ہے اور شیعہ و سنی کو لڑاتا ہے اور یوں لکھتا ہے " ایک رافضی سب ہے جو اصحاب ثلاثہ کو نہ صرف غاصب اور خارج از ایمان اعتقاد کرتا ہے بلکہ انکو بہت بکتا ہے اور سب کو عبادت سمجھتا ہے اسی طرح جناب عائشہ کے متعلق اسکا اعتقاد ہے۔ نیز انکو متہم بالزنا کرتا ہے۔ اس زمانہ کے رافضی صحاح ستہ کو نہیں

مانتے۔ امام اعظم کو خفت آمیز الفاظ سے یاد کرتا ہے اہلسنتہ والجماعت کی اہانت سے نہیں چوکتا۔ لہٰذا وہ اس وجہ سے بھی کفر کا مستحق ہے۔ چودھویں صدی کے رافضی سخت گیر اور وریدہ دہن ہیں خصوصاً ضلع جھنگ کے رافضی نعوذ باللہ منہم بڑے منہ پھٹ واقع ہوئے ہیں۔ یہ لوگ ثلاثہ کو جبت۔ طاغوت۔ اور صنمی قریش لکھتے ہیں یہ لوگ تمام اہلسنتہ والجماعتہ کو ناصبی کہتے ہیں اور ناصبی کو کافر بتلاتے ہیں۔ ان لوگوں کا مذہب ہے کہ صلوٰۃ جنازہ میں مومن پر پانچ تکبیریں اور منافق پر چار تکبیریں ہیں اور اگر سنی پر نماز جنازہ پڑھو تو تکبیر پنجم نہ کہو۔ خلفاء ثلاثہ کو رافضی لوگ منافقین وغیرہ کہتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے صدیق اکبر کے ساتھ بیعت کی تھی۔ انکو مفسدین بتلاتے ہیں۔ یہ لوگ غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کو باطل الخیال شخص اعتقاد کرتے ہیں۔ تمام دنیا کے محقق اتفاقاً مطلق روافض کو بدعتی اور منافق کہتے ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ (شیعہ) جیسے ثلاثہ کو کافر سمجھتے ہیں۔ اسی طرح اہلسنت والجماعتہ کو بھی ناصبی کافر اعتقاد کرتے ہیں"۔ (انتہٰی کلامہ بلفظہٖ) جب ضلع جھنگ میں ایسے مفتری اور مفسد مولوی موجود ہوں تو شیعہ اور سنی کا کیسے اتفاق ہو سکتا ہے۔ مولوی صاحب کے ان افترا و بہتانات کا جواب فتویٰ صابریہ میں تین سال ہوئے مفصل و مدلل دیا گیا اور دوسری دفعہ بھی چھپوا کر ضلع جھنگ میں تقسیم کیا گیا۔ مگر مولوی صاحب کو اس کے جواب الجواب کا حوصلہ نہ پڑا۔ مولوی صاحب اور اس کے معاونین کو معلوم ہو کہ مذہب شیعہ اپنی طرف سے وہی پیش کرتا ہے جو سنی عالم حضرات اصحاب ثلاثہ کے ایمان و اعمال پر اپنی کتب معتبرہ میں تحریر کر گئے ہیں اس لئے میں نے التزامی طور پر ہند و پنجاب کے علمائے کرام اہلسنتہ عموماً اور ضلع جھنگ کے مولوی صاحبان کے من گھڑت خیالات و افترا و بہتانات انکے زہریلے کذب آمیز و فتنہ انگیز رسالہ جات و اشتہارات کو دور کرنے اور ہذا ہمدانی ثم وزیرآبادی۔ ایڈیٹر النجم۔ ایڈیٹر اہلحدیث امرتسر و ایڈیٹر الفضل قادیاں و دیگر مسلم نما ایڈیٹران اخبارات پنجاب کے توہمات اور باطل عقائد کو مٹانے اور حضرات اصحاب ثلاثہ کے حقیقی حالات اور

فضائل وخلافت کے صحیح واقعات اور انکے خاندان رسالت صلعم سے سلوک و محبت ومودۃ کو ظاہر کرنے کے واسطے یہ مختصر رسالہ ایمان ثلاثہ لکھا ہے۔ تاکہ سنی مسلمانوں کی غلط فہمی دور ہو کہ مذہب شیعہ خواہ مخواہ اصحاب النبی صلعم کی تردید و تکذیب کرتا ہے نہیں نہیں بلکہ اہلحدیث اور اہل سنت کے محدثین اور مورخین جو کچھ حضرات اصحاب ثلاثہ کے اصلی حالات لکھ گئے ہیں۔ اور انکی توہین وہتک کر گئے ہیں۔ انہی پر کافی روشنی ڈالنا ہے۔ تاکہ سنی مسلمانوں کی شیعہ سے بدظنی دور ہوجائے اور انکے پرانے دقیانوسی یہ عقاید کی اصلاح ہو ا کہ اصحاب ثلاثہ سب امت سے افضل ہیں اور وہ جناب رسول اللہ صلعم کے خلیفے ہیں اور قطعی بہشتی۔ مومن کامل اور بڑے بہادر اور غازی ہیں (عقیدہ سنی)

سنی مسلمانو یہ سب کے سب مولوی صاحبان کے بناوٹی فسانے ہیں۔ تمہارے اگلے محدثین اور مورخین لکھ گئے ہیں۔ کہ حضرات اصحاب ثلاثہ نہ تو اہلبیت رسالت سے افضل ہیں اور نہ ہی ان میں سے کسی کو جناب رسول اللہ صلعم نے اپنا خلیفہ بنایا اور نہ ہی انکا ماننا کوئی جزو ایمان ہے اور یہ صحابہ ہمیشہ ہر ایک جنگ اور غزا سے بھاگتے رہے اور اپنی جان بچاتے رہے انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک اولاد سے بعد وفات النبی صلعم برا سلوک کیا۔ حق تلفی کی۔ یہ سب کچھ مذہب سنی کے صحاح ستہ اور معتبر تواریخ میں درج ہیں۔ میں اپنی طرف سے حضرات اصحاب ثلاثہ پر کوئی فتوے نہیں لگاتا۔ اور نہ مجھے حق حاصل ہے۔ کہ تمام اسلامی دنیا کے سنی مسلمانوں کے بزرگان دین اور انکے پیشوایان کی شان میں اپنی طرف سے کچھ تنقیص کروں۔ یا الزام لگاؤں۔ یہ تو شیعوں کا اصول نہیں کہ اصحاب ثلاثہ پر بے محل اور بلاضرورت لعن وطعن کیا کریں۔ لیکن اس سے انکار نہیں ہوسکتا۔ کہ مذہب شیعہ کو انکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ نہ یہ اصحاب ثلاثہ کی خلافت کو جائز سمجھتے ہیں اور نہ انہیں اپنا امام و پیشوا مانتے ہیں۔ بلکہ مذہب شیعہ کی تعریف یہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خاندان رسالت کے آئمہ اطہار

علیہم السلام کو اپنا پیشوا اور امام و رہبر اور افضل الناس مانا جائے اور انکی پیروی کیجائے
ہم ۔ ہمارا شروع ہی سے جوابی و دفاعی پہلو رہا ہے۔ کسی مذہب کی تردید پر
میں پہلے قلم نہیں اٹھائی ۔ ہم مسلمانوں میں نفاق و شقاق کو بہت برا خیال کرتے ہیں ۔
لیکن جب دیکھا کہ اہلبیت رسالت صلعم کی شان میں ہزاروں بے ادبیاں کھلم کھلی
ہو رہی ہیں اور ہم خاموشی کے ساتھ سنتے جاتے ہیں ۔ مذہب امامیہ کی توہین و تذلیل کی
جاتی ہے ۔ ہماری غیرت کام نہیں کرتی ۔ ہر جمعہ میں وعظ سنی و خطیب افضل الناس
بعد النبی ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علیؑ کے غلط عقیدے کا اعلان کرتا رہتا ہے ۔ مگر کوئی
محقق مسلمان نہیں بولتا ۔ شیعہ مذہب کی ہمیشہ دل آزاری کی جاتی ہے ۔ جھنگ مگھیانہ
میں سالہا سال سے شیعہ مذہب کی تردید میں رسالے شائع ہو رہے ہیں ۔ جن میں شیعوں کو
کافر ۔ زندیق ۔ بدعتی ۔ فاسق و فاجر ۔ مغضوب علیہم بنایا جاتا ہے ۔ مگر شیعوں کی حلم
و بردباری نے پلٹ کر بھی نہ دیکھا ۔ جب ہم کو میدان میں بلایا گیا اور چیلنج دیئے گئے
تب ہم نے طوعاً و کرہاً حمایت سادات میں قلم اٹھائی ۔ تو غیر منصف مزاج اور ضدی
سنی چلا اٹھے ۔ اگر ہم چپکے سے بے غیرتی سے انکی دل آزاری کے حملے سنتے رہتے
انکے کفر کے فتاوے کی پرواہ نہ کرتے ۔ خاندان رسالت صلعم کی توہین دیکھتے انکی
مذہب شیعہ پر رکیک حملوں کا جواب نہ دیتے ۔ ان لوگوں سے رعب سے مرعوب ہو
کر سست بچن کرتے ۔ باطل اور کذب کی حمایت کرتے ۔ تب یہ لوگ ہم کو بڑا متقی و پرہیزگار
و صالح جانتے ۔ مگر ایسی بے غیرتی اور بے حمیتی اور بزدلی تو وہ شخص کر سکتا ہے ۔
جس میں ذرہ بھر بھی نور ایمان نہ ہو نہ غیرت ہو اور جسکو دنیا اور مال کی ضرورت ہو جسکو
اللہ اور اس کے رسول مقبول کا خوف نہ ہو ۔ جب خداوند کریم نے ہم کو علم و دولت و
لیاقت دے رکھی ہے اور قوم ہماری مدد کرنے کو طیار ہے اور تبلیغ و اشاعت مذہب
امامیہ ہمارے پر فرض عین ہے تو ہم ایسے پر امن و آزاد و مہذب و روشن زمانہ میں
کیوں خاموش رہیں اور اندھوں کو کیوں نہ راستہ دکھلائیں اور مسلمانوں کو کیوں نہ
صراط مستقیم دکھائیں اور حقیقی وارثان نبوت کا راہ نجات بتائیں ۔ حق بات کو کیوں چھپائیں

نہ اس وقت ہمارے سر پر بنی امیہ کی تلوار ہے اور نہ بنی عباس کے جیل خانے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ ایسی بابرکت آزادی کے زمانہ میں اشاعت مذہب شیعہ نہ کریں۔ کیا کسی سنی نے جھنگ مگھیانہ کے سنی علما کی رسالہ بازی کو بند کیا۔ کیا کسی کمیٹی نے النجم۔ اہل حدیث۔ الفضل اخبارات اور بیرکوٹی اور قطب شاہی رسالہ جات و اشتہارات کی ممانعت کی۔ بلکہ وہ ہمیشہ انکی مدد کرتے رہے اور شیعوں کو کافر بناتے رہے۔ کسی نے انکی زبان بندنہ کی۔ تو اب جب ہم انکا جواب متانت و شرافت سے دیتے ہیں تو ہم کو اشاعت سے کیوں روکا جاتا ہے۔ جو امر محال ہے ہم نے تو بیس سال کی تحقیقات کے بعد حق کو قبول کیا ہے اور ہمیشہ حق کے تابع رہ کر اظہار حق کرتے رہیں گے۔ اور کشتی نوح پر سوار رہیں گے۔

علیؑ امام من است و منم غلام علیؑ
ہزار جان گرامی فدائے جان علیؑ
ہمارا کام کہنا ہے سنانا
بس اللہ کے سیدھے راہ چلانا

راقم ڈاکٹر صابر عفی عنہ

نوٹ۔ یہ امر اب روز روشن کی طرح واضح ہوگیا ہے کہ خیرامت مدعیان کو سنت کو ثلاثہ پرستی میں جناب رسالتمآب صلعم کا ادب و لحاظ بھی نہیں رہا۔ ظاہری لباس اسلام میں انہوں نے بانی اسلام کو قطعی چھوڑ دیا ہے۔

اول حقیقی اسلام کو چھوڑ کر صراط مستقیم سے منہ موڑ کر ان لوگوں نے فرقہ بندی کر لی۔

دوم۔ جناب سرور عالم صلعم اور اہلبیت رسالت صلعم کو جسمانی تکالیف و ایذا تو پہنچاتے رہے مگر اب روحانی ایذا دینی شروع کر دی۔ کہ نجدی وہابیوں نے روضہ مطہرہ گنبد خضرا پر گولہ باری شروع کر دی۔ مدینہ منورہ کو محصور کیا اور اہالیان مدینہ منورہ کو سخت تکالیف پہنچائیں۔ اور مقامات مقدسہ کے قبے گرا دیئے۔ لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین سد۔ ہیچ کافر نکند آنچہ مسلمان کردند۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہٖ الکریم وآلہٖ العظیم

باب اوّل

اسلام اور ایمان میں کیا فرق ہے؟

اسلام کیا ہے ان الدین عند اللہ الاسلام۔ اللہ کے نزدیک سچا دین اسلام ہے۔

۱۔ الاسلام علانیتہ والایمان فی القلب۔ اسلام ظاہر ہے اور ایمان دل میں ہے (کنوز الدقائق صفحہ ۵)

۲۔ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔ قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم (پ ۲۶ ۔ الحجرات) گنوار لوگ کہتے ہیں ہم ایمان لائے کہدے تم ابھی مومن نہیں ہوئے البتہ یوں کہو ہم (ڈر کے) مارے مسلمان ہو گئے۔ ابھی تو تمہارے دلوں میں ایمان داخل تک نہیں ہوا

۳۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ الاسلام ان تشھد ان لا الٰہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ وتقیم الصلوٰۃ وتؤتی الزکوٰۃ وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا۔ ترجمہ۔ اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی معبود نہیں اور تو گواہی

دے کہ محمد بھیجے ہوئے اللہ کے ہیں اور اچھی طرح نماز پڑھے اور زکوۃ دے اور رمضان کے روزے رکھے اور خانہ کعبہ کا حج کرے۔ اگر تو اس کے راہ کی طاقت رکھے۔ مشکوٰۃ۔ کتاب الایمان جلد اول صڈ۔ حدیث جبرئیل

۴۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ (کتاب الایمان مشکوٰۃ) مسلمان وہ شخص ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بچے رہیں۔

ب۔ لغت میں اسلام کے معنی ہیں ظاہری تابعداری اور تسلیم کرنا۔

ایمان کیا ہے

الایمان عقد بالقلب واقرار باللسان وعمل بالارکان (طبرانی) ایمان دل سے یقین کرنا اور زبان سے اقرار کرنا اور اعضا سے نیک کام کرنا ہے۔

۲۔ الایمان اقرار باللسان وتصدیق بالقلب وعمل بالارکان۔ ایمان زبان سے اقرار کرنا اور دل سے تصدیق کرنا اور نیک کام کرنے کا نام ہے (مقدمہ فتح الباری صد ۴۶ عینی صد ۱۲)

۳۔ الایمان معرفۃ بالقلب وقول باللسان وعمل بالارکان (ابن ماجہ مترجم صد ۳۰) ایمان دل کی معرفت ہے زبان کا اقرار ہے اور ہاتھ پیر کا عمل ہے۔

بس اہلحدیث کا اس پر اتفاق ہے کہ ایمان تین چیزوں سے مرکب ہے دل سے یقین کرنا۔ زبان سے اقرار کرنا۔ ہاتھ پاؤں سے فرائض اور اعمال بجا لانا۔ ان میں سے جو بات نہ ہو گی۔ ایمان ناقص رہے گا۔ اور جس قدر اعمال صالح زیادہ ہوں گے ایمان زیادہ ہوگا (ابن ماجہ مترجم صد ۳۳)

۴۔ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ان تومن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر الخ یہ کہ اللہ کے ساتھ ایمان لاوے۔ فرشتوں وکتابوں اور رسولوں اور آخرت پر ایمان لاوے۔

۵۔ اللہ تعالٰے کا فرمان ہے۔ یا ایھا الذین امنوا امنوا باللہ ورسولہ والکتاب

الذی نزل علےٰ رسولہ والکتاب الذی انزل من قبل۔ ومن یکفر باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر فقد ضل ضلالاً بعیدا (پ۵ النسا) مسلمانو اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو اس سے پہلے نازل کی ایمان لاؤ جو کوئی اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور پیغمبروں اور آخرت سے منکر ہوا وہ پرلے درجہ کا گمراہ ہو گیا

۶۔ **حدیث بخاری**۔ کتاب الایمان۔ پارہ پہلا ص۱۱۔ باب اذالم یکن الاسلام علے الحقیقتہ میں ہے حضرت سعد بن وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند لوگوں کو کچھ مال دیا اور سعد بیٹھے ہوئے تھے آپ نے ایک شخص جبیل بن سراقہ کو چھوڑ دیا۔ نہ دیا وہ ان سب لوگوں میں مجھے زیادہ پسند تھا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلعم آپنے فلاں شخص کو چھوڑ دیا۔ قسم خدا کی میں تو اس کو مومن سمجھتا ہوں۔ آپنے فرمایا۔ یا مسلم پھر تھوڑی دیر میں چپ رہا۔ پھر جو حال میں اس کا جانتا تھا۔ اس نے زور کیا میں نے دوبارہ عرض کیا آپنے فلاں شخص کو کیوں چھوڑ دیا قسم خدا کی میں تو اس کو مومن جانتا ہوں آپ نے فرمایا۔ یا مسلم الخ۔

نوٹ۔ ثابت ہوا کہ مومن و مسلم میں فرق ہے۔

۷۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایمان کتنے اور ستر شاخیں ہے پس افضل ان میں سے کہنا لا الہ الا اللہ اور اسکا کمتر ایذا کی چیز کو راہ سے دور کرنا اور ایمان کی حیا بڑی شاخ ہے (مشکوٰۃ۔ کتاب الایمان ص۱) پس ثابت ہوا کہ کوئی مسلمان مومن کامل کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا۔ جب تک ہر ایک پہلو سے قول اور فعل اور عمل میں کامل نہ ہو۔ مجموعہ احکام قرآنی اور صحیح فرمان نبوی صلعم کا یقین کرنا اور انپر عمل کرنا اجزا اسلام اور ایمان سے ہے کسی ایک حکم کا منکر کافر قطعی ہے۔ اور مومنین کی صفات میں اعمال صالحہ

جزو اعظم ہے۔ جہاں جہاں قرآن شریف میں مومنین کو خطاب ہے یا صفات مومنین کی تعریف کی گئی ہے وہاں اعمال صالحہ کو بھی ذکر کیا ہے۔

قرآنی صفاتِ مومنین

پہلی آیت شریفہ - ان الذین امنوا والذین ھادوا والنصاری والصابئین من اٰمن باللہ والیوم الاخرہ وعمل صالحًا فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (پ البقرہ) ترجمہ۔ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور یہودی اور عیسائی اور صابی ان میں سے جو لوگ اللہ تعالے اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور اچھے کام کئے انکو اپنے مالک کے پاس انکی مزدوری ملے گی نہ انکو ڈر ہوگا نہ رنج۔

۲- والذین اٰمنوا وعملوا الصالحات اولٰئک اصحاب الجنۃ ۔ ھم فیھا خالدون (پ البقرہ) اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ جنتی ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

۳- والذین اٰمنوا اشد حبًا للہ (پ ۔ البقرہ) اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ اللہ کی محبت سب سے زیادہ رکھتے ہیں۔

۴- ومن یعمل من الصالحات من ذکر او انثٰی وھو مومن ۔ فاولئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون نقیرا (پ النساء ۱۰) ترجمہ۔ اور جو کوئی کچھ بھی نیکی کرے گا مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایماندار ہو اس قسم کے لوگ بہشت میں جائینگے اور کھجور کی گٹھلی کے شگاف برابر بھی انپر ظلم نہ ہوگا۔

۵- انما قول المومنین اذا دعوا الی اللہ ورسولہ لیحکم بینھم ان یقولوا سمعنا واطعنا (پ النور) ایماندار لوگ جب انکا جھگڑا فیصلہ کرنے کے لئے اللہ تعالے اور اس کے رسول کی طرف بلائے جاتے ہیں تو بس یہی کہتے ہیں۔ ہم نے سنا اور مان لیا۔

آیات القرآن فی معیار الایمان

تمام قرآن شریف میں مومنین

کی یہ صفات و معیار الایمان بتائے گئے ہیں۔ اول ایمان باللہ والرسول ۔ دوم ہجرت الی اللہ۔ سوم۔ جہاد فی سبیل اللہ۔ پس جو اصحاب النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ان تینوں معیار و صفات میں مرتے دم تک کامل رہا۔ وہی مومن کامل و بہشتی ہے۔ ایمان باللہ والرسول سے یہ مراد ہے کہ وہ بعد اقرار توحید و رسالت تا بعدار و مطیع احکام الہی و فرمان رسالت پناہی رہا ہو اور ہجرت وہ جو خاص اللہ تعالے کے واسطے اعانت اسلام کی خاطر ہو۔ اور جس چیز سے اللہ تعالے نے منع کیا ہو اس سے کنارہ ہو کسی دنیاوی طمع زر و دولت و حکومت کے لیئے نہ ہو اور جہاد مال اور جان سے کیا ہو نہ من وعن فی سبیل اللہ قربان کیا ہو۔

۱۔ قال اللہ تعالے ۔ ان الذین اٰمنوا ۔ والذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمت اللہ ۔ واللہ غفور رحیم (پ۲ ۔ البقرہ ۔ رکوع ۲۷) ترجمہ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ملک کو اللہ کے لیئے چھوڑا اور خدا کی راہ میں لڑے۔ انہی کو اللہ کی رحمت کی امید ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

نوٹ۔ یہ آیت شریف ان صحابہ پر صادق آتی ہے۔ جنہوں نے اللہ تعالی اور اس کے رسول مقبول صلعم پر ایمان کامل رکھا اور انکی فرمانبرداری کی اور ہجرت و جہاد کیا۔ تو اس معیار میں سیدنا علی المرتضے علیہ السلام اور اصحاب کبار وفادار ہی کامل ترینگے حضرات ثلاثہ ابوبکر و عمر و عثمان و امثالہم نے اگر ہجرت و جہاد فی سبیل اللہ کی ہوتی تو وہ ہر ایک لڑائی و جنگ سے بھاگ نہ جاتے اور جناب رسول اکرم صلعم کی نبوت پر حضرت عمر شک کرنے اور گستاخانہ کلام نہ کہتے اور جناب کے حق میں کلمہ ہذیان نہ نکالتے اور خاندان نبوت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا نہ پہنچاتے۔ اور جنازہ رسول مقبول صلعم کو چھوڑ کر اجماعی خلافت نہ جاتے۔

۲۔ انما المومنون الذین اٰمنوا باللہ و رسولہ و اذا کانوا معہ علے امر جامع لم یذھبوا حتیٰ یستاذنوہ ان الذین یستاذنوک اولئک یؤمنون

باللہ و رسولہ (پ۱۸ - النور - ع ۹) ترجمہ - پکے ایماندار وہی ہیں - جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جب کسی جمع ہونے کے کام میں پیغمبر کیساتھ ہوتے ہیں - تو جب تک اس سے اجازت نہ لیں وہاں سے اٹھکر نہیں جاتے بیشک جو لوگ تجھ سے جاتے وقت اجازت لیتے ہیں - وہی اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں -

نوٹ :- امر جامع یعنی جمعہ یا جماعت یا اصلاح یا مشورہ یا جہاد وغیرہ اللہ تعالےٰ نے یہاں معیار الایمان صاف فرمایا کہ جو لوگ امر جامع میں پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑتے - وہی ایماندار ہیں - مذہب سنی میں ہے کہ حضرات اصحاب ثلاثہ ہر ایک جنگ دجہاد سے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو چھوڑکر فرار ہوتے رہے اور تیسرے روز آکر منہ دکھلایا - اور ہر ایک جنگ و غزوہ مصیبت میں جناب علی المرتضےٰ علیہ السلام اور چند وفادار صحابہ کرام ہی ثابت قدم رہے -

۳ انما المومنون الذین اٰمنوا باللہ و رسولہ ثم لم یرتابو وجاھدو ا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ - اولٰئک ھم الصادقون (پ۲۶ - الحجرات ع ۲) مومن تو وہ لوگ ہیں جو اللہ اور رسولؐ پر دل سے یقین لائے پھر انکو ایمان کی باتوں میں کسی طرح کا شک نہیں رہا اور انہوں نے اپنے جان اور مال سے اللہ تعالےٰ کی راہ میں کوشش کی - ایسے ہی لوگ سچے ایماندار ہیں -

نوٹ - مذہب سنی پکار کر کہہ رہا ہے کہ حضرت عمر نے صلح حدیبیہ میں نبوت پر شک کیا (تفسیر معالم التنزیل) اور جہاد فی سبیل اللہ میں کوئی خدمت اسلامی نہیں دکھلائی اور جناب سرور عالم صلعم کی کوئی مالی اعانت نہیں کی - بلکہ آنحضرت صلعم ہمیشہ ان حضرات کی مدد و اعانت کرتے رہے - حضرت عمر نے حجرہ نبوت میں مرض موت کیوقت جب جناب رسول اللہ صلعم نے کاغذ دوات منگوانے اور وصیت لکھنے کیواسطے حکم فرمایا تو حضرت عمر نے کہا حسبنا کتاب اللہ - ہم کو اللہ کی کتاب کافی ہے یہ شخص کو اس بک رہا ہے (معاذ اللہ)

۴۔ ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعٰن۔ انما استزلھم الشیطان ببعض ما کسبوا۔ ولقد عفا اللہ عنھم۔ ان اللہ غفور حلیم رپٗ آل عمران رکوع ۱۶) ترجمہ۔ جس دن دو لوگوں گتھ گئیں اس دن جو تم میں سے بھاگ نکلے۔ انکو شیطان نے کچھ انکے کئے کی شامت میں بھڑکا دیا اور البتہ اللہ نے انکو معاف کر دیا۔ بے شک اللہ بخشنے والا تحمل والا ہے۔

نوٹ۔ یہ جنگ احد کا واقعہ ہے کہ جس کے میدان کی گھسان لڑائی سے تمام صحابہ کرام جناب رسول خدا علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام کو نرغہ کفار میں چھوڑ کر بھاگ نکلے اور صرف چودہ اصحاب ثابت قدم رہے۔ جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کو ثابت قدمی و بہادری کے باعث لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار کا تمغہ عطا ہوا۔ حضرت ابوبکر بھاگ کر جنگل میں جا چھپے اور حضرت عمر بھاگ کر پہاڑ پر جا بیٹھے اور حضرت عثمان ایسے بھاگے کہ تیسرے روز منہ دکھلایا (تمام تاریخ اسلام) حضرات سنی کہتے ہیں کہ حضرت عمر سے شیطان بھاگتا تھا۔ مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ انکو شیطان نے بہکایا۔ مانا۔ کہ جنگ احد کے فراری صحابہ کا قصور معاف ہوا مگر فرمایئے کہ یہ حضرات افضل الناس بعد النبی کیسے بنائے گئے اور جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام مومن کامل۔ مجاہد فی سبیل اللہ۔ غازی بہادر سے کیسے افضل و اعلیٰ ہو گئے۔ کتاب اللہ اور احادیث۔

۵۔ فالذین ھاجروا و اُخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی۔ وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنھم سیاٰتھم ولادخلنھم جنّٰت تجری من تحتھا الانھار۔ ثوابًا من عند اللہ۔ واللہ عندہ حسن الثواب (پٗ آل عمران ع ۲۰) پھر جن لوگوں نے اپنا وطن چھوڑا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور میری راہ میں لڑے اور مارے گئے البتہ میں انکے گناہوں سے اپنے سے میٹ دونگا۔ اور انکو ایسے باغوں میں لے جاؤں گا۔ جنکے تلے نہریں بہ رہی ہیں۔ یہ اللہ کے پاس سے

انکو بدلہ ملے گا۔ اور اللہ تعالےٰ کے پاس اچھا بدلہ ہے۔

نوٹ۔ تمام سنی تواریخ گواہی دیتے ہیں۔ کہ مکہ معظمہ میں حضرات اصحاب ثلاثہ کو کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچی۔ حضرت عمر عاص بن وائل کی حمایت میں رہے اور اپنے ماموں ابوجہل پہ بھروسہ کر کے لڑائی و جھگڑے کرتے رہے اور مکہ معظمہ میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکالیف و مصائب و رنج میں ہرگز شامل نہیں نہ ہوئے۔ شعب ابی طالب میں آنحضرت صلعم محصور رہے یہ حضرات اصحاب ثلاثہ اپنے اپنے گھروں میں عیش و عشرت کرتے رہے۔ آنحضرت صلعم پر اوجھ ڈالے گئے اور جناب علیہ السلام کی گردن و گلہ چادر سے کفار نے گھونٹا۔ حضور انور کے راستہ پر کانٹے بچھائے گئے۔ خاک دھول ڈالی گئی ابوجہل نے سخت بے ادبی کی۔ طائف کے بدمعاشوں نے جناب کو پتھراؤ کیا۔ مگر حضرات اصحاب ثلاثہ کہیں بھی مدد کو نہ پہنچے اور نہ کسی جنگ میں زخمی ہوئے اور نہ کسی کا ذکر قتل کیا بلکہ ہر ایک جنگ سے فرار ہوئے۔

۶۔ یا ایہا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا۔ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون رکوع ۲۰ آل عمران۔ع۔۲۰) ترجمہ۔ مسلمانو صبر کرو اور صبر میں اپنے دشمنوں پر غالب آؤ اور مورچے پر جمے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اس لئے کہ مراد کو پہنچو۔

نوٹ۔ اہلحدیث دوستو! حنفی بزرگو اپنی مستند و معتبر کتب کھول کر دیکھو کہ کون کون اصحاب ہر ایک لڑائی میں مورچہ پہ جما رہا اور کون کون بھاگ گیا۔ خاص کر مورچہ جنگ حنین دیکھ لینا۔ کہ اللہ کا پیارا حبیب نبی مکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دلدل کو ایڑ لگا کر مضرور صحابہ کو پکار رہا ہے اور بیعت رضوان یاد دلا کر یا اصحاب السمرۃ یا اصحاب الشجرۃ فرما رہا ہے۔ مگر بھگوڑے صحابہ پلٹ کر نہیں دیکھتے۔

۷۔ ولا تھنوا فی ستبغاء القوم۔ ان تکونوا تالمون فانھم یالمون کما تالمون

وترجون من اللہ ما لا یرجون ۔ وکان اللہ علیما حکیما (پ۵ ۔ النساء ع ۱۳)

ترجمہ ۔ اور کافروں کا پیچھا کرنے میں انسے لڑنے میں ہمت نہ ہار و یا نامردی نہ کرو یا اپنے تئیں ذلیل مت بناؤ اگر تم کو لڑائی میں تکلیف پہنچتی ہے تو انکو بھی تکلیف پہنچتی ہے ۔ جیسے تم کو تکلیف پہنچتی ہے اور تم خدا سے وہ امید رکھتے ہو ۔ جو کافر نہیں رکھتے ۔ اللہ تعالے جاننے والا حکمت والا ہے ۔

نوٹ ۔ حضرات آپ جنگ خیبر کا میدان یاد کریں ۔ جس میں حضرات شیخین حضرت ابوبکر و حضرت عمر دو دفعہ علم محمدیؐ صلعم لے کر گئے اور دونوں دفعہ شکست کھا کر واپس ہوئے ۔ فوج حضرت عمر کو نامرد و بزدل کہتی تھی اور جناب عمر اپنے ساتھیوں کو بزدل بناتے تھے ۔ (ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ) فرمایئے جناب حضرات شیخین نے کس میدان میں بہادری دکھائی ۔

۸ ۔ یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلہ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون (پ۶ ۔ المائدہ) مسلمانو ۔ اللہ تعالے سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ ڈھونڈو اور دین کے دشمنوں سے اس کی راہ میں لڑو تاکہ تم مراد کو پہنچو ۔

نوٹ ۔ ایمان ، جنت اور فلاح اور صداقت کی کسوٹی زمانہ نبوت میں جہاد فی سبیل اللہ تھا جس میں گستاخی معاف حضرات اصحاب ثلاثہ ہمیشہ فیل و ناکامیاب رہے ۔

۹ ۔ یا ایھا الذین اٰمنوا اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوھم الادبار ۔ ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب من اللہ وماواہ جہنم وبئس المصیر (پ۹ ۔ الانفال ۔ ع ۲)

مسلمانو جب تم کافروں کے ریل پیل لشکر سے بھڑ جاؤ ۔ یعنی وہ زیادہ ہوں اور تم کم تو انکو پیٹھ نہ دو اور جو اس دن اپنی پیٹھ کافروں کو دکھائے یعنی بھاگ جائے وہ اللہ تعالے کا غصہ لے کر لوٹا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ لوٹ جانے کی بری جگہ ہے ۔ مگر جو کوئی کترا کر ایک طرف چلے لڑنے کے لیئے یا جماعت

میں شریک ہونے کے لئے۔

نوٹ۔ فرمایئے حضرات اہل تسنن۔ آپ کے جلیل القدر صحابہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان وغیرہم جو ہر ایک جنگ و جہاد فی سبیل اللہ سے جان بچا کر بھاگتے رہے اس وعید الٰہی سے کیسے بچ سکتے ہیں۔

۱۰۔ یا ایھا الذین اٰمنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیراً لعلکم تفلحون (پ۱۰ ۔ الانفال) مسلمانو۔ جب تم کافروں کی کسی فوج سے بھڑ جاؤ تو جمے رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو۔

نوٹ۔ اللہ تعالیٰ تو مسلمانوں کو مورچہ پر جمے رہنے کو فرماتا ہے۔ حضرات اصحاب ثلاثہ و امثالہم اپنی جان بھاگ کر بچاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے جی چراتا ہے پھر بھی سنی اسکو افضل بناتا ہے۔

۱۱۔ والذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ والذین اٰووا ونصروا اولٰئک ھم المؤمنون حقاً۔ لھم مغفرۃ ورزق کریم (پ۱۰۔ الانفال ع ۱۰)۔

ترجمہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا (یعنی مہاجرین) اور جن لوگوں نے جگہ دی اور انکی مدد کی (انصار) یہی پکے مسلمان ہیں۔ ان لوگوں کے لئے آخرت میں اللہ کی بخشش اور دنیا میں عزت کی روزی ہے۔

نوٹ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان مومنین مہاجرین کے واسطے ہے۔ جناب رسول اللہ صلعم سے دو چند اونٹ کی قیمت لینا اور ہر ایک جنگ سے بھاگ جانا اور خاندان رسالت کی حق تلفی کرنا اور انکی وراثت چھین لینا۔ پھر گھر کو آگ لگانا اور وصایائے نبوی سے منہ موڑ کر بیعت خم غدیر توڑ کر خفیہ ڈپلیسی سے اجماعی خلافت قائم کرنا اور باغ فدک وراثت بتول فرزند رسول صلعم ضبط کر لینا۔ حقیقی مومنوں کا کام نہیں۔ اگر حضرات اصحاب ثلاثہ حقیقی مومنین و مہاجرین ہوتے تو یہ اعمال ہرگز ان سے سرزد نہ ہوتے مذہب سنی کی صحاح ستہ و معتبر تواریخ میں جبتک یہ اعمال صحابہ موجود ہیں۔ تب تک ایمان ثلاثہ سنی مسلمان سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ انکے متقدمین محدثین و مورخین

ایسے حالات لکھ کر سنیوں کو ہمیشہ کے واسطے شرمندہ کر گئے ہیں - جو کبھی سر نہیں اٹھا سکتے پہلے اپنی یہ سب کتابیں جھٹلاؤ - پھر ثلاثہ کو مومنین کامل بناؤ -

۱۲- ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ یُقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون - وعداً علیہ حقاً فی التوراۃ والانجیل والقرآن - ومن اوفیٰ بعھدہٖ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ - وذٰلک ھو الفوز العظیم پ ۱۱ - التوبہ - ع ۱۴) ترجمہ :- بیشک اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں سے انکے جان اور مال کو مول لے لیا ہے اس کے بدل انکو بہشت ملے گی وہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں لڑتے ہیں پھر کافروں کو مارتے ہیں اور مارے جاتے ہیں - اللہ تعالےٰ کا یہ وعدہ پکا ہے اس نے ذمہ لے لیا ہے - توراۃ اور انجیل اور قرآن میں اور اللہ تعالےٰ سے بڑھ کر کون اپنے قول کا پورا کرنیوالا ہے تو مسلمانو یہ جو سودا تم نے کیا ہے اس کی خوشی مناؤ اور یہی تو بڑی کامیابی ہے -

نوٹ - یہ بشارت بھی نمازیوں کے واسطے ہے - جنہوں نے جم کر لڑائی کی غازی بہادر کہلائے اور اگر قتل ہوئے تو شہید کہلائے - معزور صحابہ پر ہرگز چسپاں نہیں ہو سکتے جنہوں نے ہر ایک لڑائی میں اپنے سردار نبی مکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیٹھ دکھلائے -

۱۳- والذین ھاجروا فی سبیل اللہ ثم قتلوا او ماتوا لیرزقنھم اللہ رزقاً حسناً و ان اللہ لھو خیر الرازقین پ ۱۷ - الحج - ع ۲) ترجمہ - اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور پھر وہ مارے گئے یا اپنی موت سے مر گئے ہر حال میں اللہ تعالےٰ انکو اچھی روزی دیگا - اور بیشک خدا تعالےٰ ہی سب روزی دینے والوں میں بہتر روزی دینے والا ہے -

نوٹ - یہ شہدائے فی سبیل اللہ کے واسطے بشارت ہے جو قطعی بہشتی ہیں -

۱۴- ولما رأ المومنون الاحزاب - قالوا ھذا ما وعدنا اللہ و رسولہ و صدق

اللہ و رسولہ - وما زادھم الا ایماناً و تسلیما - من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ - فمنہم من قضی نحبہ و منہم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا (پ ۲۱ - الاحزاب - ع ۳) ترجمہ - اور جب سچے مسلمانوں نے کافروں کی فوجوں کو دیکھا - تو گھبرائے تو نہیں بلکہ کہنے لگے یہ تو وہی ہے جس کا اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ تعالےٰ اور اسکا رسول سچا ہے اور اس واقعہ نے انکے ایمان اور تابعداری کو اور بڑھا دیا - ان ہی مسلمانوں میں کچھ مرد تو ایسے ہیں جنہوں نے اللہ تعالےٰ سے جو اقرار کیا تھا - اس میں سچے اترے - ان میں سے بعضے تو اپنا کام پورا کر چکے اور بعضے ابھی راہ دیکھ رہے ہیں - اور ان لوگوں نے اپنے اقرار کو ذرا نہیں بدلا -

نوٹ - اللہ تعالیٰ حقیقی مومنین موحدین کے ایمان و شجاعت کا بیان فرماتا ہے کہ یہ لوگ فوجوں کے دل دیکھکر نہیں گھبراتے - بلکہ انکے دل زیادہ دلیر اور شیر ہو جاتے ہیں - لیلتہ العقبہ میں مسلمانوں نے جناب رسول اللہ صلعم سے اقرار کیا تھا - کہ آخیر دم تک آپ کا ساتھ دینگے - انہی لوگوں نے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور کئی جنگ احد میں شہید ہوئے جیسے حضرت امیر حمزہ سید الشہدا علیہ السلام اور حضرت انس بن النضر رضی اللہ عنہ اور بہت سے صحابہ شوق شہادت میں لڑتے رہے - جناب علی المرتضےٰ علیہ السلام کو جنگ احد میں سترہ زخم لگے اور بہت سے صحابہ جو کمزور اور وعدہ کے پکے نہ تھے - عہد و بیعت نبوی صلعم کو توڑ کر جنگ احد سے بھاگ نکلے -

ب - انس بن مالک کہتے ہیں - میرے چچا نے انس بن النضر جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے - انکو اسکا بڑا رنج ہوا اور کہنے لگے انشاء اللہ تعالیٰ اب کوئی جنگ ہوگی - تو اللہ تعالےٰ دیکھ لے گا - میں کیا کرتا ہوں پھر احد کے دن سعد بن معاذ کو ملے سعد نے کہا کہاں جاتے ہو - انہوں نے کہا احد پہاڑ کی طرف سے جہاں کافر جمع تھے مجھ کو جنت کی خوشبو آ رہی ہے اور کافروں پر حملہ کیا - یہاں تک کہ شہید ہوئے انکے بدن پر اسّی سے زیادہ تیر اور تلوار اور برچھی کے زخم تھے اور یہ آیت

انہی کے باب میں اترے (تبویب القرآن ص۴۲۹) یہ تھے صحابہ کبار عاشق زار سید الابرار و پروردگار کی اطاعت گذار کیا حضرات اصحاب ثلاثہ کا ان شیدائی احد کے ایمان سے مقابلہ ہو سکتا ہے جو فی سبیل اللہ شہید ہوئے۔ حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان تو اپنی جان بچا کر جناب رسالتمآب صلعم کو زخمی چھوڑ کر چلتے بنے سنی مسلمانو۔ اہل حدیث دوستو حنفی بزرگو۔ آؤ تم اپنے اصحاب ثلاثہ کے جہاد فی سبیل اللہ کے کارنامے دکھلاؤ۔ کہ انہوں نے زمانہ نبوت میں نبی آخر الزمان صلعم کے سامنے کیا گیا جوہر شجاعت دکھلائے۔

۱۵۔ ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفًا کانھم بنیان مرصوص۔

(پ۲۸۔ الصفا) ترجمہ۔ اللہ ان لوگوں کو چاہتا ہے۔ جو اس کی راہ میں اس طرح صف باندھ کر مضبوطی سے لڑتے ہیں۔ جیسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار۔

نوٹ۔ یہاں سے صاف ثابت ہوا کہ جو صحابہ غازی جنگ بہادر و ثابت قدم تھے وہی محبوب خدا تعالٰے تھے۔ جو صحابہ ہر ایک جنگ سے بھاگتے رہے اور جناب رسول اللہ صلعم کو تنہا چھوڑ کر اپنی جان بچاتے رہے۔ وہ ہرگز محبوب خدا نہ تھے۔ اسی معیار پر اصحاب ثلاثہ کے ایمان و صداقت و محبوبیت کو پرکھو اور انکی بہادری کا مقابلہ کرو۔ چونکہ جناب علی المرتضٰے علیہ السلام ہر ایک لڑائی میں سپہ سالار و علمدار رسول کردگار صلعم تھے اور وہ ہمیشہ جم کر ڈٹ کر لڑتے رہے اور ذوالفقار سے ہزاروں کفار کو فی النار کیا۔ اس سلئے وہی محبوب خدا تعالٰے تھے اللہ کا پیارا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی شہادت دیتا ہے۔

حدیث بخاری و مسلم۔ عن سھل بن سعد ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال یوم خیبر لاعطین ھذا الرایۃ رجلا یفتح اللہ علٰے یدیہ یحب اللہ ورسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ الخ (صحیح بخاری مترجم باب المناقب علی پ۱۴ ص۱۰ و صحیح مسلم مترجم ص۲۴۲) ترجمہ سہل بن سعد سے روایت ہے خیبر کے دن جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں اس نشان

کو اس شخص کے حوالہ کروں گا۔ جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔

نوٹ۔ اس سے بڑھکر فضیلت کیا ہوسکتی ہے مسلمانو! سوچو اور غور کرو۔ محبوب خدا ورسول صلعم سے کون شخص افضل ہوسکتا ہے اور کون خلیفہ رسول مقبول بن سکتا ہے۔ اہل حدیث دوستو۔ حنفی بزرگو۔ ایسی کوئی نص جلی اور حدیث صحیح آپ اپنے اصحاب ثلاثہ کی شان میں بھی دکھلاؤ۔ کہ وہ بھی محبوب خدا ورسولؐ تھے۔

دوسری حدیث نسائی۔ کرار غیر فرار۔ فان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعث ابابکر وعقد لہ الرایتہ فرجع وبعث عمر وعقد لہ اللواء فرجع بالناس فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لاعطین الرایتہ رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ کرار لیس بفرار الخ (خصائص نسائی مترجم مطبع محمدی لاہور ص۱۱) جنگ خیبر میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے حضرت ابوبکر کو نشان دے کر بھیجا۔ سو وہ پھر آئے اور وہ قلعہ فتح نہ ہوا) اور پھر حضرت عمر کو نشان دیکر بھیجا۔ سو وہ بھی لوگوں کے ساتھ واپس آئے قلعہ فتح نہ ہوا۔ سو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں اس مرد کو نشان دوں گا کہ خدا ورسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اس کو دوست رکھتے ہیں۔ بہت حملہ کرنیوالا ہے بھاگنے والا نہیں۔

نوٹ۔ اس حدیث سے حضرات شیخین کی بہادری و شجاعت کا مقابلہ بھی ہوا کہ وہ قلعہ خیبر کو فتح نہ کرسکے اور کرار غیر فرار سے ثابت ہوا کہ باقی صحابہ سب بھگوڑے تھے تو اب سنی مسلمانو! تمہارے علماء کرام نے جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام محبوب ومحب خدا ورسول پروردگار اور کرار غیر فرار سے حضرت ابوبکر وحضرت عمر کو کیوں افضل واعلیٰ بنایا ہوا ہے۔ بولو افضل الناس بعد النبی صلعم کا عقیدہ باطل ہے یا نہ۔ مذہب سنی۔ مرزائی اور وہابی نجدی ہیں کوئی نیک وسعید

رجوع ہے۔ جو ہماری تحقیقات سے فائدہ اٹھائے اور افضل الناس بعد النبی ابوبکر ثم عمر ثم عثمان کا غلط و باطل عقیدہ کو چھوڑ کر دامن پنجتن پاک سے لگ جائے۔

۱۶۔ **سبقت الی الاسلام**۔ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ و اعدلھم جنات تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا۔ ذالک الفوز العظیم (پ ۱۱۔ التوبہ ع ۱) ترجمہ۔ مہاجرین وانصار سے لوگوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی اور سب سے پہلے ایمان لائے اور نیز وہ لوگ جو انکے بعد خلوص دل سے داخل ایمان ہوئے خدا ان سے خوش اور وہ خدا سے خوش اور خدا نے انکے لئے بہشت کے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے تلے نہریں پڑی بہ رہی ہونگی اور یہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

ب والسابقون السابقون۔ اولٰئک المقربون (پ ۲۷۔ الواقعہ) اور جو سب سے آگے بیٹھنے والے سو یہ آگے ہی بیٹھنے کے قابل ہے یہ بارگاہ خداوندی کے مقرب ہیں۔

نوٹ۔ یہ ہر دو آیات ایمانداروں کی تعریف میں ہیں سب سے پہلے ایمان ثلاثہ ثابت کرنا چاہئے۔ اس کے بعد یہ آیات انپر چسپان کریں اور اس میں مخلوص دل سے داخل ایمان ہونے کی شرط ہے اور واقعات اور اعمال ثلاثہ سے ان کا خالص و مخلص ہونا ثابت نہیں ہوتا اور پھر وہ سابق الاسلام بھی ہرگز نہیں۔ بلکہ مذہب سنی میں جناب امیرالمومنین علی المرتضےٰ علیہ السلام اور جناب ام المومنین خدیجہ الکبرےٰ رضی اللہ عنہا اور حضرت زید وام ایمن و ورقہ بن نوفل سابق الاسلام ہیں اور یہی سب سے اول جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے۔

ب بعض مفسرین نے سابقون الاولون سے وہ بارہ اشخاص مدنی انصار مراد لئے ہیں۔ جنہوں نے عقبہ اولی میں جناب رسول اللہ صلعم سے بیعت کی تھی۔ جن میں اصحاب

ثلاثہ شامل نہیں۔ معالم التنزیل صفحہ ۱۶۔ اسعاف الراغبین صفحہ ۲۱ تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۳۳۶۔ سیرۃ المحمدیہ صفحہ ۵۷

اوّل حدیث بخاری۔ عبدالرحمن بن عوف نے یوم شوریٰ خلافت حضرت عثمان جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کا ہاتھ تھاما اور کہا لک قرابتہ من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم والقدم فی الاسلام۔ آپ آنحضرت صلعم سے قریب ہیں اور آپ کا اسلام بھی سب سے قدیم پرانا ہے (بخاری مترجم پ ۱۴ صفحہ ۹۹ سطر ۹۔ مطبع احمدی لاہور)

دوم حدیث نسائی۔ حضرت حبیتہ العرنی نے کہا سمعت علیاً کرم اللہ وجہہ یقول انا اول من صلی مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام سے سنا کہ آپ فرماتے تھے میں وہ شخص ہوں۔ جس نے سب سے پہلے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی یعنی میں سب سے پہلے اسلام لایا ہوں (خصائص نسائی مترجم صفحہ ۳)

سوم۔ حدیث نسائی۔ حضرت زید بن ارقم نے کہا کہ جس نے سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ وہ جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام ہیں (خصائص نسائی مترجم مطبع محمدی لاہور صفحہ ۴)

چہارم۔ حدیث نسائی۔ حضرت زید بن ارقم نے کہا کہ جو سب سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایمان لایا۔ وہ جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام ہیں (خصائص نسائی مترجم صفحہ ۷)

پنجم۔ حدیث نسائی۔ عن عباد بن عبد اللہ قال قال علی علیہ السلام انا عبد اللہ و اخو رسولہ وانا الصدیق الاکبر لا یقول ذالک بعدی الا کاذب صلیت قبل الناس سبع سنین۔ عباد بن عبداللہ نے کہا۔ کہ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کے رسولؐ کا بھائی ہوں اور میں صدیق اکبر ہوں۔ میرے بعد کوئی یہ بات نہ کہیگا۔ مگر جھوٹا میں نے

سات برس لوگوں سے پہلے نماز پڑھی ف اس حدیث سے بھی معلوم ہوا۔ کہ حضرت علی علیہ السلام۔ اسلام میں سب سے مقدم ہیں کہ سات برس لوگوں سے پہلے اسلام لائے اور نماز پڑھی۔ (خصائص نسائی مترجم صہ مطبع محمدی لاہور)

ششم۔ دیلمی نے بی بی عائشہ سے اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا السبق ثلاثۃ فا السابق الی موسیٰ یوشع بن نون والسابق الی عیسےٰ صاحب آل یاسین والسابق الی محمدؐ علی ابن ابی طالب علیہ السلام۔ سابق الاسلام تین ہیں ایک یوشع بن نون کہ جس نے سب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا اور دوسرا صاحب آل یاسین یعنی حبیب النجار جو جناب عیسےٰ پر ایمان لایا۔ تیسرا جناب علی المرتضےٰ علیہ السلام سابق الاسلام ہے۔ جو سب سے اول جناب سیدنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لائے اور تصدیق کی اور یہی تین صدیق بھی ہیں۔ (صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور صہ ۲۱۲ صہ ۲۱۳)

ہفتم۔ جناب امیر المومنین علی المرتضےٰ علیہ السلام کا اپنا دعوےٰ ہے کہ وہ سابق الایمان ہیں۔ صواعق محرقہ فارسی صہ ۲۳ پر ہے ؎

سبقتکم الی الاسلام طراً　　　علاماً مابلغت اوان حلمی

ترجمہ۔ میں اس وقت اسلام لایا جب وقت میری ابھی محاسن بھی نہیں نکلی تھی طفل معصوم تھا۔

ہشتم۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اس امت کا حوض کوثر پر پہلے وارد ہونیوالا اور اس امت کا سب سے پہلے ایمان لانیوالا جناب علی ابن ابی طالب ہے۔ استیعاب بحوالہ ارجح المطالب باب چہارم صہ ۲۴۰۔

نہم۔ جناب رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؑ کو فرمایا کہ تو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور تو نے میری تصدیق کی ہے (حاکم بحوالہ ارجح المطالب باب چہارم صہ ۲۴۱)

دہم۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے سوموار کے دن اظہار

نبوت کیا اور حضرت علی علیہ السلام نے انکے ساتھ منگل کے روز نماز پڑھی (ترمذی
باب المناقب ملا۔ جلد دوم صفحہ ۵۷۶ نول کشور۔ مفصل بحث سبقت الی الاسلام
پڑھو۔ کتاب ثبوت خلافت حصہ اول میں) پس ثابت ہوا کہ جناب امیر المومنین
علی المرتضےٰ علیہ السلام ہی افضل الناس بعد النبی صلعم اور سابق الاسلام ہیں۔ اور
سنی صاحبان کا دعوےٰ غلط ہے۔ جو حضرات اصحاب ثلاثہ کو سابق الاسلام
مانتے ہیں۔ انکا دعوے بلا دلیل ہے۔

۱۷۔ محمد رسول اللہ۔ والذین معہ اشدٓ علی الکفار۔ رحماء بینھم تراھم
رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً سیماھم فی وجوھھم من
اثر السجود الخ (سورہ فتح پ ۲۶) ترجمہ۔ محمدؐ خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں اور جو لوگ
انکے ساتھ ہیں کافروں کے حق میں تو انکی ایذاؤں سے بچنے کے لئے بڑے
سخت ہیں۔ مگر آپس میں رحم دل۔ اے مخاطب تو انکو دیکھیگا کہ کبھی رجوع
کرتے ہیں اور کبھی سجدہ کر رہے ہیں اور خدا کے فضل اور خوشنودی کی طلبگاری
میں لگے ہیں۔ انکی شناخت یہ ہے کہ سجدے کے گھٹے ان کی پیشانیوں پر
ہیں۔ تفسیر اس آیہ وافی ہدایہ کو علما اہلسنت حضرات اصحاب ثلاثہ پر چسپاں کرتی
ہیں اور آیت کے چار ٹکڑے کر کے حضرت ابوبکر کو والذین معہ میں اور حضرت
عمر کو اشدٓ علی الکفار میں اور حضرت عثمان کو رحماء بینھم میں داخل کرتے ہیں
باقی حصہ عبادت میں حضرت علی علیہ السلام کو بھی شامل کر دیتے ہیں۔ مگر ان کا
یہ استدلال غلط ہے۔۔

اول۔ والذین معہ میں وہ اہلبیت کرام وصحابہ عظام شامل ہیں۔ جنہوں نے معیت
رسول مقبول کو ہرگز نہ چھوڑا۔ حضرت ابوبکر غار میں گھبرا گئے اور رونے لگ گئے
جناب رسول اللہ صلعم کو تسلی الٹا دینی پڑی لا تحزن کا کلمہ فرمانا پڑا۔ حضرت ابوبکر
ہر ایک غزوہ ہر ایک لڑائی اور ہر ایک جہاد فی سبیل اللہ میں معیت رسول مقبول صلعم
کو چھوڑ گئے۔ حضرت ابوبکر نے جناب سالتمآب صلعم کی مرض الموت میں اپنا ڈیرہ

مدینہ سے باہر نکالا گیا اور اپنے گاؤں میں رہے۔ موت کیوقت حضرت ابوبکر کو جناب رسول اکرم صلعم سے بات چیت یا معیت سنی نصیب ہوئی۔ حضرت ابوبکر نے جنازہ رسول مقبول نہ پڑھا۔ دفن میں شریک تک نہ ہوئے تو انکو معیت کیسی نصیب ہوئی۔

دوم۔ اشدعلی الکفار۔ کا نشان حضرت عمر کیواسطے ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہ ہر ایک جنگ سے فرار ہوئے اور کبھی بھی کسی موقعہ پہ آپ تلوار بہادر نہ نکلے اپنی زمانہ خلافت میں بھی وہ مدینہ منورہ کی چار دیواری سے باہر نہ نکلے اور نہ کوئی ملک فتح کیا اور نہ کسی کافر کو مارا۔ ہاں خاندان رسالت صلعم پر جور وظلم ضرور کئے۔ کہ جناب سیدہ معصومہ بتول بنت رسول مقبول صلعم کے مکان جنت نشان کو آگ لگا نیکو دوڑے۔ حضرت عمر کو جناب رسالتمآب صلعم کا جنازہ و کفن و دفن اور آخری دیدار فیض آثار نصیب نہ ہوئی۔

سوم۔ رحماء بینھم سے مراد حضرت عثمان ہرگز نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ حضرت عثمان نے حضرت عمار بن یاسر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کو خوب پٹوایا۔ اور سخت توہین کی حضرت ابوذر صدیق غفاری رضی اللہ عنہ کو سخت تکلیف و ایذا دیکر مدینہ منورہ سے بلاقصور جلاوطن کر دیا۔ بیت المال کا خزانہ سب کا سب اپنے خویش و اقارب میں لٹا دیا۔ قرآن شریف کو جلایا۔ آخر کار مہاجرین و انصار نے بلکر حضرت عثمان کو محصور کر کے قتل کر دیا مسلمانوں کے قبرستان میں بھی دفن نہ ہونے دیا۔ کیا یہی رحماء بینھم تھے۔

چہارم حقیقی معیت اور اشد علی الکفار و رحماء بینھم کا نمونہ جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کو عطا ہوا۔ کہ وہ عالم ارواح میں سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں رہے انا و علی من نور واحد پڑھو اور جناب امیر علیہ السلام طفولیت ہی سے معیت رسول اکرم صلعم میں رہے۔ غار حرا میں عبادت میں معیت۔ ایمان میں سابق الایمان شعب ابوطالب کے ساتھی دعوت

قریش میں ہمراہ۔ شب ہجرت میں بستر نبوت پر جان نثار مباہلہ نصاریٰ میں ہمراہی۔ ہر ایک جنگ۔ ہر ایک غزوہ لڑائی میں معیت نامہ آیتہ انفسنا و انفسکم میں شامل آیۂ تطہیر اور آیہ صلوٰۃ میں داخل۔ پھر آخری دیدار پر انوار سے بہرہ ور جنازہ و دفن و کفن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں معیت خاص نصیب ہوئی۔ روز قیامت میں حوض کوثر پر ساقی کوثر اور سید خیر البشر اور بہشت میں بھی ایک ہی مکان عالیشان کے اندر جناب نبی اکرم اور جناب علی وصی معظم ہمراہ ہونگے (زیادہ دیکھو ثبوت خلافت حصہ اول۔)

۱۸۔ آیت استخلاف

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم۔ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم۔ ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔ یعبدوننی۔ لایشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون (پ۱۸۔ النور۔ الثلثہ) ترجمہ۔ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بھی کرتے ہیں۔ ان سے خدا کا وعدہ ہے کہ ایک نہ ایک دن انکو ملک کی خلافت یعنی سلطنت ضرور عنایت کریگا۔ جیسے ان لوگوں کو خلافت عنایت کی تھی۔ جو ان سب سے پہلے ہو گذرے ہیں۔ اور جس دین کو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے یعنی اسلام اس کو انکے لئے جما کر رہے گا اور خوف و خطر جو انکو لاحق ہے اس کے بعد (عنقریب ہی) انکو اس کے بدلے میں امن دے گا گویا باطمینان ہماری عبادت کیا کرینگے اور کسی چیز کو ہمارا شریک نہ گردانیں گے اور جو شخص ان تمام احسانات کے بعد ناشکری کرے تو ایسے ہی لوگ نافرمان ہیں۔ (از ترجمہ نذیری)

تفسیر یہ آیت شریف مناظرہ شیعہ و سنی میں ایمان و خلافت اصحاب ثلاثہ کیواسطے ایک منجھا ہوا ہتھیار رہے اور ہمیشہ علماء کرام اہلسنت اس کو ہر ایک مناظرہ میں پیش کرتے چلے آئے ہیں۔ اور مرزائی اس کو حضرت مرزا غلام احمد صاحب

قادیانی کی خلافت میں پیش کرتے ہیں۔ اہلسنت کی تمام تفاسیر کا اتفاق ہے۔ کہ خلافت اصحاب ثلاثہ پر یہ ایک نص جلی ہے۔ مگر غور سے دیکھا جائے تو یہی آیہ شریفہ انکے دعوے کے مخالف ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں مذہب شیعہ کی طرف سے بہت سی کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور مولف بندہ صابر نے بھی اس کو شرح و تفصیل سے اپنی کتاب ثبوت خلافت حصہ اول میں ذکر کیا ہے اس کو دیکھیں۔ اس آیہ وانی ہدایہ میں تین چیزوں کا وعدہ ہے استخلاف فی الارض۔ تمکین دین۔ تبدیل امن بعد الخوف اور ایمان و اعمال صالحہ کی شرط لگائی گئی ہے اور خلفا سابقین سے مماثلت دی گئی ہے۔

اول۔ شرط ایمان اور اعمال صالحہ ہے۔ سب سے اول حضرات اصحاب ثلاثہ میں ان شرائط کو موجود کریں۔ آمنوا میں صرف الکا ظاہری اسلام ثابت کرینگے۔ مگر اعمال صالحہ میں آپ ضرور فیل ہو جائیں گے۔ فرار از جہاد فی سبیل اللہ۔ انکار از اطاعت رسول اللہ صلعم۔ نکث بیعت خم غدیر۔ محرومی جنازہ و دفن و کفن رسول قدیر۔ احراق بیت السیدہ۔ غصب خلافت و فدک۔ بدعات و احداث ضرور اعمال صالحہ میں داخل نہیں۔

ب۔ خلافت پہلوں کے مانند۔ کما استخلف الذین من قبلھم۔ حضرت آدمؑ سے لیکر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک تمام امم سالقہ میں خلیفے ہمیشہ نبی و رسولؐ کے نسبی رشتہ دار حقیقی بھائی بھتیجے ہوتے رہے ہیں۔ کبھی امت میں سے کوئی خلیفہ نہیں ہوا اور یہ سنت اور فطرۃ الٰہی کبھی تبدیل نہیں ہوئی۔ تو اب تبدیلی کیا وجہ خاص ہے اور پھر اس آیت شریف میں لفظ استخلاف ہے۔ جس لئے اللہ تعالےٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ مسلمانوں کو وہ اپنی ملک حجاز مکہ معظمہ میں پھر آباد کرے گا اور یہ وعدہ الٰہی بعد فتح مکہ معظمہ پورا ہوا کہ بہت سے مہاجرین صحابہ کرام پھر مکہ شریف میں آباد ہوئے اور جو مسلمان ہوئے وہ بلا خوف و خطر اور امن سے زندگی گذارتے رہے۔ اور یہ وعدہ الٰہی زمانۂ نبوت ہی میں پورا ہو

گیا اور الیوم اکملت لکم دینکم کی آیت نازل ہوئی۔ اگر وہ وعدہ الٰہی صرف اصحاب ثلاثہ کے واسطے ہو تو الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا کا وعدہ غلط ٹھہرتا ہے۔

ج۔ تفسیر خازن ص۳۳۶ و تفسیر معالم التنزیل جلد ثالث ص۴۸۳ سنی میں درج ہے۔ کہ بعد نزول وحی حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم صحابہ کے ساتھ مکہ معظمہ میں دس برس رہے اور حکم تھا۔ کہ کفار کی ایذا ہی پر صبر کریں تو صبح و شام انکی حالت خوف میں ہوتی۔ پھر انکو ہجرت کا حکم ملا۔ کہ مدینہ منورہ چلے جائیں۔ پھر حکم جہاد ملا۔ حالانکہ وہ سب حالت خوف میں تھے کہ کوئی ان میں سے سلاح جنگ کو جدا نہ کرتے۔ پھر ایک اصحاب نے کہا۔ کیا وہ روز بھی آئے گا۔ کہ ہم امن سے رہیں گے اور سلاح جنگ اتار ینگے تو خدا تعالےٰ نے یہ آئت اتاری جس کے معنی یہ ہیں کہ ہم انکو کفار کی زمین کا وارث کرینگے سو اللہ تعالےٰ نے حجاز عرب زمانہ نبوت میں مسلمانوں کے حوالہ کر دیا (تفسیر ابن عباس ص۲۶۱ تفسیر شیخ محی الدین عربی جلد دوم ص۷۵ تفسیر بیضاوی جلد دوم)

دوسرا وعدہ تمکین دین ۔ اگر اس وعدہ کو حضرات اصحاب ثلاثہ کی خلافت میں پورا ہوتا ہوا مان لیا جائے تو یہ سراسر خلاف واقعات ہے کیونکہ حضرات اصحاب ثلاثہ کے زمانہ میں دین کو تمکین نہیں ہوئی۔ مسلمہ کذاب۔ اسود عنسی اور طلیحہ نے دعاوی نبوت کئے اور ہزاروں مسلمان صحابی وغیرہ مرتد ہو گئے اور قبیلے کے قبیلے اسلام سے برگشتہ ہو گئے اور ہمیشہ جنگ و لڑائی ہوتی رہی۔

تیسرا وعدہ تبدیل امن بعد خوف ۔ یہ وعدہ بھی حضرات اصحاب ثلاثہ میں پورا نہ ہوا۔ کیونکہ مسلمان انکے زمانہ میں امن و آرام سے نہ رہے بلکہ ہمیشہ خوف اور خطرہ میں رہے۔ اول تو حضرت ابوبکر کے زمانہ میں خاندان رسالت کی حق تلفی ہوئی۔ انسے خلافت دور کی گئی۔ باغ فدک چھینا گیا اور خمس سادات پر بند ہوا اور سب سے بھاری ظلم اظلم یہ ہوا کہ حضرت ابوبکر کے حکم سے حضرت محمدؐ ایک

مسلح پدوی فوج اور آگ اور لکڑیاں لے کر اہلبیت رسول مقبول صلعم کے گھر کو جلانے کو دوڑے اور حضرت علی علیہ السلام کو قتل کی دھمکی دی گئی اور تمام بنی ہاشم سادات تینوں خلافتوں میں زیر حراست رہے۔ حضرت ابوبکر کے زمانہ میں بہت ساکشت وخون ہوا اور حضرت مالک بن نویرہ صحابی اور بہت سے مسلمان زکوٰۃ کے نہ دینے کے بہانہ سے شہید ہوئے۔ پھر مرتدین مسیلہ کذاب کے اور فتوحات ملک گیری میں بہت سے مسلمان صحابی مارے گئے اور جنگ یمامہ میں بہت سے قاری وحافظ شہید ہوئے اور حضرت عمر و حضرت عثمان کے زمانہ میں بھی یہی فتوحات ملکی جاری رہیں اور مسلمان قتل ہوتے رہے۔ خود حضرت عمر ایک پارسی مسلمان ابولولو شجاع کے ہاتھ سے قتل ہوئے حضرت عثمان کے خاص زمانہ میں جلیل القدر صحابہ کبار حضرت عبداللہ بن مسعود وحضرت ابوذر صدیق غفاری اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم اجمعین کو سخت ایذا و تکالیف پہنچائی گئیں۔ جب خود صحابہ کرام ان تینوں میں خلافت سے حضرات اصحاب ثلاثہ میں امن میں نہ رہے آرام سے زندگی بسر کرنے نہ پائی۔ اور خود خلیفہ صاحب حضرت عثمان کو مہاجرین والنصار نے قتل کر ڈالا۔ تو فرمائیے لیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔ کا وعدہ الٰہی کب اور کیسے پورا ہوا۔

خلافت اصحاب ثلاثہ اجماعی ہے

چونکہ مذہب سنی اختلافات اور تناقض کا مجموعہ ہے۔

اس میں کوئی بات کوئی مسئلہ کوئی خبر صحیح نہیں اور اختلاف سے خالی نہیں جب شیعہ کی طرف سے معقول جوابات و کم بازی شروع ہوئی تو انکے متقدمین نے دبی زبان سے مان لیا کہ خلافت اصحاب ثلاثہ اجماعی ہے اور نصی نہیں۔ مگر چودھویں صدی کے ملا۔ مولوی مرغی کی ایک ہی ٹانگ ہے کہے جاتے ہیں۔ اور اہلبیت رسالت صلعم کے مقابلہ میں اصحاب ثلاثہ کو پیش کرتے ہیں۔ کان لگا کر سنو اور نظر انصاف وغور سے پڑھو اور سوچو! اگر حضرات اصحاب ثلاثہ

کیواسطے یہ آیہ شریفہ بطور وعدہ کے ہوتی۔ تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرما جاتے اور ان حضرات کو کسی مجلس کسی مقام میں اپنا خلیفہ و جانشین بنا جاتے اور اپنی حیات ہی میں انکی بیعت کرا جاتے۔ شرح العقائد العقدیہ میں ہے۔ رسول اللہ صلعم نے کسی کی امامت کیواسطے نص نہ فرمایا۔ حدیث امامت اقتدوا بالذی بعدی ابوبکر شیخین پر نص نہیں ہے۔ بلکہ اس کے برخلاف جناب امیر علیہ السلام کو خم غدیر میں باضابطہ جانشین و خلیفہ و ولیعہد بنایا گیا

ب۔ اگر حضرات اصحاب ثلاثہ منصوص من اللہ خلیفے ہوتے۔ تو وہ ہر ایک جنگ میں نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو چھوڑ کر جان بچا کر نہ بھاگا کرتے۔ کبھی تو بہادری و شجاعت دکھاتے۔

ج۔ یہ حضرات اصحاب ثلاثہ دفن و کفن و جنازہ رسول مقبول سے ہرگز محروم نہ رہتے اگر حقیقی جانشین ہوتے۔

د۔ یہ حضرات کبھی بھی خاندان رسول مقبول صلعم کو ایذا و تکلیف نہ دیتے اور نہ انکا گھر جلاتے۔ اگر ولیعہد رسول ہوتے۔

ہ۔ اگر وہ حقیقی خلیفے ہوتے تو سقیفہ بنی ساعدہ میں جا کر منا امیر و منکم امیر کہنے والوں سے لڑ کر جھگڑ کر ہاتھا پائی نہ کرتے بلکہ یہ آیہ استخلاف پیش کرتے اور اپنی خلافت موعودہ کے دلائل بیان کرتے اور انصار کو یاد دلاتے۔ کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تو پہلے خلافت کا فیصلہ کر گئے ہیں۔ کیوں لڑتے ہو۔ مگر حضرت ابوبکر نے تو آیہ استخلاف کو فراموش کر کے قرابت رسول مقبول صلعم کا حق جتانا شروع کر دیا اور فرمایا فبایعوا عمر او ابا عبیدہ۔ تم لوگ حضرت عمر یا حضرت ابو عبیدہ کی بیعت کر و اور آپ نے اپنی خلافت منصوصہ کی ٹانگ توڑ دی اور اپنی زبان سے معزول ہوئے۔ (بخاری ۲ تاریخ خمیس صفحہ ۱۷۲/۲)

و۔ اگر حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان خلفاء رسول مقبول صلعم منصوص من

اللہ ہوتے تو خاندانِ رسالت صلعم سب سے اول انکی بعیت کرتا اور کبھی بھی انحراف نہیں کرتا اور نہ اپنی ادعا پر اڑا رہتا ہے اور نہ ہی دیگر صحابہ کرام حضرت سعد بن عبادہ وابی بن کعب وغیرہما اس بعیت سے انکار کرتے (بخاری)

ز۔ اگر وعدہ الٰہی کے مطابق یہ خلیفہ ہوتے تو حضرت علی علیہ السلام ۔ حضرت سیدہ معصومہ اور حضرت حسنین الشریفین صلوات اللہ علیہم اجمعین حضرات ثلاثہ سے ناراض نہ جاتے ۔ آخر خاندان رسالت صلعم کے کسی جنازہ میں تو یہ حضرات اصحاب ثلاثہ شامل ہوتے (بخاری)۔

ح ۔ اگر حضرت ابوبکر و حضرت عمر خلفائے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتے تو حضرات حسنین الشریفین علیہما الصلوٰۃ والسلام انکو اپنے باپ کے منبر سے اُتر جانے کو حکم نہ فرماتے (تاریخ الخلفا)

ط ۔ اگر یہ حضرات منصوص من اللہ ہوتے تو حضرت ابن عباس علیہ السلام یہ نہ فرماتے کہ تم لوگوں نے بنی ہاشم پر حسد کیا (دیکھیے مکالمہ حضرت عمر و حضرت ابن عباس الفاروق شبلی نعمانی جلد اول صفحہ ۱۴۲)۔

ی۔ اگر یہ حضرات شیخین خلفائے رسول مقبول ہوتے تو جناب امیر المومنین علیہ السلام انکی توہین نہ کرتے اور انکی سیرت سے ہرگز انکار نہ کرتے حالانکہ آپکو سیرۃ الشیخین کے اقرار پر خلافت ملتی تھی (بخاری)

ک ۔ بولو۔ حضرت ابوبکر پر کیوں ناقص اجماع کیا گیا ۔ اہلبیت رسالت صلعم سے کیوں جبراً بعیت لی گئی ۔ پھر حضرت عمر کو کیوں وصیت ابوبکر پہ خلیفہ بنایا گیا ۔ پھر حضرت عثمان پر کیوں سوری ہوا ۔ تمہارا کونسا قاعدہ واصول درست ہے ۔ کیا منصوص من اللہ کیواسطے بھی ووٹ الیکشن کی ضرورت ہے۔

ل ۔ اگر حضرت عثمان خلیفۂ رسول مقبول تھے تو مہاجرین وانصار نے انکو کیوں دو دفعہ خلافت سے معزول کیا اور آپکو معافی لینی پڑی ۔ آخر کار اپنی بے اعتدالیوں سے قتل کئے گئے (تاریخ اسلام)۔

پس مذکورہ بالا وجوہات سے صاف ثابت ہوا کہ خلافت حضرات اصحاب ثلاثہ ناقص اجماعی ہے اور اہلسنت کا آیہ استخلاف کا انکی نصی خلافت پر خواہ مخواہ چسپان کرنا سراسر تعصب ہے۔

سُنّی بزرگو! سب سے اول آپ ایمان و اعمال ثلاثہ پر کافی روشنی ڈال کر اپنی صحاح ستہ و تواریخ معتبرہ کو جھٹلائیں۔ اس کے بعد انکو خلفائے رسول بنائیں

۱۹۔ آیت شوریٰ

اللہ تعالے کا فرمان ہے والذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش واذا ما غضبوا ھم یغفرون والذین استجابوا لربھم واقاموا الصلوٰۃ وامرھم شوریٰ بینھم ومما رزقناھم ینفقون (پ۲۵۔ الشوریٰ۔ الربع) ترجمہ۔ اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے کنارہ کش رہتے ہیں اور جب انکو غصہ آجاتا ہے۔ تو لوگوں کی خطاؤں سے درگذر کرتے ہیں اور جو اپنے پروردگار کا حکم مانتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور انکے جتنے کام ہیں آپس کے مشورے سے ہوتے ہیں۔ اور ہم نے جو انکو دے رکھا ہے۔ اس میں سے راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں

نوٹ۔ ان آیات بینات کو مذہب سنی شوروی خلافت حضرات اصحاب ثلاثہ کے ثبوت میں پیش کرتا ہے اور اپنی مفروضہ نصی خلافت آیہ استخلاف کو بالکل بھلا دیتا ہے۔ ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارتا ہے کبھی نصی کبھی شوروی خلافت بیان کرتا ہے انکے اصول کا ایک ٹھکانا نہیں۔ حالانکہ ان آیات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ان میں مومنین کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ اور اس میں یہ بھی ایک صفت ہے کہ سب دنیاوی کاروبار تمدن و معاشرت کے مشورہ سے کرتے ہیں۔ دین و شریعت کے امور میں شوریٰ کو کوئی دخل نہیں۔ شوریٰ کرکے وہ قرآن شریف نہیں بنا سکتے۔ نبی و رسول و امام پیدا کھڑا نہیں کر سکتے۔ احکام شریعت میں تغیر و تبدل نہیں کر سکتے اگر ان آیات کو خلافت شوروی پر چسپان کیا جائے تو بھی یہ ثابت نہیں ہوتی۔

اول ۔ حضرت ابوبکر صاحب کی خلافت پر شوریٰ نہ ہوا۔ کیونکہ صرف تین حضرات چپکے چپکے سے سقیفہ بنی ساعدہ میں چلے گئے اور انصار سے لڑ کر جھگڑ کر بغیر سوچے سمجھے حضرت عمر نے جھٹ پٹ بیعت کر لی جس میں ایک جلیل القدر اصحاب رئیس قوم انصار حضرت سعد بن عبادہ نے بیعت نہ کی۔

دوم ۔ اس مشورہ سقیفہ بنی ساعدہ میں جناب علی المرتضےٰ علیہ السلام اور تمام بنی ہاشم کو شامل نہ کیا گیا۔ بلکہ ان حضرات کو خبر تک نہ دی گئی۔ سب معاملہ چوری چوری طے کیا گیا۔ جو امرہم شوریٰ بینہم کے بالکل خلاف ہے۔

سوم ۔ حضرت عمر کی خلافت پر ہرگز شوریٰ نہ ہوا۔ باوجود انکار خلافت حضرت عمر پھر بھی انکو حضرت ابوبکر نے بطور وصیت کے تحریری خلیفہ بنا دیا اور یہ خلافت بھی امرہم شوریٰ بینہم کے برخلاف ہوئی۔

چہارم ۔ حضرت عثمان کی خلافت پر مکمل شوریٰ نہ ہوا۔ صرف چھ بزرگوں میں خلافت چھوڑ دی گئی اور عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنے رشتہ دار حضرت عثمان کے پاس خاطر کی اور مخالف کتاب اللہ و سنت سیرت الشیخین کی شرط پر حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا اور حضرت عثمان اپنے زمانہ خلافت میں کتاب اللہ اور سنت تو بجا اپنے وعدہ سیرت الشیخین پر بھی عامل و پابند نہ رہے اور قتل کئے گئے۔

پنجم ۔ اگر امرہم شوریٰ بینہم کے ماتحت خلافت ہوتی تو خاندان نبوت صلعم اور بہت سے صحابۂ کبار فوراً بیعت کر لیتے اور ہرگز وعیدار نہ ہوتے اور نہ آپس میں لڑائی وجھگڑا ہوتا اور نہ اختلاف پیدا ہوتا۔

ششم ۔ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک کبھی بھی شوریٰ سے خلافت الٰہیہ قائم نہیں ہوئی۔ بلکہ بحکم پروردگار ہر ایک نبی و رسول کردگار علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر کرتا رہا ہے۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ انی جاعلک للناس اماما کا فرمان موجود ہے۔

ہفتم ۔ علاوہ شوریٰ کے مومنین کی یہ صفت بھی سب سے اول بیان ہوئی ہے گناہ کبیرہ

سے پکتے ہیں۔ حضرات اہل سنن آپ اپنی معتبر کتابوں کو کھول کر دیکھیں۔ اور اعمال حضرات اصحاب ثلاثہ کو پڑھیں۔ کہ جہاد سے بھاگنا۔ جناب رسول اللہ صلعم کی بےادبی و گستاخی۔ احکام شریعت سے روگردانی و احداث بدعات ایذائے صحابہ کبار۔ حقوق تلفی حقوق العباد۔ غصب فدک و خمس۔ رسول اللہ کا گھر جلانا قرآن شریف جلانا گناہ کبیرہ ہیں یا نہیں (صابر)

حاشیہ متعلق آیہ مجیدہ ع ۱۹

رسالہ فتح الرحمانی مطبوعہ المنیر پریس جھنگ مگھیانہ مولفہ مولوی عبدالروف سنی کے صفحہ ۹ پر آیہ مجیدہ امرہم شوری بینہم کا یہ ترجمہ کیا ہے (کہ مومنین آپس کے مشورے سے اپنا امیر مقرر کر لیتے ہیں) یعنے آیہ مجیدہ میں امر سے مراد خلافت اور شوری سے مراد مشورہ خلافت ہے۔ پس اس صورت میں آیہ مجیدہ شاورہم فی الامر کے یہ معنی ہونگے کہ اے رسولؐ تو انکے ساتھ مشورہ کر کے خلیفہ مقرر کر دے پس ضرور ہے کہ حضرت رسولؐ نے حکم الٰہی کی تعمیل فرمائی ہوگی اور مشورہ کر کے کوئی خلیفہ یا امیر اپنے بعد امت کیواسطے مقرر فرمایا ہوگا۔ کیونکہ آیہ مجیدہ امرہم میں حکم نہیں ہے صرف حکایت ہے اور آیہ مجیدہ شاورہم میں خاص بصیغہ امر رسول خدا کو حکم ہوا ہے مشورہ کر کے خلیفہ مقرر کرنے کا تو وہ کونسا خلیفہ ہے۔ جو رسول نے بحکم خدا مشورہ کر کے مقرر فرمایا۔ کون مسلمان ہے جو یہ خیال کرے۔ کہ معاذاللہ رسول خدا نے تعمیل حکم الٰہی نہ فرمائی ہو۔ ضرور ہے کہ رسول نے مشورہ فرمایا ہو اور کوئی امیر امت کیواسطے مقرر فرمایا ہو۔ اور اس کو لقب امیر المومنین سے ملقب کیا ہو۔ پس جو مشورہ بشمول رسول رب العالمین ہو چکا ہو اور ایسے کامل مشورہ سے امیر مقرر کر چکا ہے۔ بعد کا کوئی مشورہ جس میں رسول شامل نہ ہو۔ وہ امیر مقرر نہیں کر سکتا اور نہ ضرورت ہے۔ کیونکہ امیر رسول کے مشورہ سے مقرر ہو چکا

تھوڑی دیر کے لئے ہم بحث مندرجہ بالا کو نظر انداز کر کے تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یہ امرہم شوری بینہم خلافت کے مشورہ کے لئے ہے۔ پس جو خلافت بلا مشورہ ہوگی۔

وہ باطل ہے اور اس رسالہ کے یعنی فتح الرحمانی کے صلا پر لکھا ہے (کہ منکرین شوری جہنمی ہیں)

پس حضرت ابوبکر منکر شوری تھے۔ کہ انہوں نے خلافت حضرت عمر کیواسطے شوری نہ کیا۔ ضروری طور پر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضرت عمر کی خلافت باطل کیونکہ بلا شوری خلافت باطل ہے۔

پس بقول سنی حضرت ابوبکر جہنمی کیونکہ وہ خلافت عمر کی بابت منکر شوری تھے۔ اور یہ کھلی ہوئی بات ہے۔ کہ جہنمی صاحب ایمان نہیں ہو سکتا فافہم و تدبر محسن علی۔

نوٹ ۱؎ رسالہ فتح الرحمانی کا جواب مولف نے دے دیا ہوا ہے دیکھو فیصلہ قرآنی جواب فتح الرحمانی۔ صابر)

نوٹ ۲؎ اصل بات یہ ہے کہ یہ آیت ہرگز ثابت نہیں کرتی کہ خلیفہ رسول صلعم مشورہ سے مقرر کیا جائے۔ کیونکہ اگر خلیفہ شوری سے ہوسکتا ہے تو نبی بھی ہوسکتا ہے لیکن چونکہ نبی شورے سے نہیں ہوسکتا اس لئے خلیفہ بھی نہیں ہوسکتا مناظرہ وار برٹن سٹیشن میں اس پر بحث ہوئی تھی۔ اور سنی مولوی کو منہ کی کھانی پڑی (صابر)۔

نتیجہ کیا نکلا ان تمام آیات بینات سے نتیجہ کیا نکلا یہ کہ ابتدائی اسلام میں اللہ کے پیارے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیواسطے نہایت تکلیف و مصائب کا زمانہ تھا۔ اور یہی وقت صحابہ کرام مسلمین و مومنین کے جوہر ایمان دکھلانے کا تھا اور یہی زمانہ خدمت اسلام بجالانے کا تھا اور یہی زمانہ شجاعت بہادری اور قربانی پیش کرنے کا تھا۔ کیونکہ اسلام کا پودا نوشگفتہ ابھی اپنی جڑھ پر قائم نہ ہؤا تھا۔ اس کیواسطے ضرورت تھی۔ کہ وہ خالص مومنین و موحدین کے خون سے سیراب کیا جائے۔ تاکہ وہ شجر اسلام ہوکر سرسبز ہو پھولے اور پھلے۔ پس زمانہ نبوت میں ان غزوات اور جہاد فی سبیل اللہ میں جن اصحاب النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے تن من دھن سے جناب رسول ذوالمنن کو مدد دی اور اپنی جان قربان کی مارے

گئے تو شہید ہوئے۔ اور اگر کفار کو مار کر بھگا دیا۔ تو غازی جنگ بہادر کہلائے۔ اور آنحضرت صلعم کا ساتھ ہر ایک مصیبت و تکلیف میں نہ چھوڑا اور نہ حضور انور صلعم کے احکام سے روگردانی کی اور نہ ہی خاندان رسالت صلعم کی تابعداری سے منہ موڑا۔ ہمیشہ اہلبیت رسالت صلعم کے فرمانبردار اور وفادار بنے رہے۔ وہی صحابہ مہاجرین۔ مومنین۔ مجاہدین۔ اور قطعی بہشتی ہیں۔ (صابر)

خدا انسے راضی رسولؐ ان سے خوش۔ علیؑ ان سے راضی بتول انسے خوش

دوسرا معیار الایمان — محبت و مودۃ اہلبیت رسالت صلعم جزو ایمان و اصول دین ہے

اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ (شوریٰ پ ۲۵) اے پیغمبر تم لوگوں سے کہدو کہ میں تم سے اپنی رسالت پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ سوائے اس کے کہ میرے اقربا سے محبت رکھو۔ حضرت عبداللہ ابن عباس علیہما السلام سے روایت ہے۔ کہ جس وقت یہ آیت اتری صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ لوگ کون ہیں جن کی محبت ہم پر فرض کی گئی ہے۔ فرمایا جناب علیؑ جناب فاطمہؑ اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ علیہم الصلوٰۃ والسلام (ملاحظہ ہوں کل تفاسیر اہلسنت۔ درمنثور سیوطی۔ ابن جریر۔ خازن۔ مدارک۔ بیضاوی فتح البیان۔ حقانی۔ حسینی۔ تفسیر کبیر وغیرہ)

۱۔ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لعلی فاطمۃ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ۔ باب مناقب اہل بیت النبی صلعم جلد ۴ ص ۲۱۲۔ امرتسری) ترجمہ۔ حضرت زید بن ارقم رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ جناب علی۔ جناب فاطمہ جناب حسن اور جناب حسین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واسطے فرمایا۔ کہ میں اس شخص سے لڑنے والا ہوں۔ جو انسے لڑے اور اس سے صلح کرنیوالا ہوں۔ جو انسے صلح کرے۔ نوٹ۔ پس دشمن اہلبیت دشمن خدا اور رسولؐ ہے۔

۲ - حضرت جمیع بن عمیر سے روایت ہے کہ میں اپنی پھوپھی کے ہمراہ بی بی عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے پوچھا کونسا لوگوں میں سے آنحضرت صلعم کو بہت پیارا ہے۔ بی بی عائشہ نے فرمایا کہ بی بی فاطمہ اور حضرت عائشہ سے پوچھا گیا کہ مردوں میں کون سب سے پیارا تھا۔ فرمایا انکا خاوند (جناب علیؑ) رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ جلد چہارم۔ باب مناقب اہلبیت النبی صلعم ص۴۱۳۔ امرتسری)

۳ - جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حسنؑ اور حسینؑ یہ دونوں بیٹے میرے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے۔ خداوندا میں انکو دوست رکھتا ہوں پس تو بھی ان دونوں کو دوست رکھ اور دوست رکھ اس شخص کو جو انکو دوست رکھے (رواہ الترمذی) مشکوٰۃ جلد چہارم ص۴۱۵۔ باب مناقب اہلبیت۔

۴ - قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حسین منی وانا من الحسین احب اللہ من احب حسیناً حسین سبط من الاسباط (رواہ الترمذی مشکوٰۃ۔ جلد چہارم۔ باب مناقب اہلبیت النبی ص۴۱۶۔ ترجمہ:۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے جس نے حسینؑ کو دوست رکھا۔ اس نے اللہ تعالےٰ کو دوست رکھا حسین سبط ہے اسباط سے یعنی ایک بھارا گروہ ہے۔

۵ - قال فاطمہ بضعتہ منی فمن اغضبھا۔ ویریبنی ماارابھا و یوذینی ما اذاھا (متفق علیہ مشکوٰۃ۔ باب مناقب اہلبیت النبی صلعم ص۴۰۸) ترجمہ۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جناب فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑہ ہیں جسنے انکو غصہ میں ڈالا اس نے مجھے غصہ میں ڈالا۔ قلق میں ڈالتی ہے۔ مجھ کو وہ چیز کہ جو انکو قلق میں ڈالتی ہے اور مجھ کو وہ ایذا دیتی ہے۔ جو جناب کو ایذا دیتی ہے۔

۶ - ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخذ بید حسن وحسین فقال من احبنی واحب ھذین واباھما وامھما کان معی فی درجتی یوم القیامۃ (رواہ الترمذی۔ ابواب المناقب ص۲۰ لد نول کشور) ترجمہ۔ جناب رسول اللہ صلے

اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسنؑ اور امام حسینؑ علیہما السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ جو کوئی مجھے دوست رکھے اور ان دونوں کو اور انکے والدین کو وہ قیامت کو میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا ؎

آلؑ رسولؐ پاک کی لازم ہے پیروی ۔۔۔ بے انکی پیروی کے نہ ہوئیگی مخلصی

۷۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میری اہلبیت اور جناب علیؑ سے محبت رکھو۔ جس نے میری اہلبیت میں سے کسی کے ساتھ دشمنی رکھی۔ اس پر میری شفاعت حرام ہوگی۔ (اخرجہ احمد فی المناقب بحوالہ ارجح المطالب باب ۳ ص ۳۰۶۔

۸۔ جناب صلعم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اس شخص پر جنت کو حرام کیا ہے۔ جو کہ میرے اہلبیت پر ظلم کرے یا انسے لڑے یا انکو لوٹے یا برا کہے (ارجح المطالب باب سوم ص ۳۰۶)

۹۔ فرمایا کہ جو میرے اہلبیت سے بغض رکھے گا وہ منافق ہے (درمنثور سیوطی جلد ۶ ص ۷ وارجح المطالب ص ۲۹۵۔

۱۰۔ فرمایا کہ کسی شخص کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوتا۔ جب تک میری اقربا سے محبت نہ رکھے (ارجح المطالب ص ۳۰۶۔

۱۱۔ فرمایا جس نے میری اہلبیت کو ناراض کیا۔ وہ قیامت کے دن یہودیوں میں اٹھایا جائے گا (اخرجہ الطبرانی والسیوطی فی احیا المیت۔ (ارجح المطالب باب سوم ص ۳۰۶)

۱۲۔ فرمایا جس شخص نے ہمارے اہلبیت سے بغض رکھا۔ وہ دوزخ میں جائے گا۔ درمنثور سیوطی جلد ۶ ص ۷)

۱۳۔ فرمایا جو شخص آل محمدؐ کی محبت میں مرا وہ شہید ہو کر مرا۔ خبردار جو آل محمدؐ کی محبت میں مرا وہ بخشا گیا۔ جو شخص آل محمدؐ کی محبت میں مرا وہ کامل مومن ہو کر مرا۔ خبردار ہو کہ جو شخص آل محمدؐ کی دشمنی اور بغض میں مرا وہ کافر ہو کر مرا۔ خبردار جو شخص

دشمنی آل محمد صلعم میں مرگیا وہ جنت کی خوشبو ہرگز نہ سونگھیگا (ملاحظہ ہو تفسیر کشاف جلد ثالث صفحہ ۲۲۳ طبوعہ مصر مختصراً)۔

۱۴۔ جناب علی المرتضیٰ محبوب خدا ہے

حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن فرمایا۔ میں کل یہ نشان اس مرد کو دوں گا۔ جس کے ہاتھ پر اللہ تعالےٰ فتح کریگا۔ وہ خدا اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتے ہیں (متفق علیہ۔ بخاری پ ۱۴ صفحہ ۱ باب مناقب اہلبیت)

۱۵۔ **حدیث طیر**۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک بھونا ہوا مرغ پڑا تھا آنحضرت صلعم نے فرمایا اے میرے رب جو شخص کہ سب خلقت سے تجھے زیادہ محبوب ہے اسے میرے پاس بھیج کہ وہ میرے ساتھ اس مرغ کے کھانے میں شریک ہو۔ پس جناب علی المرتضےٰ علیہ السلام تشریف لائے اور سرور عالم صلعم کیساتھ ملکر مرغ کھایا۔ (ترمذی۔ جلد دوم۔ باب مناقب علی صفحہ ۷۴۲ مترجم)

۱۶۔ **حدیث چاریار**۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے چار شخصوں سے محبت کرنیکا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ میں بھی ان کو دوست رکھتا ہوں کسی نے آپ سے کہا یا رسول اللہ صلعم انکا نام ہم کو بتلائیے فرمایا آپ نے علیؑ۔ علیؑ۔ علیؑ۔ یہ تین بار فرمایا اور ابوذرؓ مقدادؓ اور سلمانؓ اور آنحضرت نے مجھے انکی محبت کا حکم دیا ہے اور خبر دی ہے کہ میں بھی انکو دوست رکھتا ہوں)۔

(جامع ترمذی مترجم جلد دوم۔ الواب المناقب صفحہ ۷۴۲ در مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۱۴۹)

۱۷۔ جناب علی المرتضیٰ کا دشمن منافق ہے

کان رسول اللہ صلعم یقول لا یحب علیاً منافق ولا یبغضہ مومن (ترمذی مترجم نول کشور جلد دوم۔ الواب المناقب

صہ۴۹۵ مشکوٰۃ باب مناقب علیؑ) ترجمہ۔ جناب رسول اللہ صلعم فرماتے تھے منافق آدمی علیؑ کو دوست نہیں رکھتا اور مومن انسے دشمنی نہیں رکھتا۔ ف

جسکو نہیں ہے حیدر کرار سے ولا — روز جزا میں ہونگے وہ لوگ سب تباہ

۱۸۔ جناب علی المرتضےؑ نے فرمایا کہ قسم ہے اس خدا تعالیٰ کی جس نے دانہ کو پھاڑا اور تمام ذی روح کو پیدا کیا۔ کہ جناب نبی الامی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ مومن تجھ کو دوست رکھے گا اور منافق دشمنی کرے گا (رواہ مسلم مشکوٰۃ باب مناقب علی علیہ السلام صہ۳۹۲)

۱۹۔ قال رسول اللّٰہ صلعم من سب علیاً فقد سبنی (رواہ احمد۔ مشکوٰۃ۔ باب مناقب علی علیہ السلام صہ۴۹۶ امرتسری) ترجمہ۔ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا جس نے جناب علیؑ کو گالی دی اس نے مجھ کو گالی دی۔ ف

حب علیؑ ہے فرض عداوت حرام ہے — دال اس پہ کبریا و نبی کا کلام ہے

۲۰۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم گروہ انصار منافقوں کو جناب علی علیہ السلام سے دشمنی کے باعث پہچانتے تھے (رواہ الترمذی۔ باب مناقب علی۔ جلد دوم صہ۵۷۳)

۲۱۔ جناب رسول اللہ صلعم نے دو لشکر بھیجے اور ایک پر جناب علی ابن ابیطالب کو حاکم کیا اور دوسرے پر خالد بن ولید کو اور فرمایا کہ جب جنگ ہو تو علیؑ حاکم اعلےٰ ہے۔ راوی نے کہا پس جناب علیؑ نے قلعہ کو فتح کیا اور اس سے ایک لونڈی پکڑی۔ خالد نے راوی کو جناب رسول خدا صلعم کی خدمت میں خط شکایت جناب علیؑ کا دیکر روانہ کیا۔ جناب رسول اللہ صلعم نے خط پڑھا۔ آپکا رنگ متغیر ہو گیا۔ فرمایا۔ تو اس شخص کے حق میں کیا چاہتا ہے جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسولؐ بھی اس کو دوست رکھتے ہیں۔ راوی نے کہا میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اللہ کے غضب سے اور اس کے رسول کے غضب سے (رواہ الترمذی۔ جلد دوم۔ باب مناقب علیؑ صہ۵۷۶)

۲۲۔ قال رسول اللہؐ نعم من احب علیًا فقد احبنی و من احبنی فقد احب اللہ و من البغض علیًا فقد البغضنی و من البغضنی فقد البغض اللہ (طبرانی بحوالہ صواعق محرقہ فارسی صلا۲ حدیث ۱۷) ترجمہ۔ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا جسنے جناب علیؑ سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے مجھ سے محبت رکھتی اس نے اللہ سے محبت رکھی اور جس نے جناب علی المرتضےٰ سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے دشمنی رکھی اور جس نے مجھ سے دشمنی رکھی اس نے اللہ سے دشمنی رکھی۔ یعنی جناب علیؑ کا محب اللہ اور اس کے رسول کا پیارا ہے اور جناب علیؑ کا دشمن اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلعم کا دشمن ہے۔

۲۳۔ علی باب حطتہ من دخل منہ کان مومناً و من خرج منہ کان کافرًا (طبرانی بحوالہ صواعق محرقہ فارسی صلا۲۱۳) جناب علی بخشش کا دروازہ ہے اور گناہوں کے مٹانے کی جگہ ہے۔ جو شخص کہ اس دروازہ پر آیا اور آپکی تابعداری کی وہ مومن ہے اور جو شخص کہ اس دروازہ سے باہر رہا اور پیٹھ پھیر لی اور نافرمانی کی وہ کافر ہے

۲۴۔ جناب رسول اللہ صلعم نے جناب علی علیہ السلام کو ایک دیوار کے پاس ڈھونڈ کر پایا۔ اور ٹھوکر لگا کر فرمایا اٹھ کھڑا ہو میں تجھ کو خوش و خرم کرونگا۔ کہ تو میرا بھائی دنیا اور آخرت میں ہے اور میرے بیٹوں حسنؑ اور حسینؑ کا باپ ہے اور میری سنت پر جنگ کریگا۔ جو شخص کہ میری رسالت پر ایمان لاتا ہے اور میری وصیت قبول کرتا ہے بہشت میں جائیگا۔ اور جو تیری عہد و ولایت اور امامت کا قائل ہو کر مرتا ہے اور وہ اپنے اقرار پر پختہ ہوتا ہے اور جو شخص تیری محبت میں مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا خاتمہ بالخیر اور با ایمان کرتا ہے اور روز قیامت تک امن سے رہتا ہے (صواعق محرقہ فارسی صلا۲۱۵)

جو ولیا علیؑ کے ہیں حق کو پسند ہیں
رتبے جناں میں اُنکے نہایت بلند ہیں

۲۵۔ جناب علیؑ مولی المومنین ہے

قال رسول اللہ صلعم ان علیًا منی و انا منہ و ھو

ولی کل مومن (رواہ الترمذی مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۲۹۳) جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا علیؑ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ وہ ہر ایک مومن کا سردار ہے۔

۲۵۔ حضرت براء بن عازب اور حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم جب غدیر خم پر اترے تو آنحضرت صلعم نے جناب علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ میں انکی جانوں سے اولیٰ ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلعم پھر آنحضرت نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر ایک مومن کی جان سے اولیٰ ہوں۔ انہوں نے عرض کی ہاں پھر آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ مَنْ کُنْتُ مولاہ فعلی مولاہ اَللّٰھُمَّ وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذالک فقال لہ ھنیئاً یا ابن ابی طالب اصبحت وامسیت مولی کل مومن ومومنۃ (رواہ احمد مشکوٰۃ۔ باب مناقب علیؑ صفحہ ۳۹۶) بار خدایا جسکا میں سردار ہوں اس کا علی بھی سردار ہے۔ خداوندا دوست رکھ اس کو جو دوست رکھے علیؑ کو۔ اور دشمن رکھ اس کو جو دشمن رکھے علیؑ کو۔ حضرت عمر نے اس کے بعد حضرت علیؑ سے ملاقات کی اور کہا۔ خوشی ہے تمہارے واسطے اے ابوطالب کے بیٹے صبح اور شام کی کہ ہر مومن مرد اور ہر مومن عورت کے سردار ہو گئے۔

نوٹ۔ جناب امیر المومنین علیؑ علیہ السلام کی ولیعہدی وجانشینی اور ولایت ومولائیت کیواسطے دیکھو واقعات خم غدیر ثبوت خلافت حصہ اول جو خلافت بلافصل مرتضوی کیواسطے نص جلی ہے۔

قرآن سے عیاں ہے ولایت امیرؑ کی — توریت میں لکھی ہے امامت امیرؑ کی

زمشرق تا بہ مغرب گر امام است — علیؑ و آل او مارا تمام است (شیخ عطار)

۲۷۔ حدیث ثقلین

اول۔ حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم ایکروز ہمارے درمیان خطبہ فرمانے کیواسطے ایک پانی پر کھڑے ہوئے جسکا نام خم تھا اور وہ مکہ اور مدینہ کے درمیان تھا۔ آپنے اللہ تعالےٰ کی تعریف کی اور ثناء کی اور لوگوں کو نصیحت

کی اور وعظ فرمایا۔ پھر آنحضرت صلعم نے فرمایا اے لوگو آگاہ ہو میں تمہاری طرح ایک آدمی ہوں۔ قریب ہے کہ میرے پاس اللہ تعالےٰ کا بھیجا ہوا فرشتہ آوے اور میں قبول کر دوں۔

وانا تارک فیکم الثقلین اولھما کتاب اللہ فیہ الھدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی الخ (رواہ مسلم مشکوٰۃ۔ باب مناقب اہلبیت النبی ص۵۶۸) ترجمہ۔ میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑنیوالا ہوں۔ اول ثقلین کا قرآن ہے کہ جس میں راستے کا بیان ہے اور نور ہے پس تم کتاب اللہ کو پکڑو۔ اور اس کے ساتھ جنگل مارو۔ آنحضرت نے صحابہ کو اللہ کی کتاب پر برانگیختہ کیا اور رغبت دلائی۔ اور پھر آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ دوسری بھاری چیز میری اہلبیتؑ ہے اور میں اپنے اہلبیتؑ کے حق میں تم کو خدا یاد دلاتا ہوں۔

نوٹ۔ پس اس صحیح حدیث ثقلین سے صاف ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت میں صرف دو بھاری چیزیں تمسک اطاعت کیواسطے چھوڑ گئے ہیں اور اس تعمیل حکم میں تمام صحابہ بھی شامل ہیں۔ جو شخص اہلبیتؑ رسالت سے منہ پھیرتا ہے وہ فرمان نبوی کا منکر ہے۔ فرمایئے ہم ان صریح فرمان کی موجودگی میں حضرات ثلاثہ کو کس طرح اپنا امام و پیشوا مان لیں۔

۲۸۔ حدیث ثقلین

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول خداؐ کو حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن دیکھا کہ وہ اپنی اونٹنی قصوا پر سوار تھے اور خطبہ پڑھتے تھے میں نے آپکو سنا کہ فرماتے تھے یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی (رواہ الترمذی مشکوٰۃ۔ باب مناقب اہلبیت النبی جلد ۴ ص۲۱۲۔ امرتسری) ترجمہ مسلمانو۔ میں نے تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر اس کو پکڑے رہو گے

تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور میری اولاد اہلبیت۔

نوٹ - حدیث ثقلین سے صاف ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم تمام صحابہ اور امت میں دو چیزیں قابل تمسک چھوڑ گئے ہیں اگر صحابہ مسلمان انکی پیروی کرتے تو ہرگز گمراہ نہ ہوتے مسلمانوں نے کتاب اللہ و اہلبیت رسالت صلعم کو چھوڑ دیا اور ثلاثہ پرستی اختیار کی تو گمراہ ہو گئے اسلام میں تفرقہ پڑ گیا۔ کئی مذاہب جاری ہو گئے۔ سنی مسلمانو ذرا تو اور آنکھیں کھولو۔ اہلبیت رسالت کو کہاں حکم ہے اور وہ اصحاب ثلاثہ کی پیروی کریں اور امت محمدیہ صلعم کو کہاں فرمان ہے کہ وہ حضرات ثلاثہ کو اپنا حاکم اور خلیفہ اور امیر بنائیں سوچو اور غور کرو۔ پس جن لوگوں نے وصایائے نبوی صلعم کو چھوڑ کر اپنا اجماع قائم کیا۔ اور جمہوری سلطنت قائم کی اور اہلبیت رسالت سے جبریہ بیعت لی اور انکو محکوم بنایا بولو کیا وہ مومن کامل اصحاب رسول اور قطعی بہشتی ہو سکتے ہیں؟

۲۹ - حدیث ثقلین

حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے۔ قال رسول اللہ صلعم انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الآخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اہلبیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیہما رواہ الترمذی۔ کتاب سنی مشکوٰۃ۔ باب مناقب اہلبیت النبی صلعم جلد چہارم صفحہ ۲۱۴ امرتسری۔ ترجمہ۔ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ کہ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں اگر تم اس کو پکڑے رہو گے تو میرے پیچھے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک ان میں سے دوسری سے بڑی ہے۔ وہ اللہ کی کتاب ہے کہ وہ ایک رسی کی مانند آسمان سے زمین کی طرف لٹکتی ہے۔ دوسری میری اولاد اہلبیت ہیں۔ اللہ کی کتاب اور میری عترت ہرگز جدا نہ ہونگے۔ یہانتک کہ وہ میرے پاس حوض کوثر پر آوینگے۔ پس دیکھو تم کس طرح ان دونوں کی نگہبانی کرتے ہو۔

۳۰ - حدیث سفینہ

حضرت ابوذر صدیق غفاری رضی نے خانہ کعبہ کا دروازہ پکڑ

کرنے والا سمعت النبیؐ یقول الا ان مثل اھلبیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلک (رواہ احمد مشکوٰۃ۔ باب مناقب اہل بیت صفحہ ۴۲۲ امرتسری) ترجمہ۔ میں نے جناب رسول خدا صلعم کو فرماتے ہوئے سنا خبردار ہو کہ میری اہلبیتؑ کی مثال کشتی نوحؑ کی مانند ہے۔ جو کوئی اس کشتی میں سوار ہوا نجات پا گیا۔ اور جس نے اس کشتی کو چھوڑا وہ ہلاک ہو گیا۔

۲۔ حدیث خلیفتین

قال رسول اللہ صلعم انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ عزّ وجل حبل ممدود ما بین السماء والارض وعترتی اھلبیتی وانھما لن یتفرقا حتیٰ یردا علی الحوض انتہیٰ بلفظہ۔ ترجمہ جناب رسول اکرم صلعم نے فرمایا کہ تمہارے درمیان میں اپنے دو خلیفے چھوڑ چلا ہوں۔ ایک خلیفہ خدا کی کتاب قرآن مجید ہے جو رسی کی طرح آسمان و زمین کے درمیان کھچی ہوئی ہے اور دوسرا خلیفہ عترت میری جو اہلبیت میری ہیں۔ یہ دونوں خلیفے یعنے قرآن اور میری اولاد اہلبیت ایک دوسری سے جدا نہ ہونگے۔ یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ جاوینگے۔ (کتاب سنی تفسیر درمنثور سیوطی جلد دوم مطبوعہ مصر صفحہ ۶۰ سطر ۲۰)

نوٹ۔ یہ تمام احادیث صحیح اور متواتر المحدیث اور اہلسنت والجماعت کی مسلمہ کتابوں میں درج ہیں جنکو ملاں و مولوی صاحبان مسلمانوں کو نہیں سناتے اور حق کو چھپاتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے یا ایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعو الرسول واولوالامر منکم مسلمانو تم اللہ اور رسولؐ اور تم میں سے جو صاحب امر ہو اس کی اطاعت کرو۔ اس قرآن شریف کے حکم کے مطابق جناب رسالتمآب صلعم نے اولوالامر کی تصریح فرما دی اور خاص نام اہلبیت کا بتا دیا۔

پس اب اللہ اور اس کے رسول مقبول صلعم کے بنائے ہوئے خلیفہ۔ امیر و حاکم کی عترت و پیروی چھوڑ کر اور انکے مقابلہ میں اجماع قائم کر کے ووٹ الیکشن سے چودھری پریذیڈنٹ یا امیر یا صدر یا خلیفہ یا حاکم بنایا۔ کہاں تک دیانت ہے مسلمانوں کو اب

کیا حق حاصل ہے کہ وہ اللہ اور رسول کے خلیفوں کی بجائے اپنے خلیفے خود بنالیں
بولو سنی مسلمانو! کیا یہ اللہ اور اس کے رسول مقبول صلعم کی صاف نافرمانی ہے یا
نہیں صاحب انصاف اور محقق سنی کے لئے تحقیق حق کرنے اور صراط مستقیم پر چلنے
کے لئے صرف یہی احادیث صحیحہ کافی ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلعم نے ان احادیث
میں فیکم سے تمام صحابہ کرام کو خطاب فرمایا ہے کہ تم سب لوگ میرے ان دونوں
خلیفوں قرآن واہلبیت سے تمسک کرنا اور اس میں چوٹی کے اصحاب حضرت
ابوبکر وحضرت عمر وحضرت عثمان وحضرت طلحہ وحضرت زبیر وغیرہم بھی داخل
ہیں اور بحکم خدا ورسول صلعم قرآن اور عترت کی پیروی واطاعت کے لئے مامور
اور محکوم ہو چکے ہیں۔ اس حکم سے وہ ہرگز مستثنےٰ نہیں تو سنی مسلمانو! بولو حضرات
اصحاب ثلاثہ جو خود بخود بناقص اجماع ووصیت اور شوریٰ سے خلیفے بن بیٹھے۔
کیا انہوں نے فرمان رسول صلعم کی پیروی کی اور حکم کو مانا۔ پس جن لوگوں نے
دامن اہلبیت رسالت کو چھوڑ کر اجماع پرستی وثلاثہ پرستی اختیار کی اور نئے نئے
مذاہب انسانی نعمانی حنفی وغیرہ بمقابلہ مذہب حقانی گھڑے گئے کیا وہ گمراہ نہیں
احادیث کے الفاظ صاف بتلا رہے ہیں کہ وہ گمراہ ہیں۔ پس حقیقی اسلام۔ اصلی
مذہب کی صداقت پرکھنے کیواسطے حدیث ثقلین ایک کسوٹی ہے جو مذہب کہ مخالف
اہلبیت رسالت ہے وہ عقلاً نقلاً شرعاً ناجائز ہے اور حدیث ثقلین کی موجودگی
میں خلافت و امامت وافضلیت اصحاب ثلاثہ ناقص اور باطل ہے اگر حضرات اصحاب
ثلاثہ کی خلافت و افضلیت کیواسطے کوئی بناوٹی معاویہ شاہی حدیث پیش کیجائے
تو وہ ان احادیث کے مقابلہ میں مردود ہے کیونکہ نبی آخرالزمان صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا یہ کام نہیں کہ وہ امت میں فتنہ وفساد ڈال جائیں اور مسلمانوں کو لڑا جائیں اودھر تو
اپنے خاندان کو حاکم اور امیر اور اپنا خلیفہ بنا جائیں۔ دوسری طرف حضرت ابوبکر و
حضرت عمر کو خلافت دے جائیں نہیں ہرگز نہیں تمام صحاح ستہ سے ثابت ہے
کہ خلافت وافضلیت اصحاب ثلاثہ اجماعی ہے اور خلافت اور افضلیت اہلبیت

رسالت نصی ہے۔ بولو اسنی مسلمانو۔ تم نے اور تمہارے حضرت اصحاب ثلاثہ نے حدیث ثقلین پر کیوں عمل نہ کیا اور جناب علی المرتضےٰ علیہ السلام کو کیوں چھوڑ دیا ہ

بندہ ہزار سال عبادت اگر کرے — اور زر نقد کوہ احد راہ حق میں دے
اور حج بھی پیادہ پاؤں ہزار اسنے ہوں کئے — اور بیگناہ شہید بھی ہو ظلم و جور سے

حب علیؑ کی مے نہ ہو جس دل کے جام میں
جنت کی بو نہ پہنچے گی اس کے مشام میں

باب دوم

ایمان و اخلاقِ حضرت ابوبکر

۱۔ **اخلاق حضرت ابوبکر** مذہب سنی میں ہے کہ حضرت ابوبکر بہت گالی دیا کرتے تھے۔ تاریخ الخلفا سیوطی عربی مطبوعہ سرکاری ص۴۱ اور مطبوعہ لاہور ص۳۷ پر ہے۔ کان ابوبکر سبابا۔ ابوبکر بہت گالیاں دینے والے تھے۔

۲۔ حضرت ابوبکر نے اپنے بیٹے عبدالرحمان کو کوسا اور گالی دی (بخاری مترجم مطبع احمدی کتاب مواقیت الصلوٰۃ پ۳ ص۳۰)

۳۔ امارت حضرت اسامہ بن زید کی گفتگو پر حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کی داڑھی پکڑ لی اور ماں کی گالی دی (تاریخ طبری جلد سوم ص۲۱۲۔ ابوالفدا جلد اول ص۱۶۵)

۴۔ عزوہ سفیر مشرکین نے جناب رسول اللہ صلعم سے کہا قسم خدا کی تمہارے ساتھیوں کے منہ دیکھتا ہوں یہ پنچ میل لوگ یہی کرینگے تم کو چھوڑ کر چل دینگے یہ سنکر ابوبکر

کو غصہ آیا۔ انہوں نے کہا امصص بنظر اللات۔ ابے جا لات دیوی کا نظر۔ چاٹ۔ کیا ہم حضرت صلعم کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ ف لات مشرکوں کا بت تھا۔ ابوبکر نے فرمایا اے معبود کی شرمگاہ چوس۔ کہیں یہ خیال بھی نہ کرو کہ ہم آنحضرت صلعم کو چھوڑ کر چل دینگے حالانکہ لات کا نظر نہ تھا۔ بظر عورت کا ہوتا ہے ابوبکر کی مراد بہ نقلی اپنی ماں کا بظر چوسنا رہ۔ مگر غصہ سے اس کی ماں کے بدل اس کے معبود کا نام لیا۔ تاکہ اور زیادہ حقارت ہو (بخاری مترجم معہ حاشیہ پ ۱۱ صـ ۶ کتاب الشروط۔

۵۔ حضرت ابوبکر قبل اسلام بت پرست (کافر) تھے قسطلانی جلد ۶ صـ ۱۵۶ اور ایک کاہن نجومی کی رمل و نجوم سے اور اپنی حکومت کی خبر سنکر جناب رسول اللہ صلعم پر ایمان لائے۔ (ازالۃ الخفا مقصد اول)

۶۔ **اونٹ کی وچند قیمت لی** ہجرت کیوقت حضرت ابوبکر نے کہا کہ یا رسول اللہ صلعم میرے پاس دو اونٹ ہیں۔ میں نے انکو سفر کیواسطے تیار کر رکھا ہے۔ ان میں سے آپ ایک لے لیں جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں نے ایک اونٹ قیمت سے خریدا (صحیح بخاری مترجم۔ کتاب البیوع۔ باب اذا اشتری متاعا پ ۸ صـ ۶۱ وبخاری کتاب المناقب پ ۱۵ صـ ۶۲ مطبع احمدی لاہور)

۷۔ شیخ عبدالحق صاحب دہلوی مدارج النبوۃ جلد دوم صـ ۱۰ فارسی مطبوعہ نولکشور پر لکھتے ہیں۔ کہتے ہیں ابوبکر صدیق کے پاس دو اونٹ تھے کہ چار سو درم میں اور ایک روایت میں یہ کہ آٹھ سو درم میں خرید کرکے چار مہینے تک ان دونوں کو گھاس کھلا کر فربہ کیا تھا ان دونوں اونٹوں کو حضرت کے حضور میں لائے۔ کہ ایک کے تئیں حضرت صلعم قبول فرمادیں حضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ میں نے قبول کیا اس شرط پر کہ مول کرکے دو۔ تب نو سو درم کو حضرت نے ان دونوں میں سے ایک ناقہ خرید کیا۔ حضرت نے نہ چاہا کہ راہ خدا میں کسی سے استمداد اور اعانت ڈھونڈیں۔ چنانچہ خلاصہ اس آیت کی ولا

یشرک بعبادۃ ربہ احدا - اس بات میں ناظر ہے انتہیٰ (منہاج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۲۶ - روضۃ الصفا جلد دوم مطبوعہ بمبئی صفحہ ۵۶ - جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ ۶ مطبوعہ نول کشور -

نوٹ - جناب ابوبکر کا مکہ معظمہ سے ہجرت کیوقت اپنی بیٹی بی بی عائشہ کے شوہر اور اپنے مرشد و رہبر نبی آخرالزماں صلعم سے ذیل نفع لینا وہ بھی حالتِ خوف و خطر اور سفر میں ظاہر کرتا ہے انکو ابھی تک عشق و محبت رسول صلعم نہ تھی - جو شخص اپنے داماد سے نفع لینے میں تامل نہ کرے اس سے آئندہ کیا امید ہو سکتی ہے کاش کہ وہ جناب رسول اکرم صلعم کو پیغمبر ہی نہ جانتے کہ وہ کیسی عظیم القدر ہستی تھی اگر اس وقت ایک اونٹ مفت دیا ہوتا تو کچھ مال میں کمی نہ ہو جاتی آجکل کے مرید اپنے مرشدوں اور پیروں کو ہزاروں روپے - تحفے تحائف مکانات جاگیریں بخشدیتے ہیں یہ واقعہ صاف بتلاتا ہے جناب ابوبکر نے فی سبیل اللہ کوئی مالی مدد نہیں کی اور جناب رسول اللہ صلعم نے تمام عمر اپنے صحابہ کا بار احسان ہرگز نہیں اٹھایا - بلکہ صحابہ کرام کو جناب رسول انام علیہ الصلوٰۃ والسلام تحفہ تحائف اور مال و زر اور پوشاک ولباس عطا فرماتے رہے -

یارِ غار حضرت ابوبکر یار غار کا حزن و ملال و رنج - گھبراہٹ - اور رونا چلانا - غار ثور میں ثابت ہے - قال اللہ تعالےٰ - ثانی اثنین اذ ھما فی الغار - اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا الخ (قرآن پ ۱۰ - سورۃ توبہ - ر ع ۱۱) ترجمہ صرف دو آدمی اور دو میں دوسرے پیغمبر اس وقت یہ دونوں غار ثور میں تھے - اور اس وقت پیغمبر اپنے ساتھی ابوبکر کو سمجھا رہے تھے - کہ کچھ رنج و فکر نہ کرو - بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے -

دوم - جب حضرت ابوبکر نے کافروں کو دیکھا کہ غار کے نزدیک آ گئے تو رسول اللہ کے خوف کے لئے رو پڑے - آنحضرت نے فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا - ابوبکر نے کہا کیا اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہاں پس ابوبکر اپنے رخساروں کے آنسو پونچتے تھے تفسیر کبیر رازی جلد چہارم صفحہ ۲۴۳

سوم - حضرت ابوبکر کو ایک غار میں ایک سانپ نے ڈسا کہ آپ رونے لگے (منہاج النبوۃ

ترجمہ مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۲۵

چہارم ۔ حضرت ابوبکر غار کے سر پر کافروں کا چلنا پھرنا دیکھ کر گھبراتے تھے اور پیغمبر صاحب انکو تسلی دیتے تھے اس درجہ کا توکل پیغمبر کے سوا کسی سے نہیں ہو سکتا رپ ۱ سورہ

توبہ ۔ حمائل تدبیری صفحہ ۳۰۷

پنجم ۔ حدیث بخاری ۔ حضرت انس بن مالک صحابی سے روایت ہے ۔ کہ حضرت ابو بکر نے کہا جب ہم غار ثور میں چھپے تھے اور مشرک لوگ غار کے اوپر ہم کو ڈھونڈ رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ان میں سے کسی نے اپنے پاؤں پر نظر ڈالی ۔ تو ہم کو دیکھ لیگا ۔ آپ نے فرمایا ابوبکر تیرا خیال کدھر ہے ۔ ان دو شخصوں کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے ۔ جن کیساتھ تیرا پروردگار ہو (صحیح بخاری مترجم مطبع احمدی لاہور کتاب المناقب پ ۱۴ صفحہ ۴۲ ۔ باب مناقب المہاجرین ۔

نوٹ ۔ ثابت ہوا کہ جناب ابوبکر میں صبر و استقلال کا مادہ ابھی مکمل نہیں تھا کہ باوجود معیت رسول مقبول صلعم و تائید ملائکہ و امداد غیبی کے وہ غار میں ڈرتے جاتے تھے اور آپ تیرہ سال تک مکہ معظمہ میں نبی آخر الزمان صلعم کے ہمراہ رہ کر ضعیف الاعتقاد رہے ؎

بس کن حدیث غار کہ عار است نزد عقل ۔ آں حزن و بیقراری شیخ معمرم

امام من آنست کہ فرمانش بردہ مار ۔ من ایں امام مار گزیدہ کجا برم

مفصل بحث مناظرہ ملکیریاں میں دیکھو ۔

نتیجہ ۔ حضرت ابوبکر ایک معمر بزرگ باوجود معیت نبی آخر الزمان صلعم و تائید ایزد متعال غار ثور میں کفار کو دیکھکر گھبراتے اور روتے ہیں ۔ مگر ادھر اسی رات مکہ معظمہ کے اندر ایک تنہا مکان میں تمام مشرکین و کفار لعین کے نرغہ و نیزوں ۔ تلواروں اور پتھروں کے سایہ کے نیچے ایک نوجوان قریشی الہاشمی سید یکی شیر خدا جناب علی المرتضےٰ علیہ السلام بلا خوف و خطر بستر نبوت پر سبز بردیمانی تانکر گہری نیند میں سوتے ہیں ادھر یار غار کو لمعیت رسول مقبول صلعم میں کلمہ لاتحزن عطا ہوتا ہے ادھر اکیلے بستر نبوت پر سونیوالے کو اللہ تعالےٰ کیطرف سے و من الناس من یشری

نفسہ ابتغاء مرضات اللہ کا تمغہ نورانی پہنایا جاتا ہے اور حضرت وحی جبرئیل علیہ السلام خوش خبری سناتا ہے۔ مبارک ہو یا علیؑ اللہ تعالیٰ تیری ذات سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے تفسیر کبیر جلد دوم صہ ۲۸۳ ۔ ۔ ۔ ناحباب جلد اول صہ ۱۸۶ ۱۸۷ مطبوعہ تیغ بہادر آمین آباد)

بولو اہلحدیث دوستو اسنی مسلمانو۔ ان ہر دو بزرگواروں میں صادق الیقین۔ مومن کامل۔ بہادر و افضل کون ہے۔ سچ ہے جسقدر متانت تسلیم و رضا۔ صبر و استقلال جان نثاری۔ و حقیقی قربانی سے جناب علی المرتضےٰ علیہ السلام نے اس موت کے منظر کو دیکھا یہ وصف سوائے ذات بابرکات جناب امیر علیہ السلام کے ابو بکر۔ و دیگر صحابہ میں ہرگز نہیں پایا گیا۔

ہجرت مدینہ منورہ اور دوبارہ کلمہ لاتحزن

(کتاب صحیح بخاری مترجم مطبع احمدی لاہور)

کتاب المناقب باب مناقب المہاجرین پ ۱۴ صہ ۲ سطر ۲ پر ہے کہ جناب خلافتمآب حضرت ابو بکر فرماتے ہیں رپھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم کوچ کا وقت آن پہنچا آپنے فرمایا اچھا چلو ہم وہاں سے چل کھڑے ہوئے اور قریش کے لوگ ہماری تلاش ہی میں رہے ہمکو کسی نے بھی نہ پایا۔ ایک سراقہ بن مالک بن جعشم گھوڑے پر سوار آن پہنچا۔ میں نے اس کو دیکھکر عرض کیا۔ یا رسول صلعم ہمارے ڈھونڈھنے والے آن پہنچے۔ فقال لا تحزن ان اللہ معنا۔ آپنے فرمایا کچھ فکر نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

نوٹ۔ سفر مدینہ منورہ میں دوبارہ کلمہ لاتحزن کا فرمان حضرت ابوبکر کی صداقت اور صبر و استقلال اور ایمان پر کافی روشنی ڈالتا ہے۔ کہ باوجودیکہ آپکو غار ثور کے اندر تسلی دیگئی تھی کہ اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے وہی محافظ ہے۔ مگر حضرت ابوبکر کو اس فرمان نبوی پر کامل بھروسا اور اللہ تعالےٰ پر توکل نہ رہا۔ ایک کافر سراقہ کو دیکھکر جان کے لالے پڑ گئے اور گھبرا اٹھے۔ غرض حضرت ابوبکر سفر و ہجرت

مدینہ منورہ میں صدیق نعم الرفیق ثابت نہ ہوئے۔ سنی مسلمانو! حضرت ابوبکر کے جائز فضائل بیان کیا کرو جھوٹے افسانے سنا کر مسلمانوں کو گمراہ نہ کیا کرو اسی شب ہجرت میں جناب علی المرتضےٰ علیہ السلام اور حضرت ابوبکر کی رفاقت و صداقت اور خدمات اسلامی کا مقابلہ کرو۔ کیا ڈرپوک ایک بہادر و جان نثار سے افضل ہو سکتا ہے۔

مقابلہ اصحاب کہف

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید پ۱۵ سورہ کہف میں اصحاب کہف کے ایمان کی یوں تعریف کرتا ہے۔ یہ لوگ اصحاب کہف چند جوان شخص تھے جو اپنے مالک پر ایمان لائے تھے اور ہم نے انکو اور زیادہ ہدایت دی اور ہم نے انکے دلوں کو مضبوط کر دیا اور وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے ہمارا مالک تو وہی ہے جو آسمان اور زمین کا مالک ہے۔ ہم تو ہرگز اس کے سوا دوسرے کسی کو پکارنے والے نہیں اگر ہم ایسا کریں تو ہم نے بڑے کفر کی بات کی (۲) اور تو انکے دیکھے تو سمجھیگا وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سو رہے ہیں اور ہم دہنے بائیں سال میں ایک بار یا دو بار کروٹ بدلتے ہیں اور انکا کتا چوکھٹ پر اپنی باہیں پسارے پڑا ہے۔ ف۔ جس وقت یہ لوگ شہر سے بھاگ نکلے تو ایک کتا انکے ساتھ ہوا وہ ڈرے کہیں یہ آواز کرے اور لوگ ہمارا پتہ لگائیں اس کو مارا پیٹا اور ہنکایا لیکن وہ ساتھ نہیں چھوڑتا تھا۔ آخر اللہ تعالےٰ نے اسکو زبان دی وہ کہنے لگا میں بھی اللہ کا بندہ ہوں تم اللہ کو چاہتے ہو میں تم سے محبت رکھتا ہوں تم سو جاؤ میں تمہاری نگہبانی کروں گا۔ (حمائل تفسیر وحیدی صفحہ ۳۹۱ لکھو)

فضل مدینہ منورہ اور جہاد فی سبیل اللہ ایمان کی کسوٹی

کسی جنگ میں حضرت ابوبکر نے جب اپنی وفات تک ایک کافر یا زندیق یا مشرک یا دشمن خدا اور رسول صلعم کو اپنے دست مبارک سے کسی میدان جنگ میں مقابلہ کر کے قتل نہیں کیا اور نہ کہیں خود زخمی ہوئے نہ کسیکو زخمی کیا۔ ہاں کمسرئیٹ کی مہاجروں کی طرح شامل غزوات رہے اور ہر ایک جنگ و غزوہ سے فرار ہوتے رہے۔ یہ علماء اہلسنت کا

بالاتفاق اقرار ہے۔

۵۔ جنگ احد سے فرار

حضرت ابوبکر جنگ احد سے رسول اللہ صلعم کو میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ نکلے اور اپنی جان بچا گئے

دیکھو ازالۃ الخفا مقصد دوم صـ۱۲ تفسیر ابن کثیر جلد پنجم صـ۳۰۱ تاریخ اسلام دہلوی جلد دوم صـ۹۷۔ روضۃ الصفا جلد دوم صـ۹۱ مطبوعہ بمبئی سطر ۵ ۲ تاریخ خمیس دیار بکری جلد اول مطبوعہ مصر صـ۴۸۵ تاریخ حبیب السیر جلد اول جزو سیوم صـ۳۰۔ سطر ۲۹ تاریخ طبری صـ۱۸۱۔ ابوبکر جنگل میں شکست کھا کر جا چھپے تھے (مفصل ثبوت خلافت حصہ اول دیکھو۔

۶۔ جنگ احد کے دن آپ صلعم کا مبارک چہرہ زخمی کیا گیا اور نیچ کا دانت اور جو خود آپ کے سر پر تھا وہ توڑا گیا۔ پھر حضرت فاطمہؑ خون دہوتی تھیں اور حضرت علیؑ اس کو بند کرتے تھے جب حضرت فاطمہؑ نے دیکھا کہ خون تو اور بڑھ رہا ہے۔ تو انہوں نے بوریئے کا ٹکڑہ لیا اس کو جلا کر راکھ کیا۔ پھر وہ زخم بھر دیا۔ تب خون تھم گیا (دیکھو تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور۔ کتاب الجہاد والسیر۔ باب لبس البیضہ پ۱۱ صـ۳ سطر ۵ (مفصل دیکھو میری کتاب ثبوت خلافت حصہ اول۔

ب۔ المعلم ترجمہ صحیح مسلم مطبع صدیقی لاہور جلد پنجم صـ۹۱۸ سطر اخیر دیکھو۔

نوٹ۔ بولو حضرات اہل السنن۔ حضرات اصحاب ثلاثہ اس وقت کہاں تھے کہ جناب سیدہ معصومہ مطاہرہ صلوات اللہ علیہا مدینہ منورہ میں سے تشریف فرما ہوئیں اور زخموں کا علاج کیا۔ یاروں نے کیا رفاقت کی۔

۷۔ جنگ خندق یا احزاب

مذہب سنی میں ہے کہ حضرت ابوبکر وحضرت عمر کو جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ آج رات کو دشمن کی خبر جا کر لاؤ۔ مگر ان دونوں نے حکم عدولی کی استغفر اللہ پڑھ دیا (در منثور سیوطی جلد پنجم صـ۱۸۵)

ب۔ جنگ خندق ۵ھ ہجری میں ہوئی۔ رات کو ہوا بہت تیز چل رہی تھی

اور سردی بھی خوب چمک رہی تھی۔ اس وقت آپ نے فرمایا کوئی شخص ہے جو جا کر کافروں کی خبر لادے اللہ تعالےٰ اس کو قیامت کے دن میرے ساتھ رکھے گا۔ کسی نے جواب نہ دیا یہی فرمان دوبارہ فرمایا۔ (دیکھو المعلم ترجمہ صحیح مسلم جلد پنجم مطبع صدیقی لاہور صفحہ ۱۹۱۔ روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۳۳۳۔ ایمن آباد۔

۸۔ جنگ خندق میں عمرو بن عبدود کے مقابلہ میں حضرات اصحاب ثلاثہ سے کوئی مقابل نہ ہوا۔ حالانکہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا تم میں کوئی ہے جو اس دشمن خدا کے شر کو مٹائے۔ جناب امیر المومنین علی المرتضےٰ علیہ السلام نے جواب دیا یا رسول اللہ میں لڑوں گا (تاریخ اسلام دہلوی جلد دوم صفحہ ۱۰۹۔ تاریخ الاسلام علامہ عباسی صفحہ ۱۳۱۔ روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۱۰۹)

۹۔ جنگ خیبر سے فرار

مذہب سنی میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ جنگ خیبر میں دو دفعہ ناکامیاب ہو کر واپس ہوئے (دیکھو مناقب مرتضوی ترجمہ خصائص نسائی صفحہ ۱۲ مطبع محمدی لاہور) طبری جلد سوم کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۴۔ ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۴۹۔ روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۱۳۲ روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۲۶۱ نول کشور)

۱۰۔ جنگ حنین سے فرار

مذہب سنی میں ہے کہ حضرت ابوبکر و دیگر اصحاب جنگ حنین میں بھاگ نکلے اور صرف چار اصحاب سیدنا علی المرتضےٰ حضرت عباس عم نامدار رسول مختار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوسفیان بن حارث۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود وفادار و جان نثار و ثابت قدم رہے (ملاحظہ ہو تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۲۳۴۔ تاریخ خمیس دیار بکری جزو ثانی صفحہ ۱۰۲ معارج النبوۃ جلد ثانی رکن چہارم صفحہ ۲۵۶۔ استیعاب مصری صفحہ ۵۴۔ روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۱۵۴۔ تاریخ حبیب السیر فارسی جلد اول جزو سوم صفحہ ۶۵ سطر ۴۔ تاریخ الاسلام دہلوی جلد دوم صفحہ ۱۳۷)

۱۱۔ جنگ سریہ وادی الرمل

حضرت ابوبکر و حضرت عمر نے جنگ

وادی الرمل یا ذات السلاسل سے بہت مسلمانوں کو قتل کرا کر شکست کھا کر مدینہ منورہ میں آ کر دم لیا (دیکھو معارج النبوۃ جلد ثانی صفحہ ۲۹۵۔ تاریخ حبیب السیر جلد اول جزو سوم مطبوعہ بمبئی صفحہ ۔ روضۃ الصفا جلد دوم مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۴۴۔ تاریخ الاسلام جلد دوم صفحہ ۱۴۵ ۔ مفصل دیکھو ثبوت خلافت حصہ اول)

نتیجہ۔ جہاد فی سبیل اللہ ہی ایمان کی کسوٹی تھی

حضرت ابوبکر کسی جنگ میں

غازی۔ جنگ بہادر اور مجاہد فی سبیل اللہ۔ ناصر دین خدا تعالےٰ جلشانہ میں ثابت نہ ہوئے اور کوئی خدمت اسلامی ادا نہ کرسکے نہ کسی کافر کو قتل کیا نہ خود مجروح ہوئے بلکہ ہمیشہ خود بھاگتے رہے۔ جن صحابہ کو اہلسنت نے یار غار۔ صدیق۔ فاروق اور ذوالنورین کا خطاب دیا۔ وہی تمام غزوات و جہاد میں فرار ہوتے رہے کیا حمایت اسلام۔ عشق رسول انام اسی کا نام ہے کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نرغہ اعدا میں تنہا چھوڑ کر مدینہ میں جا کر دم لیں یا بھاگنے والوں کے آگے اور مارنے والوں کے پیچھے رہیں۔ کیا اسی سے اسلام کی عزت ہے اور یہی صداقت اور رفاقت ہے

آخر ثابت قدم کون رہا

مذہب سنی کی تمام معتبر کتابوں میں ہے کہ جناب علی المرتضےٰ ہر ایک جنگ میں ثابت قدم رہے۔

اول۔ دعوت قریش میں اعلان نبوت کیوقت جبکہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم میں سے کون ہے جو میرے کام میں شریک ہو اور میرا خلیفہ اور وصی اور بھائی بنے۔ اس مجمع عام میں جناب امیر المومنین علی المرتضےٰ علیہ السلام نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں حاضر ہوں جناب رسول اکرم صلعم نے فرمایا یہ میرا بھائی۔ میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے اس کا حکم مانو۔ ملاحظہ ہو تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۶۶۳ تحت آیہ وانذر عشیرتک الاقربین الخ (شعرا) ابن جریر طبری صفحہ ۶۸ تفسیر سراج المنیر صفحہ ۲۴ تفسیر ترجمان القرآن تفسیر ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۲۔ لباب التاویل صفحہ ۳۷۱۔ تاریخ کامل جزری جلد دوم صفحہ ۳۲ منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد پنجم صفحہ ۴۲۔ تاریخ روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۳۶۔ تاریخ حبیب السیر

جلد اول صہ ۱۶۔ ابوالفدا جلد اول صہ ۱۱۶۔ معارج النبوۃ رکن ثالث صہ ۲۵۔ سیرۃ النبی علامہ شبلی نعمانی حصہ اوّل صہ ۱۵۴۔ مفصل ثبوت خلافت حصہ اول)

دوم۔ شب ہجرت کو بستر نبوت پر سوئے۔ حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل تمام رات حفاظت کرتے رہے۔ حضرت جبرئیل نے کہا شاباش مبارک ہو یا علیؑ۔ تمہارے مانند کون ہے۔ کہ خدا تعالےٰ آپ کی ذات سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس جاں نثاری پر یہ تمغہ دیا۔ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ روف بالعباد (پ ۳۔ البقر) ملاحظہ ہو تفسیر کبیر جلد دوم صہ ۲۱۳۔ روضۃ الصفا جلد دوم صہ ۵۵۔ روضۃ الاحباب جلد اول صہ ۱۲۸۔

سوم۔ جنگ بدر میں جناب علی المرتضےٰ نے ولید بن عتبہ اور طلیحہ علمدار مشرکین اور دیگر پچیس کفار نامدار کو فی النار کیا۔ جناب امیر علیہ السلام کی عمر اس وقت پچیس سال تھی۔ اور جناب امیر حمزہ و جناب علی علیہ السلام کی شجاعت و بہادری سے مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ تاریخ اسلام عباسی باب سوئم ابوالفدا جلد اول صہ ۱۳۵۔ منتخب کنز العمال جلد چہارم صہ ۹۔ روضۃ الاحباب جلد اول صہ ۱۵۱۔ نول کشور صہ ۲۳۱۔ امین آباد۔

چہارم جنگ احد میں۔ جناب امیر المومنین علی المرتضےٰ علیہ السلام کو اٹھارہ زخم آئے اور زمین پر گرنے کو قریب ہو گئے تھے۔ کہ ناگہاں ایک خوبصورت خوشبو سے معطر آدمی نے آپکا کندھا پکڑ کر گھوڑے پر بٹھا دیا۔ اور کہا کہ بڑھ کر دشمنوں پر حملہ کر کہ تو خدا اور اس کے رسول کی اطاعت میں ہے اور وہ دونوں تجھ سے راضی ہیں۔ جناب امیر علیہ السلام صفوں کو چیرتے ہوئے حضور انور صلعم تک پہنچ گئے۔ جب جناب صلعم نے دیکھا۔ کہ تمام صحابہ فرار ہو گئے اور جناب علی علیہ السلام ثابت قدم رہے اور آپکے پہلو میں کھڑے ہیں۔ تو فرمایا تم کیوں نہیں اپنے بھائیوں کیساتھ چلے گئے۔ جناب علی المرتضےٰ علیہ السلام نے عرض کی لا کفر بعد الایمان ان لی بک اسوۃ۔ ایمان لانیکے بعد کفر کا کوئی کام نہیں۔ مجھے تو آپ سے واسطہ ہے دوسروں سے سروکار نہیں۔ میں خدمت میں حاضر ہوں۔ جب تک میرے بدن میں طاقت ہے بیٹھ نہ موڑوں گا۔ یہ کہہ کر کفار پر حملہ کر دیا۔ اس وقت ایک گروہ آنحضرت پر نا

صلعم کیطرف متوجہ ہوا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا یا علیؑ مجھے اس گروہ سے بچا۔ حق خدمت بجا لائے کہ وقت یاری ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے حملہ کر کے انکو بھگا دیا۔ اور ایک بڑے گروہ کو قتل کیا۔ حضرت علیؑ کی تلوار ٹوٹ گئی تو آنحضرت صلعم نے ذوالفقار عطا کی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اپنی تعریف سنتے ہو کہ رضوان فرشتہ کہہ رہا ہے لافتے الا علی لا سیف الا ذوالفقار اور اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کمال مواسات اور جوانمردی ہے جو جناب علی المرتضے آپ سے کرتے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کیوں نہ ہو علی منی و انا منہ یعنی علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اس پر جبرئیل علیہ السلام بولے و انا منکما اور میں آپ دونوں سے ہوں۔ دیکھو مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۶۷ معارج النبوۃ رکن چہارم صفحہ ۹۵۔ تاریخ حبیب السیر جلد اول صفحہ ۳۷۔ تاریخ الاسلام جلد دوم صفحہ ۱۵۸ منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۴ صفحہ ۱۱۶۔ روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۹۱۔ روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۲۶۲ مطبوعہ امین آباد۔ مناہج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۲۶۷۔

پنجم جنگ خندق یا احزاب

یہ جنگ شوال ۵ھ ہجری میں ہوئی۔ عمر ابن عبدود کافر نامی پہلوان نے مبارز طلب کیا۔

آنحضرت صلعم نے تین مرتبہ اپنے صحابہ کو کہا تم میں کوئی ہے جو اس دشمن خدا کے شر کو مٹائے مگر وہ دم بخود رہے۔ تینوں مرتبہ حضرت علی المرتضے علیہ السلام ہی نے آنحضرت صلعم سے رخصت طلب کی۔ آخر آنحضرت صلعم نے اپنی تلوار جناب علی المرتضے علیہ السلام کی کمر میں باندھی۔ اور اپنی زرہ انکو پہنائی اور اپنا عمامہ انکے سر پر رکھا۔ جناب امیر علیہ السلام نے میدان جنگ میں جا کر عمر ابن ود کو تلوار ذوالفقار سے فی النار کیا اور اس کے سر ناپاک کو کاٹ کر قدم صاحب لولاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈال دیا۔ جناب رسول اکرم صلعم نے آپ کو یہ تمغہ عطا فرمایا۔ لمبارزۃ علی ابن ابیطالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامۃ۔ یعنی حضرت علی علیہ السلام کے خندق کے روز کی لڑائی میری امت کی تمام اعمال سے جو قیامت تک کرتے رہیں گے افضل ہے۔ ملاحظہ ہو۔ معارج النبوۃ رکن چہارم صفحہ ۱۴۷۔ تاریخ الاسلام علامہ عباسی صفحہ ۱۳۱۔ روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۱۰۹۔ تاریخ حبیب السیر جلد ا

صفحہ ۴۶۔ مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۳۳۔ منتخب کنز العمال حاشیہ مسند احمد حنبل جلد ۵ صفحہ ۱۲۵
روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۲۱۔ صفحہ ۳۴۴ امین آباد۔ ارجح المطالب صفحہ ۲۱۹ باب سوم۔ درمنثور
سیوطی جلد پنجم صفحہ ۱۹۲۔ تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۲۳۰

ب۔ جمہور اہل سیر متفق ہیں۔ کہ جب جناب امیرالمومنین علی المرتضےٰ علیہ السلام عمرو بن عبدود کے مقابلہ کو نکلے۔ تو جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ یعنی پورا ایمان کامل۔ کفر کے مقابلہ کو نکلا ہے (حیٰوۃ الحیوان تاریخ اسلام جلد دوم صفحہ ۱۱۲۔ کشف الغمہ۔

نوٹ۔ حضرات اصحاب ثلاثہ جب جناب علی علیہ السلام کی ایک ضرب کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو باقی اعمال کا کیا کرینگے۔

ششم جنگ خیبر جناب علی المرتضےٰ نے سنگین قلعۂ خیبر کو اپنے قوت بازو سے فتح کیا اور مرحب نامی پہلوان یہودی کو قتل کیا۔ اسلام کی فتح ہوئی اور کفر کو شکست۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جنگ خیبر میں جب کہ باقی صحابہ شکست کھا کر واپس ہوتے رہے۔ فرمایا لاعطین الرایۃ غداً رجلاً یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ (متفق علیہ بخاری مترجم باب مناقب علی پ ۱۴ صفحہ ۹۹) ترجمہ۔ البتہ میں کل یہ نشان اس مرد کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالےٰ فتح کریگا۔ وہ خدا اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتے ہیں۔ مفصل دیکھو ثبوت خلافت حصہ اول روضۃ الاحباب صفحہ ۳۸۵)

۵

پھریرا علم جا کے گاڑا کس نے　　للکار کے مرحب کو پچھاڑا کس نے
گو اصحاب پیمبر سب تھے موجود　　بولو در خیبر کو اکھاڑا کس نے

جنگ حنین اس لڑائی میں سوائے چار کس کے اور کوئی اصحاب ثابت قدم نہ رہا۔ باقی سب بھاگ گئے۔ ثابت قدم صحابہ سے تین بنی ہاشم سے اور ایک غیر بنی ہاشم۔ حضرت علیؑ۔ حضرت عباسؓ۔ حضرت ابوسفیان من الحارث اور

حضرت عبداللہ بن مسعود تھے۔ حضرت علیؑ و حضرت عباسؓ آنحضرت صلعم کے سامنے سے حفاظت کرتے تھے۔ جب آنحضرت صلعم نے دیکھا کہ یار لوگ چلتے بنے۔ سواری کو ایڑ لگائی اور فرمایا انا النبی لا کذب۔ انا ابن عبد المطلب۔ حضرت عباسؓ کو فرمایا۔ بھگوڑے صحابہ کو بلاؤ اور اس طرح آواز دو یا معشر الانصار یا اصحاب السمرۃ یا اصحاب سورۃ البقرہ (روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۴۵۱/۴۵۰)

نوٹ۔ یہاں سے صاف ثابت ہوا کہ جن لوگوں نے بیعت رضوان کو توڑا۔ اور جناب رسول اللہ صلعم کو میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ وہ مومن کامل نہ تھے۔ آنحضرتؐ نے انکو شرمندہ کرنیکے واسطے اصحاب السمرۃ فرمایا۔

ہشتم فتح مکہ معظمہ

جناب علی المرتضٰے علیہ السلام نے خانہ کعبہ کے بتوں کو جناب رسول اللہ صلعم کے دوش مبارک پر سوار ہو کر توڑے ؎

علی بر دوش احمد چشم بد دور — عیاں شد معنی نور علی نور

روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۲۸۶/۲۴۲۔ حبیب السیر جلد اول صفحہ ۶۲۔ روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۱۴۷

نکات۔ جناب ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پا پیادہ بت توڑے مگر جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے سوار ہو کر۔ احکام جہاد کی رو سے سوار کو دو چند ثواب ملا۔ واہ رے شان سواری جناب امیر علیہ السلام کی سواری براق سے کئی درجے اعلیٰ اور اچھی تھی۔ جناب احمد مختار صلعم شب معراج میں براق کا سوار۔ یہ روز بت شکنی رسول عربی سید الابرار کے کاندھے کا سوار تھا۔ یہ کاندھا معمولی سواری نہ تھی۔ مہر نبوت کی سواری۔ کاندھے کی زمین رفرف سے زیادہ شفاف و بابرکت تھی۔ کعبہ میں اللہ تعالٰے اپنے پیارے رسول مقبول صلعم کے شانہ مبارک کو خم کراتا ہے اور اپنے ولی علی وصی النبی صلعم کا قدم وہاں دھرتا ہے۔ لو یعنے رات لگی کو شمع اٹھاتی ہے۔ شمع کو لو ہرگز نہیں اٹھا سکتی ہے۔ ہمیشہ جڑھ اپنی شاخ کو اٹھاتی ہے۔ مگر جڑھ کو شاخ نہیں اٹھاتی قدم جناب علی اولی کیا نگینہ تھا۔ جو مہر نبوت میں جڑ گیا اور زیب نظر ہوا۔ وہ قدم

وہاں رکھا گیا۔ جہاں قدرت کی ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ اگر علیؑ کے کاندھے پر جناب رسول اکرم صلعم سوار ہو کر بت توڑتے۔ اگر جناب علیؑ رسول مقبولؐ کی بت شکنی کے ذریعہ ہوتے تو نبیؐ و رسولؐ حضرت علیؑ کہلاتے۔ مگر خدا تعالےٰ کو یہ منظور نہ تھا کہ رسول صلعم منصب رسالت سے ہٹائے جائیں۔ اس لئے جناب امیر علیہ السلام رسول مقبول صلعم کے ذریعہ بت شکن ہوئے اور آپکے مدارج بذریعہ رسول صلعم ظاہر ہونے۔ سوائے علیؑ کے اس مہر نبوت پر دوسرا کوئی صحابی سوار نہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ جناب رسول اکرم صلعم کے صلب مبارک میں تمام آئمہ اطہار علیہم السلام کے انوار تھے۔ بیٹوں کے اوپر باپ کا قدم اچھا معلوم ہوتا ہے۔ مگر دوسروں کا نہیں۔ کوئی شخص سوائے معصوم کے معصوم کی مہر نبوت پر سوار نہ ہو سکتا تھا۔ تاکہ گناہ کا بار نہ پڑے۔ جو اس کاندھے پر بیٹھا وہ معصوم ہی تھا۔ خانہ کعبہ کی دیواریں ہلگئیں۔ بت شیشہ کی طرح ریزہ ریزہ ہو گئے۔ مگر معصوم کے قدم کو جنبش نہ ہوئی۔

جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام سب سے بڑھکر مومن کامل اور مجاہد فی سبیل تھے

آیات جہاد فی سبیل اللہ سے صاف ثابت ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ بزرگ سب سے زیادہ برگزیدہ ہے جسنے جہادوں میں بہت سی تکلیفیں اور مشقتیں اٹھائی ہوں اور سخت سخت اذیتیں پائی ہوں بڑی بڑی مصیبتوں کو جھیلا ہو اور اپنی جانکو راہ خدا جلشانہ میں دریغ نہ کیا ہو اور اللہ تعالےٰ کے دشمنوں کو زیادہ تر قتل کیا ہو۔ پس وہ بزرگ کون ہے جو زیادہ تر جہادوں میں مصروف رہا۔ کس نے زیادہ تر غزوات میں تکلیفوں اور اذیتوں کو برداشت کیا۔ کس نے زیادہ تر خدا کے دشمنوں کو تہ تیغ بیدریغ کیا۔ کس نے زیادہ کفار کو تلوار ذوالفقار سے واصل نار کیا۔ دونوں فریق شیعہ اور سنی متفق اللفظ اور متحد الکلمہ ہو کر پکار اٹھیں گے اور تمام کتب سیر اہلسنت والجماعت ڈنکے کی چوٹ سے گواہی دینگے کہ جناب امیر المومنین علی المرتضےٰ علیہ السلام ہی ایک ایسے جلیل القدر مجاہد ہیں جنہوں

نے تمام جہادوں اور لڑائیوں میں سخت ایذا و تکالیف اٹھائی ہیں اور بڑے بڑے معرکے مارے ہیں اور وہ ہر ایک جنگ و غزوہ میں ثابت قدم رہے ہیں۔ جب کہ باقی اکثر صحابہ خاصکر حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و امثالہم میدان جنگ سے جناب رسول اللہ صلعم کو نرغہ کفار میں زخمی چھوڑ کر اپنی جان بچا کر بھاگ گئے ہیں۔ سب سے زیادہ کفار و مشرکین کے قتل کرنیوالے اور جناب رب العالمین کے دین اسلام کی حفاظت کرنیوالے اور دین کو دشمنوں سے بچانیوالے جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام ہیں۔ پس اجماع فریقین اور دلالت کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلعم سے ثابت و ظاہر ہے کہ جناب علی المرتضیٰ افضل الصحابہ ہیں۔

اول۔ اللہ تعالےٰ کا فرمان موجود ہے۔ لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر والمجاھدون فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم۔ فضل اللہ المجاھدین باموالھم وانفسھم علی القاعدین درجۃ وکلا وعد اللہ الحسنیٰ وفضل اللہ المجاھدین علی القاعدین اجرا عظیما درجات منہ ومغفرۃ ورحمۃ وکان اللہ غفورا رحیما (پ۵۔ النساء۔ ع ۱۳) ترجمہ مسلمانوں میں جو لوگ معذور نہیں اور جہاد سے بیٹھ رہے ہیں ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کو جو اپنے مال اور جان سے جہاد کرتے ہیں۔ بیٹھنے والوں پر ایک درجہ کی فضیلت دی ہے اور سب سے اللہ نے اچھا وعدہ کیا اور اللہ تبارک و تعالےٰ نے جہاد کرنیوالوں کو بیٹھ رہنے والوں سے زیادہ ایک بڑا ثواب دیا ہے (وہ کیا ہے) کئی درجے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کیطرف سے اور بخشش ہے اور مہربانی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

نوٹ۔ خوارج و نواصب و اہلسنت حنفی المذہب اور اہلحدیث کی کل کتابوں میں ثابت ہے کہ جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام ہر ایک جنگ میں ثابت قدم رہے آپ کی بہادری و قوت بازو سے اسلام کو تقویت پہنچی اور کفار تلوار ذوالفقار سے فی النار ہوئے آپ ہی کو کرار غیر فرار۔ اسد اللہ الغالب۔ قاتل الکفار۔ لافتی الا علی کے

القاب عطا ہوئے اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان ہر ایک جنگ سے جان بچا کر بھاگ گئے۔ تو فرمائیے جناب آپ کس دلیل سے مفرور صحابہ کو جنگ بہادر غازی دلاور حیدر صفدر سے افضل بنا لیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ تو فرماتا ہے فضل اللہ المجاھدین علی القاعدین اور آپ اللہ کی کلام کو جھٹلاتے ہیں۔

دوم قرآنی شہادت

جناب امیر المومنین علی المرتضےٰ علیہ السلام کے ایمان کامل و جہاد فی سبیل اللہ کی قرآن شریف اس طرح شہادت دیتا ہے۔ قال اللہ تعالےٰ جلشانہ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن اٰمن باللہ والیوم الآخر وجاھد فی سبیل اللہ لا یستوون عند اللہ۔ واللہ لا یھدی القوم الظالمین (پ ۱۰ التوبہ ع ۳)

ترجمہ۔ کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانا اور ادب والے کعبہ کی مسجد کو آباد رکھنا اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن پر ایمان لانے اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے کی طرح کر دیا۔ اللہ تعالیٰ بے انصاف لوگوں کو راہ پر نہیں لگاتا۔

نوٹ۔ تمام مفسرین اہلسنت کا اجماع ہے کہ یہ آیہ شریفہ جناب علی المرتضےٰ علیہ السلام کے ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ کی تعریف میں نازل ہوئی ہے کہ حضرت عباس اور طلحہ اور حضرت علی علیہ السلام فخر کرنے لگے طلحہ نے کہا میرے پاس خانہ کعبہ کی کنجی رہتی ہے اور میں اگر چاہوں تو رات کو بھی کعبہ میں رہ سکتا ہوں عباس نے کہا کہ میں حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا میں نہیں جانتا تم کیا کہتے ہو۔ میں نے سب لوگوں سے پہلے چھ مہینہ تک نماز پڑھی۔ یعنی سب سے پہلے اظہار اسلام کیا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا۔ اس وقت یہ آیت اتری اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ علی کا مرتبہ اتنے زیادہ ہے یہ نیکیاں ایمان اور جہاد کے برابر نہیں ہو سکتیں (تبویب القرآن ص ۲۱۹ مفصل دیکھو ثبوت خلافت حصہ اول)

سوم۔ قال اللہ تعالےٰ۔ لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل اولٰئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا الخ (پ ۲۷ الحدید)

۷- اول | ترجمہ جن لوگوں نے تم میں سے مکہ فتح ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کیا اور لڑے انکا درجہ ان لوگوں سے بڑا ہے جنہوں نے مکہ فتح ہونے کے بعد خرچ کیا اور لڑے۔

نوٹ: قبل فتح مکہ معظمہ تمام غزوات میں جناب علی المرتضےٰؑ نے اپنا تن من دھن نثار کیا اور ہر ایک میدان جنگ میں کفار کو فی النار کیا۔ جناب علیؑ نے ایک جنگ میں چھ ہزار مثقال سونا جناب رسول اللہ صلعم کی خدمت میں پیش کیا تفسیر حسینی جلد اول ص ۲۶۳۔

غزوہ بدر اول۔ غزوہ بدر الکبریٰ۔ غزوہ قرقرۃ الکدر۔ جنگ احد۔ غزوہ بنی نضیر۔ غزوہ بنی مصطلق۔ جنگ خندق۔ غزوہ بنی قریظہ۔ سریہ فدک۔ جنگ خیبر۔ فتح مکہ معظمہ وغیرہ میں جناب علیؑ نے کمال بہادری و شجاعت دکھائی اور آپ سپہ سالار و جرنیل لشکر اسلامیہ رہے مگر حضرات اصحاب ثلاثہ کی بہادری و شجاعت سوائے فرار کے کہیں نظر نہیں پڑتی۔ پس آیات بینات اور غزوات سے ثابت ہوا کہ جناب امیر المومنین علی المرتضےٰؑ افضل الناس اور افضل الصحابہ اور مومن کامل اور مجاہد فی سبیل اللہ ہیں ؎

مثل علیؑ جہاد ہے کس شخص نے کیا | جبرئیل ان کی شان میں لائے ہیں لافتیٰ
فتح خیبر کو کیا جس نے وہ کرار ہے کون | عمرو کو جس نے کیا ذبح وہ جرار ہے کون

انکار لشکر اسامہ

عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے روم کیطرف ایک لشکر روانہ کیا اور اسامہ بن زید کو اس کا سردار مقرر کیا۔ حالانکہ اس لشکر میں ابوبکر اور عمر بھی شریک تھے۔ لوگوں نے اسامہ کے سردار ہونے پر طعنہ مارا تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث النبی صلعم اسامہ بن زید پارہ اٹھارہواں ص ۴۰۔ مناہج النبوۃ جلد دوم ص ۴۶۶۔

ب۔ حکم عالی یوں صادر ہوا کہ اعیان مہاجر اور انصار مثل صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین اور سعد بن ابی وقاص اور ابو عبیدہ بن جراح وغیرہم سب زید بن حارثہ کے ہمراہ جاویں۔ مگر علی المرتضےٰؑ کو ہمراہ نہ کیا۔ کہ اس لشکر کیساتھ جاویں یہ بات لوگوں کی خاطر پر گراں گذری کہ پیغمبر خدا نے ایک غلام کو اکابر مہاجرین اور انصار پر

گروانا (مناہج النبوۃ جلد دوم صلاے)

ج۔ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور امثال انہوں کے خود مدینے ہی میں لشکر اسامہ کے ہمراہ نہ گئے (حکم عدولی کی ایضاً صلاے)

د۔ قال رسول اللہ صلعم جہزو جیش اسامہ لعن اللہ من تخلف عنہا (دیکھو ملل و نحل شہرستانی جلد اول صلاے۔ تاریخ اسلام دہلوی جلد دوم ص ۱۶۴/۱۶۵) ترجمہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا لشکر اسامہ کیواسطے تیاری کرو اللہ تعالےٰ اس شخص پر لعنت ڈالی جس نے اس لشکر کے ہمراہ جانیسے انکار کیا۔ (ثبوت خلافت حصہ اول نو ترمیم)

۱۳۔ بیعت خم غدیر

مذہب سنی میں ہے کہ ۱۸۔ ذوالحجہ ۱۰؁ھ کو مقام غدیر پر جب جناب رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ بلا فصل اور ولیعہد و جانشین ولی اور امام المسلمین و المومنین مقرر فرمایا اور اعلان کیا من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ جسکا میں سردار ہوں اس کا علی بھی سردار ہے تو حضرات اصحاب ثلاثہ و دیگر تمامی صحابہ کرام نے جناب امیرؑ کی بیعت کی اور انکی ولایت۔ امارت۔ امامت کو قبول کیا (دیکھو معارج النبوۃ رکن چہارم۔ تاریخ حبیب السیر جلد اول جزو سوم۔ مدارج النبوۃ جلد دوم۔ روضۃ الصفا جلد دوم۔ مفصل ملاحظہ ہو ثبوت خلافت حصہ اول۔ مشکوٰۃ باب مناقب علیؑ)

۱۴۔ جنازہ رسول مقبول سے محرومی

مذہب سنی میں ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلعم نے وفات پائی تو حضرت ابوبکر اپنے گاؤں سنخ یا عالیہ میں تھے۔ جو مسجد نبوی سے ایک میل پر تھا (دیکھو تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور۔ کتاب المناقب باب فضل ابی بکر بعد النبی صلعم پ۱۴ ص۷۶)

ب۔ جناب ابوبکر بعد وفات النبی صلعم مسجد نبوی صلعم میں لیکچر دیکر ہمراہ حضرت عمر و حضرت ابو عبیدہ الجراح سقیفہ بنی ساعدہ کو خلافت حاصل کرنے کیواسطے چلے گئے اور جنازہ سے محروم رہگئے۔ دفن کفن میں شامل نہ ہوئے (دیکھو بخاری مترجم پ۱۴ ص۷۶ تا ص۷۹)

ج۔ کتاب تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی پ۵ ص۴۔ کتاب الجنائز باب موت یوم الاثنین میں ہے۔ بی بی عائشہ کہتی ہیں کہ میں ابوبکر کے پاس انکی بیماری میں گئی۔ انہوں نے

پوچھا۔ تم نے آنحضرت صلعم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا۔ میں نے کہا تین دھوئے ہوئے سفید کپڑوں میں نہ ان میں قمیض تھا اور نہ عمامہ۔ انہوں نے یہ بھی پوچھا کہ آنحضرت صلعم کی وفات کس دن ہوئی تھی۔ میں نے کہا پیر کے دن۔ (دیکھو بخاری) کنز العمال جلد سوم صفحہ ۱۴۔ ارجح المطالب باب۴ صفحہ ۲۵ تاریخ اسلام جلد دوم صفحہ ۱۶۲ تاریخ صغیر بخاری صفحہ ۶۲ کشف المغطا عن کتاب الموطا صفحہ ۱۵۔ کتاب المرتضےٰ امرتسری۔ استیعاب ابن عبد البر فتح الباری شرح بخاری ابن حجر عسقلانی جلد سوم صفحہ ۳۶۵۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری صفحہ ۱۷۔ کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ دینوری سنی صفحہ ۲ مصری۔ مجمع البحار گجراتی صفحہ ۲۔ علامہ عینی شرح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۶۷)

۵

چوں صحابہ حُبِّ دنیا داشتند ۔۔۔ مصطفٰے را بے کفن بگذاشتند

اظہار حق سید یحییٰ صاحب قبلہ

جب رسول اللہ کی دنیا سے رحلت ہو گئی ۔۔۔ یہاں علی کو دفن کی عزت عنایت ہو گئی

واں مقدم دفن پر سنکر ریاست ہو گئی ۔۔۔ نزع میں ہی اک جماعت اٹھکر رخصت ہو گئی

جا کے پنچایت خلافت کی تو خاطر خواہ کی

چھوڑ دی بے دفن و کفن میت رسول اللہ کی

کوئی غربت میں اگر مر جائے آوارہ وطن ۔۔۔ کار دنیا پہ مقدم اس کا ہے گور و کفن

یہ طریقہ ہے شریعت کا دیانت کا چلن ۔۔۔ کس تاسف سے ہمیں کہنا پڑا ہے یہ سخن

چوں صحابہ الفت دنیا جیفہ داشتند

مصطفٰے را آہ بے گور و کفن بگذاشتند

فصل زمانۂ خلافت ابوبکر و حقوق تلفی آل اطہر علیہم السلام

مذہب سنی میں ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر نے بعد وفات سرور کائنات اجماعی خلافت قائم کی۔ وصایائے نبوی سے منہ موڑا بیعت خم غدیر کو توڑا۔ باغ فدک ورثہ رسول مقبول صلعم کو چھین لیا خمس بند کر دیا۔ بیعت جبریہ کیواسطے آل رسول صلعم نہ لی

کے گھر کو جلانے کی دھمکی دی اور خاندان رسالت صلعم میں سے کسی بزرگ کو بھی حکومت وریاست میں حصہ نہ دیا۔ اپنے اور اپنے رشتہ داروں اور عزیز واقارب کی تن پروری کی۔ انکو مالا مال کر دیا۔ مگر جناب سیدہ معصومہ صلوات اللہ علیہا کو ایک کوڑی تک نہ دی۔

۱۵۔ اجماعی خلافت

مذہب سنی میں ہے کہ خلافت حضرت ابوبکر وخلافت حضرت عمر و حضرت عثمان اجماعی وشوروی ہے۔ جناب رسول اللہ صلعم نے اپنی زندگی میں کسی کو خلیفہ نہ بنایا۔ بلکہ صحابہ نے اجماع کیا۔ ملاحظہ ہوں کتب ذیل۔

الف۔ تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب مرض النبی صلعم ص۳۱ و ص۳۲ پارہ مطبع احمدی لاہور۔

ب۔ مشکوٰۃ۔ باب جامع المناقب جلد ۴ ص۴۴۴ مطبوعہ امرتسر

ج۔ رفع العجاجہ عن سنن ابن ماجہ جلد ثانی ص۳۹۲

د۔ فیض الباری شرح صحیح بخاری۔ کتاب الحدود۔ باب رجم الحبلی پ۲۸ ص۳۱ مطبع محمدی لاہور حضرت عمر نے کہا ان بیعتہ ابی بکر کانت فلتتہ الا وانہا کانت کذالک الا ان اللہ وقی شرھا۔ ابوبکر کی بیعت بلا سوچے سمجھے ہوئے ہاں اسی طرح ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی شرارت سے بچا لیا۔

ہ۔ تاریخ الخلفا علامہ سیوطی ص۳۳ فصل بیعت ابوبکر زمیندار پریس لاہور۔

و۔ مسند احمد حنبل مطبوعہ مصر حدیث سقیفہ ص۵۵۔

نوٹ۔ روضۃ الاحباب جلد دوم ص۳ پر ہے (سقیفہ بنی ساعدہ میں) انصار نے بیعت کی مگر تھوڑے گروہ نے نہ کی بعضوں نے کہا کہ ہم سوائے علی ابن ابیطالبؑ کے کسی شخص کی بیعت نہیں کرتے الخ۔

ز۔ ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ مقصد اول ص۱۱ ص۱۶ ص۳۱۴ فارسی

ح۔ حاشیہ تیسیر الباری ترجمہ بخاری پ۱۵ ص۹۰۔ کتاب المناقب مطبع احمدی لاہور)

ط۔ تیسیر الباری ترجمہ بخاری پ۱۴ ص۹۰۔ باب فضل ابی بکر۔ کتاب المناقب حدیث سقیفہ

ی۔ تیسیر الباری ترجمہ بخاری۔ کتاب البیعتہ والاتفاق علی عثمان بن عفان پ۱۴

ص۹۵ مطبع احمدی لاہور۔

ک۔ فیض الباری شرح صحیح بخاری پ۲۹ ص۱۵۷

ل۔ تیسیر الباری کتاب الجنائز۔ باب ماجا فی النبی پ۲ ص۷ مطبع احمدی لاہور۔

م۔ المعلم ترجمہ صحیح مسلم جلد خامس۔ کتاب الجہاد والسیر۔ باب الاستخلاف ص۱۹۶۶ صدیقی لاہور ص۱۹۶۷۔ ص۱۹۶۸ معہ حاشیہ۔ جلد ساوس کتاب الفضل ص۲۳۸۳

ن۔ ترجمہ جامع ترمذی جلد دوم۔ نول کشور ص۱۱۴ ابواب الفتن باب ماجا فی الخلافت

س۔ سنن ابو داؤد مترجم ص۴۳۰ مطبع صدیقی لاہور۔

ع۔ رفع العجاجہ عن سنن ابن ماجہ جلد ثانی ص۳۳/۲۹۲ سطر۶۔ مطبع صدیقی لاہور

الغرض تمام صحاح ستہ و مؤرخین کا اتفاق ہے کہ خلافت اصحاب ثلاثہ اجماعی ہے منصوص من اللہ نہیں۔ اگر نصی ہوتی تو جھگڑا نہ ہوتا۔ اس لئے حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان کو خلیفۃ اللہ یا خلیفہ رسول اللہ کہنا سراسر کذب و افترا ہے اور یہ حضرات اصحاب ثلاثہ جو خلیفہ کے لقب سے اپنا نام مشہور کرتے رہے وہ حق پر ہرگز نہ تھے۔

۱۶۔ جب خم غدیر میں بیعت مرتضوی کر چکے تھے تو وصایائے نبوی صلعم کو چھوڑ کر اور بیعت غدیر کو توڑ کر اور صریح احکام الٰہی سے منہ موڑ کر اپنی اجماعی خلافت قائم کرنا کہاں تک صداقت و دیانت ہے۔

۱۷۔ باغ فدک ورثۂ رسول چھین لیا گیا

مذہب سنی میں کتب احادیث و تواریخ سے ثابت ہے کہ جب جناب سیدہ معصومہ فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ صلعم نے بموجب حکم قرآن شریف مال میراث پدری اور خمس خیبر وغیرہ میں سے اپنا حصہ مانگا۔ تو حضرت ابوبکر نے قرآن شریف کے مقابلہ میں ایک مصنوعی حدیث پیش کر دی لا نورث ما ترکنا صدقۃ۔ لیکن افسوس کہ قرآن شریف سے سند نہ پکڑی حالانکہ جناب سیدہ معصومہ صلوات اللہ علیہا نے قرآنی دلائل پیش کئے۔ ۱۔ وورث سلیمان داؤد پ۱۹ النمل، ۲۔ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین۔ ۳۔ واعلموا انما غنمتم من شئی فان للہ

خمسہ والرسول ولذی القربےٰ (پ۱۰) ۲۔ ما افاء اللہ علی رسول من اہل القریٰ فللہ وللرسول ولذی القربےٰ (پ۲۸ حشر) مگر حضرت ابوبکر نے قرآن شریف کی ہرگز پرواہ نہ کی اور جناب سیدہ معصومہ کو میراث پدری و خمس سے محروم کر دیا۔ سنو!

ب۔ **حدیث فدک بخاری**۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا آنحضرت صلعم کی صاحبزادی نے کسی کو ابوبکر کے پاس بھیجا۔ وہ آنحضرت صلعم کا ترکہ مانگتی تھیں۔ ان مالوں سے جو اللہ نے آپ کو مدینہ اور فدک میں عنایت فرمائے تھے اور خیبر کے پانچویں حصہ میں سے جو بچ رہا تھا۔ ابوبکر نے یہ جواب دیا۔ کہ آنحضرت صلعم نے یوں فرمایا ہے لانورث ما ترکنا صدقۃ۔ ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم مال اور اسباب چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہے۔ البتہ اس میں شک نہیں کہ حضرت محمد صلعم کی اولاد اسی مال میں سے کھائے گی اور میں تو آنحضرت صلعم کی خیرات اسی مال پر رکھوں گا جیسے آنحضرت صلعم کی زندگی میں تھے اور جیسا آنحضرت صلعم کیا کرتے تھے۔ میں بھی ویسا ہی کرتا رہوں گا۔ غرض ابوبکر نے حضرت فاطمہ کو اس ترکہ میں سے کچھ دینا منظور نہ کیا اور حضرت فاطمہؑ کو ابوبکر پر غصہ آیا انہوں نے انکی ملاقات ترک کردی اور مرتے دم تک ان سے بات نہ کی وہ آنحضرت صلعم کے بعد صرف چھ مہینے تو زندہ رہیں جب انکی وفات ہوئی تو انکے خاوند حضرت علیؑ نے رات ہی کو دفن کر دیا۔ اور ابوبکر کو انکی وفات کی خبر نہ دی الخ (ملاحظہ ہو تیسیر الباری ترجمہ بخاری۔ کتاب المغازی پ۱۷ صہ۲۱ مطبع احمدی لاہور و پ۱۲ صہ۶۱۔ کتاب الجہاد والسیر۔ باب فرض الخمس و پ۱۲ صہ۱۰۱ صحیح مسلم معہ شرح نووی کتاب الجہاد والسیر باب الغنے صہ۹۱ و مطبوعہ صدیقی لاہور صہ۱۸۶۳/۱۸۶۴

ج۔ مسند احمد حنبل مصری جزو اول صہ۶۰۴ سطر ۹ مسند ابی بکر۔

د۔ سنن ابوداؤد مطبع صدیقی لاہور صہ۷۵ مفصل دیکھو ثبوت خلافت حصہ دوم۔

ہ۔ **غضب بتولؑ**

جب اللہ تعالیٰ نے پیارے رسول مقبول صلعم کی صاحبزادی خاتون جنت و قیامت سیدۃ النساء العالمین سیدہ معصومہ طاہرہ بتول صلوات اللہ علیہا نے دیکھا۔ کہ خلیفہ صاحب نے تخت خلافت پر بیٹھتے ہی

قرآن شریف پر عمل نہ کیا۔ اور آیات بینات کو قابل سند نہ سمجھا۔ انکی توہین کی۔ فمن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون کے حکم کو بھلا دیا اور انصاف کا خون کر دیا اور شریعت محمدیہ میں خلل ڈالا۔ اور یہ نئی بدعت جاری کر دی۔ کہ لڑکی کو اپنے باپ کی میراث سے محروم کر دیا۔ اور جناب رسول اللہ صلعم پر بہتان باندھا۔ قرآن کریم کے مقابلہ میں من گھڑت حدیث پیش کی اور جناب رسول مقبول صلعم کو بھی مخالف قرآن بنا دیا۔ تو بخاری کی راویہ جناب بی بی عائشہ فرماتی ہیں فغضب فاطمہؑ پس جناب زہرا بتول بنت رسول صلعم غصہ ہو گئیں اور جناب کا غصہ ہونا اللہ اور اس کے رسول مقبول صلعم کا غضبناک ہونا ہے۔ گویا حضرت ابوبکر نے اللہ اور اس کے رسول صلعم کو غصہ کیا۔

حدیث بخاری :مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ فاطمتہ بضعتہ منی فمن اغضبہا اغضبنی (بخاری کتاب المناقب۔ باب مناقب فاطمہ پ۱۴۔ ص۱۲۲) جناب فاطمہ میرا لخت جگر ہے جس نے اس کو غضبناک کیا اس نے مجھ کو غضبناک کیا۔ پس نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر نے اللہ اور اس کے رسول مقبول صلعم کو غضبناک کیا اور مخالفت قرآنی میں وہ مغضوب علیہ قرار پائے۔ مغضوب علیہ نہ خلیفہ رسول ہو سکتا ہے نہ مومن کامل فافہم وتدبر)

اظہارِ حق

کب بھلا جائز خلافت ہے وہ دین اللہ کی | جب نہ ملنے اس کو بیٹی خود رسول اللہ کی
کس طرح ابوبکر کی برحق خلافت جان لیں | فاطمہ ناخوش رہے اور ہم خلیفہ مان لیں

جب کہ برحق تھی خلافت حضرت صدیق کی
فاطمہؑ نے کیوں نہ اس کی عمر بھر تصدیق کی

۱۸۔ نہ اشٹام نہ گواہ قرضہ ہوا ادا، واہ صاحب واہ

حضرت ابوبکر نے بیت المال سے بغیر تحریری سند۔ بغیر گواہ کے حضرت جابر انصاری کو ڈیڑھ ہزار روپیہ دے دیا (دیکھو تیسیر الباری ترجمہ بخاری پ۱۴ ص۹۱) (کتاب المغازی

باب قصہ عمان والبحرین پ ۱ مد ۹۲ سطر ۹ مطبع احمدی لاہور۔

۱۹۔ داماد کو جاگیر بخش دی

حضرت زبیر کو مسلول نامی زمین کا خفیہ طور حضرت ابوبکر نے قبالہ لکھدیا۔ دیکھو کنز العمال مطبوعہ مصر جلد دوم مد ۱۸۹۔ حالانکہ حضرت زبیر کی یہ گذران تھی۔ کہ انکی بی بی یعنے جناب ابوبکر کی صاحبزادی اسماء صاحبہ دو میل سے گٹھلیاں سر پر لادکر لایا کرتی تھیں اور انکو کوٹ کر اونٹ کو کھلاتیں اور سائیسی کا خود کام کرتی تھیں (دیکھو المعلم ترجمہ صحیح مسلم مطبع صدیقی مد ۲۲۳)

۲۰۔ حضرت ابوبکر کی عنایت و پرورش سے حضرت زبیر کل جائداد پانچ کروڑ دو لاکھ کی چھوڑ دے (دیکھو تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری پ ۱۲ ص ۱۵۔ کتاب الجہاد والسیر باب برکتہ الغازی الخ)

نوٹ۔ مگر افسوس ہے کہ جناب ابوبکر نے جناب سیدہ معصومہ کو انکی حین حیات تک ایک کوڑی بھی نہ دی۔ انصاف انصاف۔

۲۱۔ بی بی عائشہ کی جائداد

کتاب تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور۔ کتاب الھبہ باب ھبہ الواحد للجماعتہ ص ۴۳ پ ۱ سطر اخیر پر ہے۔ اسماء بنت ابی بکر نے قاسم بن محمد بن ابوبکر اور عبداللہ بن ابی عتیق سے کہا۔ مجھے اپنی بہن عائشہ کے ترکہ میں سے غابہ میں کچھ جائداد ہاتھ آئی ہے۔ مجھے معاویہ اس کے بدل ایک لاکھ روپیہ دیتے تھے۔ میں نے نہیں بیچی۔ یہ جائداد تم دونوں لے لو۔

نوٹ۔ فرمایئے سنی صاحبان جناب رسالتمآب صلعم نے تو کوئی ترکہ۔ درہم و دینار و جائداد منقولہ وغیر منقولہ بقول آپ کے نہیں چھوڑا اور جو چھوڑا اس کو جناب ابوبکر نے صدقہ قرار دیا۔ تو جناب بی بی عائشہ کی اتنی جائداد کہاں سے نکلی۔ کونسی شرعی دلیل سے آپکے قبضہ میں تھی۔ اور خاندان رسالت صلعم اس رعایت سے کیوں محروم ہوا۔ حق تو یہ ہے کہ بعد وفات النبی صلعم اہلبیت رسالت صلعم پر طرح طرح کے ظلم و ستم ہوئے

خلیفہ رسول کہلا کر اولاد رسول صلعم سے نیک سلوک نہ کیا۔ انکو عوام الناس میں ملادیا۔ اور انکی حق تلفی کی۔ باغ فدک چھین لیا گیا۔ خلافت سے محروم ہوئے۔ خلافت کی طرف سے کوئی ماہواری تنخواہ مقرر نہ ہوئی۔ بلکہ الٹا عدم بیعت کے بہانہ سے حضرت ابوبکر کے حکم سے حضرت عمر نے رسول اللہ صلعم کے گھر کو آگ لگانے کی دھمکی دی۔ عجب مومن کامل دیندار۔ صدیق اصحاب تھے۔ ماشاء اللہ۔

۲۲۔ سادات کا خمس بند ہوا

مذہب سنی میں ہے کہ حضرت ابوبکر اپنی خلافت میں خمس اسی طرح تقسیم کرتے تھے جیسے رسول اللہ صلعم تقسیم کرتے تھے۔ مگر وہ رسول اللہ صلعم کے عزیزوں کو نہ دیتے تھے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلعم ان کو دیتے تھے (ملاحظہ ہو سنن ابوداؤد مترجم صفحہ ۵۳ صدیقی لاہور)

نوٹ۔ سنی مسلمانو۔ حنفی بزرگو۔ اہلحدیث دوستو۔ خوب غور سے سوچو آیا یہ عمل جناب ابوبکر کا صریح مخالف کتاب اللہ و سنت ہے یا نہ اور جو مسلمان ان کے مخالف ہو کیا وہ خلیفہ رسول و مومن کامل ہو سکتا ہے؟ ف۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ذوی القربےٰ ہم لوگ ہیں پر ہماری قوم نے نہ مانا۔ دیکھو المعلم ترجمہ صحیح مسلم مطبع صدیقی لاہور صفحہ ۱۹۷ سطر ۴۔

۲۳۔ حضرت ابوبکر کا سخت پروانہ جناب سیدہ معصومہ دختر رسول مقبولؐ کا گھر جلانا۔ مارشل لاء

تمام محدثین و مورخین اہلسنت والجماعت و اہلحدیث کا اتفاق ہے کہ حضرت ابوبکر نے جبریہ بیعت لینے کے واسطے حضرت عمر کو حکم دیا کہ حضرت علیؑ و جناب فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ صلعم کے مکان کو آگ لگا دو۔ اس سخت فرمان کی اس طرح تعمیل ہوئی۔ کتاب سنی تاریخ ابوالفداء مصری جلد اول صفحہ ۱۵۶ پر ہے کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر سقیفہ بنی ساعدہ کیطرف دوڑے گئے۔ پس عمر نے ابوبکر سے بیعت کر لی اور لوگوں نے ہجوم کیا اور بیعت

کرنے لگے یہ بیعت ربیع الاول ۱۱ھ کی عشرہ اوسط میں ہوئی۔ سوائے ایک جماعت بنی ہاشمؓ حضرت زبیرؓ۔ حضرت عقبہؓ بن ابی لہب۔ حضرت خالدؓ بن عاص۔ حضرت حضرت مقدادؓ بن عمر۔ حضرت سلمانؓ فارسی۔ حضرت ابوذر غفاریؓ۔ حضرت عمارؓ بن یاسر۔ حضرت براؓ بن عازب۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم اجمعین یہ تمام حضرت علی ابن ابیطالب علیہما السلام کی طرف رغبت رکھتے تھے۔ اسی طرح ابوبکر کی بیعت سے ابوسفیان اموی نے تخلف کیا۔ پھر ابوبکر نے عمر ابن الخطاب کو حضرت علی اور ان لوگوں کے پاس بھیجا۔ جو حضرت علی کیساتھ تھے کہ انکو جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا کے گھر سے نکال دی۔ اور حکم دیا کہ اگر تجھ سے انکار کریں تو انسے قتال کیجیو۔ پس عمر کسی قدر آگ لئے ہوئے آئے کہ گھر پھونک دیں۔ پس جناب فاطمۃ الزہراؑ صلوات اللہ علیہا عمر سے ملیں اور فرمایا اے خطاب کے بیٹے تم کدھر آئے ہو۔ آیا ہمارا گھر پھونکنے آئے ہو۔ عمر نے کہا ہاں میں اس لئے آیا ہوں۔ ورنہ جس امر میں امت داخل ہوئی ہے۔ تم بھی داخل ہوجاؤ۔ انتہی۔ یہ تمام واقعات اہلسنت کے مفصلہ ذیل کتب میں درج ہیں۔

۱۔ تاریخ عقد الفرید عبد البر جلد دوم ص ۱۷۶
۲۔ تاریخ ابن جریر طبری جلد سوم ص ۱۹۸
۳۔ تاریخ ابو الفدا جلد اول ص ۱۵۶ مصر۔
۴۔ روضۃ المناظرہ حاشیہ تاریخ کامل جلد ۱۱ ص ۱۱۳
۵۔ کتاب الامامت والسیاست جلد ۱ ص ۲۰
۶۔ مروج الذہب ذہبی ص ۱۵۹ حاشیہ کامل
۷۔ کتاب ملل و نحل شہرستانی جلد ۱ ص ۲۵
۸۔ کتاب استیعاب جلد اول ص ۳۴۵
۹۔ تحفہ اثنا عشریہ دہلوی ص ۲۹۲
۱۰۔ الفاروق شبلی نعمانی حصہ اول ص ۱۷
۱۱۔ کتاب حد تحقیق بمشرب سنی ص ۱۱
۱۲۔ کتاب المرتضے امرتسری ص ۴۵
۱۳۔ شرح ابن ابی الحدید جلد اول ص ۴۲
۱۴۔ کتاب سقیفہ جوہری۔
۱۵۔ منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند احمد حنبل جلد دوم ص ۱۷۴۔
۱۶۔ ڈیکلائیں اینڈ فال آف رومن ایمپائر جلد سوم ص ۵۱۹۔
۱۷۔ ایکسیز اوف محمد واشنگٹن اردنگ ص ۴
۱۸۔ تاریخ اسلام رد کلی صاحب ص ۸۴

۱۹۔ رسالہ خلافت مصنفہ جان ڈیون پورٹ صفحہ ۱۳۱
۲۰۔ ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ مقصد ۲ صفحہ ۲۲۶
۲۱۔ تاریخ ابوالفدا جلد اول صفحہ ۱۵۶
۲۲۔ تاریخ خمیس دیاربکری جلد دوم صفحہ ۱۶۹
۲۳۔ ہسٹری آف اسلام مطبوعہ جارج بیل لندن صفحہ ۸۴
۲۴۔ کتاب تاریخ مختصر الاول تاریخ واقدی
۲۵۔ ہسٹری آف سارا سنز صفحہ ۸۳
۲۶۔ تاریخ مختصر الاول ابوالفرح مسلطی

اس قدر شواہد کثیرہ کا انکار وہی کر سکتا ہے۔ جسکے دماغ میں فتور ہو۔ اور دشمن آل رسول مشہور ہو۔

نوٹ:۔ یہ واقعہ کتاب ثبوت خلافت حصہ دوم میں مفصل دیکھو۔

دوسرا ثبوت

قصد احراق بیت السیدہ و قتل کی دھمکی!

مذہب سنی کی کتاب الامامت و السیاست کے صفحہ ۱۳ جلد اول پر ہے۔ کیف کانت بیعتہ علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔ قال و ان ابا بکر تفقد قوماً تخلفوا من بیعتہ عند علی کرم اللہ وجہہ فبعث الیھم عمر فجاء فناداھم وھم فی دار علیؑ فابوا ان یخرجوا فدعا بالحطب و قال والذی نفس عمر بیدہ لتخرجن او لاحرقنھا علی من فیھا فیقل لہ یا اباحفص ان فیھا فاطمۃ الخ۔ ترجمہ:۔ حضرت ابوبکر نے ان لوگوں کی خبر دریافت کی۔ جو ان کی بیعت سے اختلاف کر کے حضرت علیؑ کے پاس جمع ہوئے تھے اور ان کے پاس عمر بن الخطاب کو بھیجا۔ جب کہ وہ حضرت علیؑ کے گھر میں تھے۔ عمر آئے اور ان کو آواز دی۔ انہوں نے باہر آنے سے انکار کیا تو عمر نے لکڑیاں منگوائیں کہا قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے۔ نکل آؤ۔ ورنہ میں اس

میں آگ لگا دوں اور ان لوگوں سمیت جو اس میں ہیں پھونک دونگا۔ پس کسی نے
کہا اسے ابوحفص (عمر) اس گھر میں تو فاطمہ ہیں۔ پس کہا عمر نے ہوا کریں
(پرواہ نہیں) تب وہ لوگ نکل آئے اور بیعت کرلی۔ لیکن علیؑ نہ نکلے۔ عمر نے
خیال کیا کہ علی نے قسم کھا رکھی ہے۔ کہ جب تک قرآن جمع نہ کروں گا (سوائے
وقت نماز کے) رداودوش پر نہ ڈالوں گا۔ بعدہٗ جناب فاطمہ دروازہ کے پاس کھڑی
ہوئیں اور کہا مجھے تم سے زیادہ بدتر قوم سے پالا نہیں پڑا۔ تم نے جنازہ رسول اللہ
صلعم کا ہمارے ہاتھوں میں چھوڑ دیا اور اپنے کام کی کتر بیونت میں لگ گئے۔ ہم
سے مشورہ بھی نہین لیا اور ہم کو ہمارا حق بھی نہیں دیا۔ پس آئے عمر ابوبکر کے پاس
اور کہا ابوبکر سے کیا آپ اس شخص (علیؑ) سے جو تمہاری مخالفت کرتا ہے بیعت
نہ لیں گے۔ پس کہا ابوبکر نے اپنے غلام قنفذ سے جا جا کر علیؑ کو میرے پاس بلا لا۔
پس قنفذ علیؑ کے پاس گیا۔ حضرت علیؑ نے کہا مطلب کیا ہے؟ قنفذ نے کہا آپکو
خلیفۂ رسول اللہ بلاتے ہیں۔ علیؑ نے کہا کس قدر جلدی تم لوگوں نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افترا (جھوٹ) باندھا ہے۔ قنفذ نے واپس آکر علیؑ کا پیغام
ابوبکر کو دیا۔ اس پر ابوبکر دیر تک روئے۔ پھر عمر نے دوبارہ کہا کہ تم اس متخلف
سے بیعت لینے میں دیر نہ کرو۔ تب ابوبکر نے قنفذ سے کہا کہ پھر دوبارہ جا اور جاکر
کہو۔ کہ آپ کو امیر المومنین بلاتے ہیں۔ قنفذ نے جاکر یہ پیغام علی سے کہا پس
علیؑ نے باآواز بلند یعنی ناراض ہوکر فرمایا۔ سبحان اللہ! کیا اچھا دعوےٰ ہے۔
(امیر المومنین ہونے کا) جسکا مطلق اسے (ابوبکر) کو حق نہیں ہے۔ قنفذ واپس
آیا اور علی کا پیغام پہنچایا۔ یہ سنکر ابوبکر روئے پھر عمر اٹھے۔ اور انکے ساتھ ایک
جماعت بھی چلی۔ یہاں تک کہ دروازہ جناب فاطمہؑ پر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا
جب جناب فاطمہؑ نے ان لوگوں کی آوازیں سنیں تو بہت زور سے چلانے اور
واویلا کرنے لگیں رو رو کر فرماتی تھیں۔
اے آبا جان! اے رسول اللہ! (اپنی بیٹی کی خبر لیجئے) ہم آپ کے

بعد ابن الخطاب (عمر) اور ابن قحافہ (ابوبکر) کے ہاتھوں یہ کیا مصیبتیں اٹھائے ہیں۔ جس وقت لوگوں نے حضرت فاطمہؑ کی فریاد و زاری سنی روتے ہوئے الٹے پھر گئے اور آنحالیکہ دل انکے دردمند تھے اور جگر شق ہوئے جاتے تھے البتہ عمر اور ان کے ہمراہی وہیں ٹھہرے رہے پس انہوں نے علی کو نکالا اور پکڑ کر ابوبکر کے پاس لے گئے اور کہا کہ بیعت کرو۔ علیؑ نے کہا کہ اگر بیعت نہ کروں تو کیا ہوگا جواب دیا کہ قسم ہے خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اس صورت میں ہم لوگ تمہاری گردن مار دینگے۔ آپ نے فرمایا۔ تو ایک بندۂ خدا اور رسول اللہ کے بھائی کا خون کرو گے؟ عمر نے کہا بندۂ خدا تو خیر۔ مگر رسول کا بھائی غلط۔ اور ابوبکر چپکے بیٹھے سنا کئے۔ تب عمر نے ان سے کہا۔ کیوں ان کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیتے؟ پس ابوبکر نے کہا کہ جب تک فاطمہؑ ان کے پہلو میں ہیں میں اپر کسی معاملہ میں جبر نہیں کر سکتا۔ پس علیؑ قبر رسول اللہؐ پر تشریف لے گئے اور نالہ و فریاد کرنے لگے۔ رو رو کر کہتے تھے اے بھائی! (اے رسول اللہؐ میری خبر لیجیو!) اس قوم نے مجھے مجبور و لاچار بے بس کر دیا اور میرے قتل پر آمادہ ہو گئی۔ پس کہا عمر نے ابوبکر سے آؤ فاطمہ کے پاس چلیں۔ کیونکہ تحقیق ہم نے اسے غضبناک کیا ہے۔ پس وہ دونوں جناب فاطمہؑ کے مکان پر آئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ مگر حضرت فاطمہؑ نے انہیں اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ پس علیؑ کے پاس آئے اور انسے دونوں نے باتیں کیں۔ علیؑ ان دونوں کو فاطمہؑ کے پاس لائے۔ جب وہ انکے پاس آکر کھڑے ہوئے تو جناب فاطمہؑ نے اپنا منہ دیوار کی طرف پھیر لیا۔ انہوں نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کیا۔ حضرت فاطمہؑ نے سلام کا جواب نہ دیا۔ پس ابوبکر نے کہا اے حبیبہ رسول اللہؐ ہم نے تمہارے باپ رسول اللہ کی میراث اور تمہارے شوہر کے بارہ میں تم کو غضبناک کیا ہے پس جناب فاطمہؑ نے فرمایا یہ کیا بات ہے کہ تیرے اہل تو تیری میراث پائیں اور ہم محمدؐ کی میراث سے محروم رہیں۔ ابوبکر بولے داللہ نبیؐ کی قرابت میرے نزدیک میری

قرابت سے زیادہ محبوب ہے اور تم مجھے میری بیٹی عائشہ سے زیادہ ہو اور جس روز آپکے باپ کا انتقال ہوا ہے میں چاہتا تھا۔ کہ آپ کے بعد زندہ نہ رہتا کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ میں تمہاری وراثت کو روکتا ہوں۔ جو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کو پہنچتی ہے۔ حالانکہ میں آپکے اور آپکے فضل و شرف اور بزرگی سے بخوبی آشنا ہوں۔ لیکن بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے۔ فرماتے تھے۔ کہ ہمارا ورثہ نہیں ہوتا جو ہم چھوڑتے ہیں۔ وہ صدقہ ہوتا ہے۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ میں تم رسول اللہ کی ایک حدیث بیان کروں؟ اسے پہچانو گے؟ اور اس پر عمل کرو گے؟ ابوبکر و عمر بولے۔ ضرور عمل کرینگے۔ پس حضرت سیدہ فاطمہؑ نے فرمایا۔ میں تم دونوں کو قسم دیکر پوچھتی ہوں۔ کیا تم دونوں نے نبی صلعم کو یہ فرماتے نہیں سنا؟ کہ رضائے فاطمہؑ میری رضا ہے اور غصہ فاطمہؑ میرا غصہ ہے پس جس کسی نے میری بیٹی فاطمہؑ سے محبت کی۔ اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے فاطمہؑ کو غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا۔ ابوبکر و عمر دونوں نے کہا۔ ہاں بیشک! ہم نے ایسا ہی رسول اللہ سے سنا ہے تب فاطمہؑ نے فرمایا میں خدا اور فرشتوں کو گواہ کرتی ہوں کہ تم نے مجھے ضرور غضبناک کیا۔ اور راضی نہیں کیا۔ میں جب نبی صلعم سے ملاقات کرونگی۔ تم دونوں کی شکایت انسے کرونگی۔ تب ابوبکر نے کہا پناہ بخدا! پھر رونے لگ گئے۔ حتےٰ کہ دم گھٹنے لگا۔ لیکن حضرت فاطمہؑ یہی کہتی گئیں۔ کہ قسم خدا کی جو نماز پڑھونگی اس میں تیرے لئے بددعا کرتی رہونگی۔ پس ابوبکر روتے ہوئے نکلے اور لوگ انکے پاس جمع ہوئے۔ پس ابوبکر نے انسے کہا۔ تم سب لوگ اپنے اہل وعیال میں مسرور اپنی زوجہ کیسا تھ معانقہ میں رات گذارتے ہو اور مجھ کو اس مصیبت اور آفت میں چھوڑ دیا ہے۔ مجھے تمہاری بیعت کی حاجت نہیں۔ میری بیعت توڑ دو۔ وہ بولے اے خلیفہ رسولؐ! یہ امر استقامت پذیر نہ ہوگا اور آپ اس بات کو ہم سے بہتر جانتے ہیں۔ کہ اگر یہ نہ ہوگا تو دین خدا قائم نہ رہیگا۔ پس ابوبکر نے کہا! واللہ اگر یہ بات نہ ہوتی اور اس گردن سے ڈھیلا پڑجانے کا اندیشہ نہ ہوتا۔ تو میں ایک رات

بھی کسی مسلمان کی آ(ن) دن میں اپنی بیعت نہ رکھتا۔ بعد اس کے چھ مہینے فاطمہؑ سے سنا ہے اور جو کچھ انکا حال دیکھا ہے۔ راوی کہتا ہے پس جناب علیؑ نے ہرگز بیعت نہیں کی جب تک کہ حضرت فاطمہؑ فوت نہ ہوگئیں (تمام ہوا ترجمہ کتاب الاسنہ والسیاست)

پنجمؔ بات

جناب حافظ و مولوی ڈپٹی نذیر احمد صاحب دہلوی مشہور عالم سنی اپنی کتاب رویائے صادقہ صفحہ ۱۵۳ پر تحریر کر گئے ہیں۔

جو شخص سب سے زیادہ پیغمبر صاحب کی وفات سے متاذی ہوا۔ وہ جناب فاطمہؑ تھیں والدہ پہلے انتقال فرما چکی تھیں۔ اب ماں باپ دونوں کی جگہ پیغمبر صاحب تھے اور باپ بھی کیسے باپ دین و دنیا کے بادشاہ۔ ایسے باپ کا سر پر سے اٹھ جانا اس پر حضرت علیؑ کا خلافت سے محروم ہونا نمک پر جراحت ترکہ پدری باغ فدک کا دعوے کرنا اور مقدمہ کا ہار جانا کسی دوسرے کو ایسے پے بہ پے صدمات پہنچتے تو وہ زہر کھا کر مر جاتا۔ مگر ان کے صبر و ضبط ان ہی کیسا تھ تھے۔ پھر بھی ان ہی رنجوں میں گھل گھل کر چھ ہی مہینے کے اندر اندر انتقال فرما گئیں۔ اور جتنے دن زندہ رہیں ان لوگوں سے جنہوں نے انکو رنج دیئے تھے نہ بولیں اور نہ بات کی۔ یہاں تک کہ ان لوگوں کو اپنے جنازہ پر آنے کی بھی منا ہی کر دی۔ اور شب کیوقت مدفون ہوئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون مانا کہ انکا غصہ کسی قدر بیجا بھی ہوتا۔ تاہم انکے باپ کے حقوق کیا چاہتے تھے جناب فاطمہؑ کے دل غمزدہ کو خوش کرنے کے لیئے جناب علیؑ کو اگر وہ اہل بھی نہ تھے۔ برائے نام خلافت دیدی ہوتی اور آپ انتظام کیا ہوتا۔ مگر خلافت تو کون دیئے دیتا تھا مگر باغ فدک کے دیدینے میں کونسی قباحت تھی۔ غاتیًا ما فی الباب حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نورث ولا نرث ما ترکنا صدقۃ کے خلاف ہوتو ہو تو گناہ اگر ہوتا تو جناب فاطمہؑ کو ہوتا کہ سیدانی ہو کر صدقہ کھاتیں۔ سخت افسوس کی بات ہے کہ اہلبیت نبوی صلعم کو پیغمبر صاحب کی وفات کے بعد ہی ایسے نا ملائم اتفاقات پیش آئے نہ کہ وہ ادب اور لحاظ ہونا چاہیئے تھا اس میں ضعف اور شدہ شدہ منجر ہوا اس ناقابل برداشت واقعہ کربلا کی طرف جسکی نظیر تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔ وہ ایسی

نالائق حرکت مسلمانوں سے ہوئی ہے۔ کہ اگر سچ پوچھو تو دنیا میں منہ دکھانے کے قابل نہیں ہے۔ ہم کو تو اس واقعہ کا خیال کر کے کہ وہ یہود کا فلم تقتلون انبیاء اللہ من قبل ان کنتم مومنین۔ یاد آ جاتا ہے انتہیٰ بلفظہ۔

نوٹ۔ تمام سنی مسلمان اور گریجویٹ نوجوان حافظ صاحب کی تحریر کو غور سے پڑھیں اور حضرات شیخین کے اہلبیت نبوت سے سلوک کو خیال کریں۔ کہ بعد وفات النبی صلعم آیا انکو یہ فعل شایاں تھا۔ سچ ہے جن صحابہ نے جناب سرور عالم صلعم کو زندگی میں ستایا انکی بی بی عائشہ پر زنا کا بہتان لگایا حضور انور صلعم کو کلمہ ہذیان سنایا۔ وادی عقبہ میں قتل کرنا چاہا۔ آپ کو تقسیم غنائم میں چور بنایا۔ اگر وہ لوگ بعد وفات النبی صلعم جناب سیدہ معصومہ زکیہ خاتون جنت کے مکان کو آگ لگائیں تو کچھ بعید نہیں ہر ایک کلمہ گو صاحب ایمان مسلمان کا اس واقعہ ہوشربا سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔

اظہار حق سید زینے صاحب قبلہ

وہ مکان جس کا فرشتوں پہ ہو واجب احترام وہ مکان وحی خدا آتی رہی جس میں مدام۔
وہ مکان نازل ہو قرآن جس میں صبح و شام وہ مکان بھیجے جہاں اللہ خود اپنا سلام
وہ مکان جو رحمت رب ہو زمانہ کے لئے
آئیں اصحاب نبیؐ اس کو جلانے کے لئے

فاطمہ غمگیں ہیں بابا کی ماتمدار ہیں لوگ ان سے طالب بیعت بصد تکرار ہیں
کیا یہی اصحاب پاک احمد مختار ہیں جو نبی کا گھر جلانے کے لئے تیار ہیں
کیا ہی حق سمجھا مسلمانوں نے اس درگاہ کا
خوب بیٹی کو دیا پرسا رسول اللہؐ کا

۲۴۔ حضرت مالک رضؓ بن نویرہ کا قتل

مذہب سنی میں ہے کہ حضرت ابوبکر نے حضرت مالک بن نویرہ صحابی (محب خاندان رسالت صلعم) کو اور اس کے گاؤں کے مسلمانوں

کو انکار زکوٰۃ پر قتل کرا دیا اور انکو اہل ردت۔ مرتدین اسلام قرار دیا اور خالد بن ولید صحابی نے اس کی خوبصورت عورت سے بلا عدت گذرنے کے جماع کیا۔ جناب علی المرتضےٰ علیہ السلام اور حضرت عمر نے فرمایا کہ خالد نے زنا کیا ہے۔ اس کو سنگسار کرنا چاہئے مگر حضرت ابوبکر نے نہ مانا (دیکھو تاریخ ابو الفدا جلد اول ص ۱۶۶۔ واشنگٹن ارونگ کی لائف آف محمدؐ اور سکسر زآف محمد ص ۵ طبری جلد اول ص ۴۶۴) ف۔ یہ اسلام میں خلافت اول کا پہلا واقعہ ہے کہ مسلمان صحابی بلاوجہ قتل کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ کا کہیں حکم نہیں کہ جو زکوٰۃ نہ دے وہ قتل کیا جائے اگر یہ حکم قرآنی ہے۔ تو ہندو پنجاب میں لاکھوں مسلمان تارک الزکوٰۃ مرتد اور واجب القتل ہیں اور جو لوگ تارک الصلوٰۃ والصوم میں آیا وہ بھی مرتد اور واجب القتل ہیں یا نہ۔ یہ خون ناحق جناب ابوبکر کے نامۂ اعمال میں شامل ہوا۔ اور مسلمانوں کے قتل کا رواج خلیفہ اول سے شروع ہوا۔ یہ واقعہ قتل حضرت ابوبکر کے ایمان پر کافی روشنی ڈالتا ہے۔ زیادہ دیکھو روضۃ الاحباب جلد دوم ص ۳۷ مطبوعہ الہ آباد۔

۲۵۔ بدعات و احداث ابوبکر

سب سے اول آپ کو خلیفۂ رسول صلعم کہا گیا۔ سب سے اول ان ہی نے قرآن جمع کیا۔ دو ہزار پانسو درہم آپ کی تنخواہ بیت المال سے سالانہ مقرر ہوئی (تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۴ و روضۃ الاحباب جلد دوم ص ۳۵۔

ب۔ حضرت ابوبکر نے فجاء سلمی مسلمان کو آگ میں ڈال کر جلایا اور مرتے دم تک کلمہ شہادت پڑھتا رہا (تاریخ اسلام جلد دوم۔ باب دوم ص ۳۳)

ج۔ اپنی وفات کے وقت حضرت ابوبکر خلاف کتاب اللہ و سنت و بغیر اجماع مسلمین باوجود انکار صحابہ کبار حضرت عمر کو تحریری وصیت سے اپنا جانشین و خلیفہ مقرر کر گئے (شرح عقاید ص ۹۴۔ تاریخ الخلفا سیوطی زمیندار پریس لاہور ص ۴۲ سطر ۲۰ ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ مقصد اول ص ۳۱۴۔ الفاروق شبلی نعمانی حصہ اول ص ۴۹ تاریخ الاسلام دہلوی ص ۱۲ جلد دوم۔ تاریخ طبری جلد چہارم ص ۵۱۔ کتاب الامامت والسیاست

ص۳۳ ص۴۴۔ مسند احمد حنبل جلد اول مطبوعہ مصر ص۲۷۔ تاریخ خمیس جلد دوم ص۱۷۱ مطبوعہ مصر۔ کنز العمال جلد سوم ص۱۲۶۔ روضۃ الاحباب جلد ۲ ص۴۳)

وظائف

حضرت ابوبکر کا وظیفہ علاوہ لباس و دیگر ضروریات خانگی کے آدھی بکری کا گوشت روزانہ اور ڈھائی ہزار درہم سالانہ بیت المال سے وظیفہ مقرر ہوا (روضۃ الاحباب جلد دوم ص۲۵ نول کشور ص۴۳۔ ابین آبادی۔ تاریخ الخلفا سیوطی مطبع صدیقی لاہور ص۴۸۔ اولیات ابوبکر)

ہ۔ بی بی عائشہ کا وظیفہ بارہ ہزار درہم اور دیگر امہات المومنین کا وظیفہ دو ہزار درہم مقرر تھا۔ روضۃ الاحباب جلد اول ص۴۲ نول کشور۔ صواعق محرقہ باب اول فصل پنجم

و۔ جب ابوبکر خلیفہ ہوئے تو کہنے لگے میری قوم والوں کو معلوم ہے۔ کہ میں اپنا پیشہ کر کے اپنے گھر والوں کی روٹی بخوبی پیدا کر لیتا تھا۔ اب میں مسلمانوں کے کام میں مشغول رہوں گا۔ تو ابوبکر کے گھر والے بیت المال سے کھائیں گے الخ (تیسیر الباری ترجمہ بخاری کتاب البیوع پ ۸ ص۹۰ باب کسب الرجل وعملہ بیدہ مطبع احمدی لاہور) اور تاریخ الخلفا سیوطی مطبع صدیقی لاہور ص۴۸ سطر ۹)

نوٹ۔ حضرات اہل تسنن عجیب انصاف ہے کہ حضرت ابوبکر تو جناب رسول اللہ کی ملکیت اور خلافت کے بیت المال سے خوراک و پوشاک و سالانہ وظیفہ کھائیں مگر دختر رسول مقبول صلعم اپنی پدری وراثت سے محروم رہ جائیں۔

۲۶۔ ایمان ابوبکر

کشف المغطا عن کتاب الموطا مطبع صدیقی لاہور ص۳۰۱ پر ہے۔ ابو النضر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے جنگ احد کے شہیدوں کے لئے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنکا میں گواہ ہوں۔ حضرت ابوبکر نے کہا۔ یا رسول اللہ ہم انکے بھائی نہیں ہیں مسلمان ہوئے ہم جیسے مسلمان ہوئے وہ اور جہاد کیا ہم نے جیسے انہوں نے جہاد کیا۔ آپ نے فرمایا ہاں مگر مجھے یہ معلوم نہیں کہ بعد میرے کیا کرو گے (ولا ادری ما تحدثون بعدی) تو حضرت ابوبکر رونے لگے اور فرمایا کیا ہم زندہ رہیں گے بعد آپ کے انتہیٰ (ب) دیکھو

کتاب المغازی للواقدی غزوۂ احد صفحہ ۱۰۲)

۲۷۔ شرکِ خفی

تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۲۲۹ بہ حوالہ کتاب لاجواب فلک النجاۃ فی الامامۃ والصلوٰۃ اور ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ مقصد اول صفحہ ۱۹۹ پر حضرت معقل بن یسار نے کہا۔ کہ میں ابوبکر کے ہمراہ جناب رسول اکرم صلعم کی خدمت میں گیا۔ آپ نے فرمایا اے ابوبکر شرک تمہارے درمیان چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ باریک چلتا ہے۔ ابوبکر نے کہا کیا شرک وہ نہیں جس نے اللہ تعالیٰ کے سوائے دوسرا کوئی معبود بنایا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا تیری ماں تجھ پر روئے ثکلتک امک اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے پنجۂ قدرت میں میری جان ہے۔ شرک چیونٹی کی چال سے بھی باریک چلتا ہے۔ کیا میں تم کو ایسی دعا نہ سکھاؤں کہ جب تو پڑھے تو شرک تھوڑا ہو یا زیادہ۔ تجھ سے دور ہو جائے فرمایا کہہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشِّرْكِ بِكَ وَاَنَا اَعْلَمُ الخ

ج۔ درمنثور سیوطی جلد ۴ صفحہ ۵۴۔ کنز العمال جلد دوم صفحہ ۹۷ و ۹۹ حیوٰۃ الحیوان جلد دوم صفحہ ۳۲۰۔

۲۸۔ شیطانی غلبہ

امام حسن بصری کہتے ہیں۔ کہ جب حضرت ابوبکر سے لوگ بیعت کر چکے تو آپ نے فرمایا میں نے خلافت کو قبول کر لیا ہے۔ مگر میں اس کے نا قابل ہوں اگر کوئی دوسرا شخص اس کو سنبھال لے تو بہت ہی بہتر ہوگا اگر تم نے یہ تکلیف مالایطاق مجھے دی ہے۔ تو میری اس وقت تک تابعداری کرو کہ جب تک میں سنت رسول اللہ صلعم پر چلوں اور جہاں میرا قدم ڈگمگا تا دیکھو مجھے ملامت کرو شیطان مجھ پر بھی غالب ہے (ب) آپ نے فرمایا اگر کوئی دوسرا شخص کاروبار خلافت کو چلا سکے۔ تو اس کو خلیفہ بنا دو۔ مجھ سے یہ بار نہیں اٹھایا جاتا۔ کیونکہ آخر میں معصوم نہیں ہوں اور شیطان مجھ پر بھی مسلط ہے (تاریخ الخلفاء سیوطی سنی مطبع صدیقی لاہور صفحہ ۳۶ سطر ۹ و سطر ۱۶) صاف ثابت ہے کہ آپ نصی خلیفہ نہ تھے۔ ورنہ یہ انکار کیوں۔

۲۹۔ دل سخت ہوگیا

چند اہل یمن کے لوگ حاضر ہوئے اور قرآن شریف کو سنکر بہت روئے اور حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ ہمارا بھی یہی حال تھا۔ لیکن بعد میں دل سخت ہوگیا (تاریخ الخلفاء سیوطی سُنی مطبع صدیقی لاہور صفحہ ۱۵ سطر ۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم ایاتہ زادتھم ایمانا و علی ربھم یتوکلون (پ ۹) ایماندار تو وہی لوگ ہیں کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں اور جب انکو اس کی آیتیں پڑھکر سنائی جاتی ہیں۔ تو انکے ایمان کو اور بڑھا دیتے ہیں اور وہ اپنے مالک پر بھروسہ کرتے ہیں۔ سنی مسلمانو۔ اللہ تعالیٰ کی کلام اور حضرت ابوبکر کے دل کا مقابلہ کرلو۔

نتیجہ

حضرات ناظرین با تمکین آپ جناب ابوبکر کے ان حالات اور خلافت کے واقعات و احداث مختصراً کو مدنظر رکھ کر انصاف فرماویں کہ وہ مذہب سُنی کی کتابوں کی رو سے کس طرح افضل الناس۔ مجاہد۔ قطعی بہشتی۔ خلیفہ رسول صلعم اور صدیق ہوسکتے ہیں۔ جب تک ان تمام کتابوں کو نہ جھٹلایا جائے۔ تب تک اہلسنت والجماعت کا دعوے ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا ٭

باب سوم

حضرت عمر کا ایمان

۱۔ زمانۂ جاہلیت مذہب سنی میں ہے کہ حضرت عمر زمانۂ جہالت میں اسلام کے سخت دشمن تھے لبینہ بیچاری ایک کنیز تھی۔ حضرت عمر اس بیکس کو مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے تھے۔ میں نے تجھ کو رحم کی بنا پر نہیں۔ بلکہ اس وجہ سے چھوڑ دیا ہے کہ تھک گیا ہوں وہ نہایت استقلال سے جواب دیتیں۔ کہ اگر تم اسلام نہ لاؤ گے تو خدا اس کا انتقام لے گا۔ ملاحظہ ہو سیرۃ النبی علامہ شبلی نعمانی جلد اول صـ۱۶۹۔

ب۔ سعید بن زید کو بھی سزا دی (بخاری مترجم پ۱۵ صـ۳۸۔ احمدی)

۲۔ سـ۶ بعثت النبی صلعم میں حضرت عمر ابن الخطاب ایمان لائے۔ مگر انکی تیزی طبع سے آنحضرت صلعم کے مشکلات و مصائب زیادہ بڑھ گئے کہ حضور انور صلعم کو محصور رہنا پڑا۔ تین سال تک شعب ابی طالب میں بنو ہاشم نے پتے کھا کھا کر گذارہ کیا اور بچے بھوک سے روتے تھے تو باہر آواز آتی تھی۔ قریش سن سنکر خوش ہوتے۔ تو شعب ابیطالب کے محاصرہ میں حضرت ابوبکر و حضرت عمر نے کونسی مالی امداد دی۔ (حالات شعب ابیطالب دیکھو تاریخ الاسلام علامہ عباسی صـ۷۳۔ خلاصۃ الکلام صـ۵۵۔ سیرۃ النبی علامہ شبلی نعمانی جلد اول صـ۱۸۱ ۱۶۹ روضۃ الاحباب جلد اول صـ۹۵۔ نول کشور۔

۳۔ خاندانی حیثیت ۔ ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ فارسی مقصد دوم

ذ ۱۸۱ سطر ۹ پر ہے۔ کہ عمرو بن العاص صحابی اور وزیر اعظم معاویہ بن ابو سفیان و حاکم مصر نے کہا۔ اللہ تعالےٰ اس دن پر لعنت کرے جس دن مجھے عمر ابن خطاب کا محکوم ہونا پڑے۔ خدا کی قسم میں نے خود عمر اور اس کے باپ خطاب کو دیکھا ہے۔ کہ ان دونوں باپ بیٹے کے اوپر ایک قطران ٹاٹ کی چادر ہوتی تھی۔ جو ان دونوں کو صرف گھٹنوں تک ڈھانکتی تھی اور دونوں کے سر پر لکڑیوں کا گٹھا دھرا رہتا۔ حالانکہ میرا باپ عاص بن وائل قیمتی لباس پہنا کرتا تھا۔ الی آخرہ۔

۴۔ اسلام عمر

ابو یعلی۔ حاکم۔ بیہقی نے انس سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر تلوار لٹکا کر باہر نکلے تاکہ سیدنا محمد رسول اللہ صلعم کو قتل کریں۔ ایک شخص نے اس کو کہا کہ پہلے اپنی بہن اور بہنوئی کو قتل کر۔ وہ کہ وہ مسلمان ہو گئی ہیں۔ واپس ہو کر دونوں کو خوب مارا اور پیٹا اور پھر مسلمان کیا اور وہاں سے چلا کر جہاں سرورِ عالم صلعم تشریف رکھتے تھے چلا گیا۔ دیکھا کہ حضرت امیر حمزہ و طلحہ اور بہت سے اور لوگ گھر میں بیٹھے ہیں۔ حضرت امیر حمزہ نے فرمایا کہ یہ عمر ہے اگر اللہ تعالےٰ نے اس کی بھلائی چاہی تو وہ مسلمان ہو جائے گا۔ ورنہ اس کا قتل کرنا مجھ پر آسان ہے۔ نزول وحی کے بعد جناب رسالتمآب صلعم اپنے حجرہ شریفہ سے باہر تشریف لائے اور عمر کو دیکھا کہ تلوار لٹکائے ہوئے ہے فرمایا اے عمر کیا تو ایمان نہیں لائے گا جب تک اللہ تعالیٰ وہی فضیحت اور عقوبت تجھ پر نازل نہ کرے جیسے ولید بن مغیرہ پر نازل فرمائی۔ اس وقت عمر نے کلمہ شہادت پڑھا (صواعق محرقہ فصل ۔ ہی مطبع محمدی لاہور صفحہ ۱۹۴/۱۹۵ حاشیہ بخاری مترجم صفحہ ؟ تاریخ الخلفا علامہ جلال الدین سیوطی مطبع صدیقی لاہور صفحہ ۵۷ تاریخ خمیس دیار بکری۔

ف۔ حضرات اہل السنن غور فرمایئے حضرت عمر کا اسلام لانا تصدیق قلبی و معرفت نبوت و حقانیت سے نہ تھا۔ بلکہ وہ زر کے لالچ کے مارے جناب سرور

عالم صلعم کو قتل کرنے گئے تھے آگے جناب امیر حمزہ علیہ السلام جنگ بہادر۔ غازی شیر خدا کو دیکھا اور جناب رسول اللہ صلعم کے رعب سے مرعوب ہو کر ولید بن مغیرہ کی عیوب سنکر ایمان لائے۔ قرآن گواہی دیتا ہے۔

سورہ ن والقلم میں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ولا تطع کل حلاف مھین ھما زمشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذالک زنیم (پ ۲۹ القلم)

ترجمہ۔ اور تم کسی ایسے نابکار کے کہے میں بھی نہ آجانا جو بہت قسمیں کھاتا ہے۔ اور آبرو باختہ ہے۔ لوگوں پر آوازے کسا کرتا ہے۔ ادھر ادھر کی چغلیاں لگاتا پھرتا ہے۔ اچھے کاموں سے لوگوں کو روکتا رہتا ہے۔ حد بندگی سے بڑھ گیا ہے۔ بد ہے اکھڑ ہے اور ان عیوب کے علاوہ بد اصل بھی ہے۔

۵۔ اسلام عمر ابن الخطاب

صحیح بخاری مترجم مطبع احمدی لاہور کتاب المناقب۔ باب اسلام عمر ابن الخطاب

پ ۱۵ حدیث ۳۴ پر ہے۔ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے۔ کہ حضرت عمر ڈرے ہوئے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ابو عمرو عاص بن وائل سہمی ایک دوری اور چادر اور ایک ریشمی کرتہ کا جوڑا پہنے ہوئے انکے پاس آیا۔ وہ بنی سہم کے قبیلے سے تھا۔ جو جاہلیت کے زمانہ میں ہمارے حلیف تھے۔ اس نے کہا عمر تمہارا کیا حال ہے۔ کیوں آزردہ ہو۔ انہوں نے کہا تیری قوم بنی سہم کے لوگ کہتے ہیں۔ اگر میں مسلمان ہوا تو وہ مجھ کو مار ڈالیں گے عاص نے کہا وہ تیرا کچھ بگاڑ نہیں سکتے عاص کے ایسا کہنے پر مجھ کو اطمینان ہوا۔ پھر عاص باہر نکلا۔ دیکھا تو میدان لوگوں سے بھر گیا ہے۔ عاص نے پوچھا۔ کیوں کہاں کا قصد ہے۔ انہوں نے کہا خطاب کے بیٹے کی خبر لینے کو جاتے ہیں۔ جسنے اپنا دین بدل ڈالا۔ عاص نے کہا۔ دیکھو تم عمر کو مت ستاؤ یہ سنتے ہی لوگ لوٹ گئے انتہیٰ کلامہ

دوسری حدیث بخاری

عبداللہ ابن عمر نے کہا۔ جب عمر اسلام لائے تو کافروں نے انکے گھر پر دنگہ

کیا وہ کہہ رہے تھے کہ عمر نے اپنا دین بدل ڈالا۔ اس وقت لڑکا تھا چھت پر بیٹھا تھا اتنے میں ایک شخص ریشمی جبّہ پہنے ہوئے آیا اور لوگوں سے کہنے لگا۔ اچھا عمر نے اپنا دین بدل ڈالا تو پھر تم کو کیا۔ تم کیوں دنگہ کرتے ہو یہ سمجھ رکھو عمر میری پناہ میں ہے عبداللہ کہتے ہیں۔ اس کی یہ بات سنتے ہی لوگ پھوٹ گئے میں نے والد سے پوچھا یہ کون شخص ہے انہوں نے کہا عاص بن وائل سہمی ہے (بخاری مترجم پ۱۵ ۔ صـ۳۹)

نوٹ ۔ صحیح بخاری کا یہ واقعہ اسلام حضرت عمر ۔ اہلسنت کی اس افسانہ کو جھٹلاتا ہے کہ حضرت عمر کے اسلام لانے سے مکہ معظمہ میں اسلام کو طاقت حاصل ہوئی اور جناب رسالتمآب صلعم نے علانیہ خانہ کعبہ میں نماز پڑھی اور زور سے بانگ دی گئی یہ تمام سنیوں کے بنادٹی قصے اور چڑیا کی کہانی ہے اور معاویہ شاہی کی تقلید میں فضائل مرتضیٰ کو مٹانے کی ٹھانی ہے بخاری کا فقرہ ہونی الدار خائفا صاف بتلا رہا ہے کہ حضرت عمر اپنی جان بچا کر گھر میں گھس رہے اور عاص بن وائل (اپنے ماموں ابوجہل) کی پناہ میں رہے ۔ اگر کہیں آپ کے اسلام سے اسلام کو عزت ملی تو جناب رسول اللہ صلعم نے کفار و مشرکین کے خوف و ڈر سے ہجرت کیوں کی اور تین دن تک غار میں کیوں چھپے رہے۔ آپ کو اور آپ کے صحابہ کو کیوں تکالیف ہوئیں ۔ آپ کی پیٹھ مبارک پر کیوں اوجھری ڈالی گئی ۔ آپ کا گلا کیوں گھونٹا گیا تین سال تک شعب ابی طالب میں کیوں محصور رہے ۔ آپ کا مال و متاع کیوں چھینا گیا ۔ ملک حبش کی طرف حضرت جعفر طیار علیہ السلام اور صحابہ کبار کو کیوں ہجرت کرنے کا حکم دیا حضرت عمر جناب رسول اللہ ص کو چھوڑ کر مدینہ منورہ کی طرف کیوں کوچ کر آئے اور جناب رسالتمآب صلعم کی حفاظت میں کیوں نہ رہے اور کفار کی شر و فتنہ کو کیوں دور نہ کیا ۔ سنی مسلمانو ۔ حضرت عمر کی فرضی بہادری و شجاعت جاہل مسلمانوں کو سنا کر خوش نہ کیا کرو اگر حضرت عمر ایسے بہادر تھے تو جناب رسول اکرم صلعم کے ہمرکاب رہتے۔

۷ ۔ درشتی و سختی و اخلاق عمر

سنی مذہب میں ہے کہ عورتوں

تک حضرت عمر کو انت افظ و اغلظ - تم سخت - اکھڑ - اوجڈ درشت و تندخو
آدمی ہو - کہا کرتی تھیں - (بخاری مترجم پ ۱۳ صفحہ ۳۰ - کتاب بدء الخلق احمدی
پریس لاہور و پ ۱۴ صفحہ ۶ - کتاب المناقب

۸- حضرت ابوبکر نے عمر کو کہا کہ تو جاہلیت میں جابر تھا اور اسلام میں خوار - نامرد ہو
گیا (اجبار فی الجاهلیة وخوار فی الاسلام) - دیکھو مشکوٰۃ شریف ربع ۴
باب مناقب ابی بکر - حدیث اخیر صفحہ ۳۷۱)

۹- شیطان بھی حضرت عمر سے بھاگ جایا کرتا تھا - مگر رسول اللہ صلعم سے نہیں
بھاگتا تھا (مشکوٰۃ جلد چہارم باب مناقب عمر صفحہ ۳۷۲ مطبوعہ امرتسر صفحہ ۲۷۵ ۳۷۹)

۱۰- حضرت ابوبکر کی بہن ام عروہ بنت ابی قحافہ کو حضرت عمر نے نوحہ کرنے پر دری
لگوائی - کیونکہ اپنے بھائی ابوبکر کی وفات پر حضرت عمر کی نئی مسند نشینی کے
ایام میں رو رہی تھی (طبقات ابن سعد بحوالہ حاشیہ بخاری مترجم پارہ ۹ صفحہ ۶۶
کتاب فی الخصومات مطبع احمدی لاہور)

۱۱- ام المومنین بی بی سودہ حرم رسول اللہ صلعم کو رات کے وقت جب وہ قضائے
حاجت کے واسطے باہر جا رہی تھیں خوب ڈانٹا (ادب و لحاظ رسول مقبول صلعم نہ کیا
ازواجہ امہاتکم کو بھلا دیا) (بخاری مترجم - پ ۱ صفحہ ۹۶ - کتاب الوضوء -
مطبع احمدی لاہور)

۱۲- حضرت عمر حضرت ابوبکر سے لڑ پڑے (بخاری پ ۱۵ صفحہ ۲۳ مطبع احمدی لاہور

۱۳- خندق کی لڑائی میں حضرت عمر نے کفار قریش کو گالیاں دیں (بخاری مترجم
پ ۳ صفحہ ۲ - کتاب مواقیت الصلوٰۃ - احمدی پریس لاہور)

۱۴- بی بی زینب کا انتقال ہوا - تو عورتیں رونے لگیں - حضرت عمر نے انکو کوڑے
مارنے شروع کیے - جناب رسول اللہ صلعم نے اس کو اپنے ہاتھ سے ہٹایا اور فرمایا
اے عمر! آہستگی کر الخ (مشکوٰۃ - باب البکاء علی المیت صفحہ ۱۱۰ -

ب- حضرت سعد بن عبادہ انصاری صحابی کو حضرت عمر نے فرمایا کہ خدا اس کو قتل کرے

(بخاری مترجم پ۱ صنٹ۔ حدیث سقیفہ اور تاریخ طبری جلد سوم ۱۱ھ صن۳۱ پر ہے کہ سعد کو منافق کہا۔ تاریخ اسلام میں ہے کہ اس کو شام میں قتل کر ڈالا

۱۵۔ جب حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو خلیفہ بنایا تو صحابۂ کبار نے کہا کہ اے ابوبکر تو اللہ تعالےٰ کو کیا جواب دے گا کہ تو ہم پر افظ و اغلظ۔ ایک تندخو۔ درشت اکھڑ شخص کو خلیفہ مقرر کرتا ہے (تاریخ الخلفا سیوطی زمیندار پریس لاہور صن۴۲ سطر ۱۰۔ ازالتہ الخفا شاہ ولی اللہ مقصد اول صن۳۱۴ منتخب کنز العمال جلد دوم صن۱۵۱ بروایت ابن سعد و صن۳۶۴ ر

۱۶۔ حضرت عمر نے اپنی بیٹی حضرت حفصہ سے کہا کہ مجھ پر ایک مشکل آن پڑی ہے۔ اس کو حل کرو۔ یہ بتلاؤ کہ عورت کو مرد کی خواہش کتنی مدت تک نہیں ہوتی۔ آپ نے شرم کے مارے اپنا منہ پھیر لیا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ حق بات میں شرم نہیں کرتا۔ حضرت حفصہ نے بہ مجبوری ہاتھ کے اشارے سے بتلایا کہ تین ورنہ چار ماہ (تاریخ الخلفا سیوطی مطبع صدیقی لاہور صن۹۶ سطر ۲۲۔

۱۷۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ الٰہی میں سخت دل ہوں مجھے نرم کر دے۔ میں ضعیف ہوں مجھے قوی کر دے۔ میں بخیل ہوں مجھے سخی کر دے (تاریخ الخلفا سیوطی صدیقی پریس لاہور صن۵۵ سطر ۲ و صواعق محرقہ۔

۱۸۔ حضرت عمر نے حضرت ابی بن کعب صحابی قاری و حافظ القرآن کو کوڑوں سے مارا بلا وجہ اور بلا قصور (الفاروق شبلی نعمانی)

فصل زمانہ نبوت اور حضرت عمر کی جہاد فی سبیل اللہ میں شجاعت

۱۹۔ جنگ بدر — اس جنگ میں حضرت عمر نے کوئی بہادری و شجاعت نہ دکھائی ہاں بدر کے کفار قیدیوں کے قتل کرنے کیواسطے تلوار گھماتے رہے (تاریخ اسلام جلد دوم صن۸۹۔ روضۃ الاحباب جلد اول صن۲۳۵ الہ آباد

۲۰۔ جنگ احد — اس جنگ میں تلوار چمکتی دیکھکر آپ جان بچا کر احد پہاڑ پر

بھاگے اور پہاڑی بکری کی طرح چھلانگیں مارتے تھے (دیکھو روضۃ الصفا جلد دوم مطبع بمبئی صٓ۹۱ تفسیر نیشا پوری جلد چہارم صٓ۱۱ تفسیر کبیر جلد سوم صٓ۱۵۰ - منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد اول صٓ۴۲۹ سطر۳۰ - نہایہ ابن اثیر جزری باب لو او امع القاف صٓ۳۴ تفسیر درمنثور سیوطی سورۃ آل عمران کنز العمال جلد اول صٓ۲۳۸ نمبر ۴۳۰۱ - روضۃ الاحباب جلد اول صٓ۲۶۱ امین آبادی -

۲۱ - جنگ خندق

الف - درمنثور سیوطی جلد ۵ صٓ۱۸۵ ابراہیم تیمی نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے جنگ خندق یا احزاب کی رات کو فرمایا - کیا کوئی ایسا آدمی ہے - جو اس قوم کی طرف جائے اور ہم کو خبر لا دیوے تو اس کو اللہ تعالےٰ قیامت کے دن میرے ساتھ رکھیگا کوئی آدمی نہ اٹھا پھر فرمایا اور تکبیر فرمائی - پھر مکرر فرمایا اور سب حاضرین خاموش رہے - پھر فرمایا اے ابوبکر تو جا کر خبر لا، تو ابوبکر نے کہا استغفر اللہ ورسولہ پھر فرمایا اے عمر تو جا - عمر نے کہا استغفر اللہ ورسولہ پھر حذیفہ کو روانہ کر دیا - الخ - تاریخ اسلام دہلوی جلد دوم صٓ۱۶۱ - روضۃ الاحباب جلد اول صٓ۳۳۰ امین آبادمیں بغیر نام انکار صحابہ ہے -

ب - جنگ خندق میں عمرو بن عبدود کے مقابلہ کو نہ نکلے - الثالث کہ محمدیہ صلعم کو عمرو بن عبدود کی بہادری و پہلوانی کی تعریف کرکے ڈرایا (روضۃ الصفا جلد دوم صٓ۱۰۹ - تاریخ اسلام جلد دوم صٓ۱۰ - تاریخ اسلام علامہ عباسی صٓ۱۳۱ - تاریخ خمیس عربی دیار بکری مطبوعہ مصر جلد دوم صٓ۵۴۷ ودیگر تواریخ اسلام)

۲۲ - صلح حدیبیہ میں حضرت عمر کا شک نبوت کرنا - اور حکم عدولی - وگستاخانہ مکالمہ

عدول حکمی - آنحضرت صلعم نے حضرت عمر کو بلا کر فرمایا کہ تم قریش کے پاس

جاکر کہو کہ رسول اللہ صلعم تم سے لڑنے کو نہیں آئے۔ بلکہ صرف حج کے ارادہ کو آئے ہیں حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ صلعم قریش میرے دشمن ہیں۔ مجھ کو اپنی جان کا خطرہ ہے۔ مکہ میں میرا کوئی حمائتی نہیں الخ (ابن اثیر۔ روضتہ الاحباب جلد اول صفحہ ۳۵۴ ابن آباد حبیب السیر جلد اول صفحہ ۲۵۔ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۳۵۔ سیرۃ النبی حصہ اول صفحہ ۳۳۲۔ تاریخ اسلام جلد دوم صفحہ ۱۱۵۔

۲۳۔ حضرت عمر کا گستاخانہ مکالمہ

حضرت عمر آنحضرت صلعم کے پاس آیا اور کہا۔

عمر۔ کیا تو اللہ کا سچا پیغمبر نہیں (الست نبی اللہ حقاً) کیا یہ شک نبوت نہیں حضرت عمر کے ایمان کامل کا عجیب اظہار ہے۔)

جناب رسول اللہ۔ قال بلیٰ۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ ہاں میں اللہ کا رسول ہوں

عمر۔ السنا علی الحق وعدونا علی الباطل۔ کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن ناحق پر نہیں ہیں۔

جناب رسول اللہ۔ قال بلیٰ۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ بیشک میں نے کہا۔

عمر۔ فلم نعطی الدنیتہ فی دیننا اذاً۔ پھر اپنے دین کو کیوں ذلیل کرتے ہو۔

جناب رسول اللہ۔ قال انی رسول اللہ ولست اعصیہ وھو ناصری۔ آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا وہ میری مدد کریگا

عمر۔ اولیس کنت تحدثنا انا سنانی البیت فنطوف بہ۔ کیا تو نے نہیں کہا۔ کہ ہم کعبے کے پاس پہنچینگے اور طواف کرینگے۔

جناب رسول اللہ۔ قال بلی فاخبرتک انا ناتیہ العام۔ آپ نے فرمایا بیشک مگر میں نے یہ کب کہا تھا۔ کہ اسی سال یہ ہوگا۔

عمر۔ قلت لا۔ میں نے کہا حقیقت میں تو نے یہ تو نہیں کہا تھا۔

جناب رسول اللہ۔ قال فانک اٰتیہ ومطوف بہ۔ آپ نے فرمایا تو تم کعبے پاس ایک دن ضرور پہنچو گے۔ اس کا طواف کرو گے۔

عمر۔ قال فاتیت ابابکر۔ حضرت عمر نے کہا پھر میں حضرت ابوبکر کے پاس آیا (جناب رسول اللہ صلعم کی زبان حق ترجمان ناطق بالحق والقرآن سے تسلی نہ ہوئی معاذ اللہ۔ انکے فرمانکو غیر معتبر جانا۔ یا ابا بکر الیس ھذا نبی اللہ حقا۔ عمر نے کہا اے ابوبکر کیا یہ اللہ کا سچا پیغمبر نہیں (کیا یہ شک نبوت نہیں۔)

ابوبکر۔ قال بلی۔ اس نے کہا بیشک۔

عمر۔ السنا علی الحق وعدونا علے الباطل۔ کیا ہم حق پر نہیں اور ہمارے دشمن ناحق پر نہیں۔

ابوبکر۔ قال بلی۔ اس نے کہا کیوں نہیں۔

عمر۔ فلم نعطی الدنیتہ فی دیننا اذاً۔ پھر ہم اپنے دین کو کیوں ذلیل کریں۔

ابوبکر۔ اے شخص وہ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ اس کے خلاف کا حکم نہیں کرتے۔ اللہ ان کا مددگار ہے۔ جو آپ حکم دین اس کو بجالا۔ کیونکہ خدا کی قسم وہ حق پر ہیں (مگر حضرت عمر کو اب تک معرفت نبوت نہ تھی)

عمر۔ کیا وہ ہم سے یہ نہیں کہتا تھا کہ ہم خانہ کعبہ پاس پہنچینگے۔ طواف کرینگے۔

ابوبکر۔ بیشک لیکن آپنے کب کہا تھا۔ کہ اسی سال ایسا ہوگا۔

عمر۔ نہیں۔

ابوبکر۔ تو ایک دن تم کعبے پاس پہنچو گے۔ طواف کروگے۔ الخ

جب صلحنامہ لکھا پورا ہوا تو آنحضرت صلعم نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ اٹھو اٹھو اونٹوں کو نحر کرو سر منڈواؤ کوئی یہ سنکر نہ اٹھا۔ یہاں تک کہ تین بار آپ نے یہی فرمایا الخ (ملاحظہ ہو صحیح بخاری مترجم مطبع احمدی لاہور پ۱۱ صہ۸۔ الشروط مع الناس وپ۱۲ صہ۱۰۵۔ کتاب الجہاد والسیر پ۱۶ صہ۱۱۔ کتاب المغازی)

مسلمانو سوچو کیسی گستاخانہ کلام ہے۔

ب۔ دیکھو المعلم ترجمہ صحیح مسلم مطبع صدیقی لاہور جلد خامس صہ۱۹۱۲۔ باب صلح الحدیبیہ۔

ج۔ مفصل حالات حضرت عمر۔ دیکھو کتاب ثبوت خلافت حصہ اول و فلک النجاۃ)

د- روضۃ الاحباب جلد اول صلا۲ ایمن آباد پر ہے۔ عمر خطاب گفت درآں روز امر عظیمہ در دل من پیدا شد و مراجعت کردم باحضرت مراجعتی کہ ہرگز مثل آن نکردہ بودم انتہی (حضرت عمر کے اظہار ایمان پر غور کرو)

۲۴۔ شک نبوّت

مذہب سنی کی معتبر کتابوں میں صاف لکھا ہوا ہے۔ کہ حضرت عمر نے صلح حدیبیہ کے روز نبوت پر شک کیا۔ قال عمر ابن الخطاب۔ واللہ ماشککت منذ اسلمت الا یومئذ حضرت عمر ابن الخطاب نے کہا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جب سے میں مسلمان ہوا ایسا شک نبوت محمدیہ پر مجھ کو نہیں گذرا جیسا کہ آج روز گذرا (دیکھو تفسیر ابن جریر جزو سادس والعشرون صفحہ ۵۵ سطر اول مطبوعہ مصر۔ زاد المعاد ابن القیم مطبع نظامی کانپور جلد اول صفحہ ۳۶۵ سطر اول۔ تاریخ خمیس جلد دوم صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر تفسیر معالم التنزیل بغوی صفحہ ۷۴۷۔ روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۳۵۸۔

۲۵۔ جنگِ خیبر سے فرار

اس جنگ میں سے جناب عمر نے دو دفعہ شکست کھائی علم دے کر لوٹے۔ فوج انکو بزدل کہتی تھی اور یہ اپنی فوج کو بزدل بتاتے تھے (دیکھو ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ مقصد دوم صفحہ ۵۹/۳۵۶ مناقب مرتضوی ترجمہ خصائص نسائی مطبع محمدی لاہور صفحہ ۱۲۔ روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۱۳۲ تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۴۸۔ روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۲۶۱ نول کشور صفحہ ۳۸۵ مطبوعہ تیغ بہادر ایمن آباد۔

۲۶۔ جنگِ حنین سے فرار

بخاری کتاب المغازی پ۱۷ صفحہ ۵۵ باب قول اللہ تعالےٰ ویوم حنین اذ اعجبتکم الخ ابو قتادہ کہتے ہیں۔ کہ حنین کے دن مسلمان بھاگ نکلے میں بھی ان کے ساتھ بھاگا فاذا بعمر بن الخطاب فی الناس فقلت لہ ماشان الناس قال امر اللہ دیکھتا کیا ہوں کہ عمر ابن الخطاب بھی ان لوگوں کے ساتھ بھاگے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا مسلمانوں کو کیا ہوا۔ حضرت عمر نے کہا۔ اللہ کی مرضی اس کے بعد حضرت عباس کے آواز دینے پر مسلمان لوٹے

نوٹ۔ دیکھئے جناب آپ کے جلیل القدر اور مفروضہ جنگ بہادر حضرت عمر جناب رسالتمآب صلعم کو جنگ حنین کے دن دشمنوں کے نرغہ میں چھوڑ کر بیعت رضوان توڑ کر بھاگ گئے یہ کس قدر بیوفائی ہے کہ آقا کو اپنی جان بچانے کے لئے میدان جنگ میں تنہا چھوڑ جائے اللہ اکبر مقام غور ہے۔ کہ ایک تو خدا اور رسول سے روگردانی۔ پھر گناہ فرار کا الزام اللہ تعالیٰ پر تھوپ دیا۔ کہ خدا کی مرضی ایسی ہی تھی۔ کہ لوگ جہاد فی سبیل اللہ سے بھاگ جائیں ؎

کیا ہنسی آتی ہے مجھ کو حضرت انسان پر ۔ فعل بد تو خود کرے اور تھوپ دے رحمان پر

زیادہ دیکھو زاد المعاد ابن قیم جلد اول ص۴۵۵ تاریخ الاسلام جلد دوم ص۳۰ تفسیر حسینی جلد ا ص۲۳۴

۲۷۔ جب جنگ حنین میں مسلمانوں اور کافروں کا سامنا ہوا تو مسلمان پیٹھ موڑ کر بھاگے اور رسول اللہ صلعم اپنی خچر کو کافروں کیطرف جانے کے لئے ایڑ دے رہے تھے جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے عباسؓ اصحاب سمرہ کو پکارو۔ حضرت عباسؓ نے کہا این اصحاب السمرة الشجرة۔ کہاں ہیں اصحاب سمرہ۔

ب۔ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا انا النبی لا کذب۔ انا ابن عبد المطلب میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔ پھر آپ نے صف باندھی (خلاصہ از المسلم ترجمہ مسلم کتاب الجہاد والسیر ص ۱۸۹۹/۱۸۹۷ غزوہ حنین)

نوٹ۔ جن صحابہ نے جنگ حنین سے فرار کیا اور بیعت رضوان کو توڑ دیا جناب رسالتمآب صلعم سے منہ موڑ دیا۔ کیا وہ مومن کامل اور قطعی بہشتی تھے۔ اہلحدیث دوستو۔ حنفی بزرگو اپنے بزرگان دین کی حقیقی اور سچے کارنامے اور بہادری سنی مسلمانوں کو سنایا کرو اور حق کو نہ چھپایا کرو جس روز تم نے حقانیت اور صداقت سے کام لیا تو مذہب سنی کا بالکل صفایا ہو جائے گا۔

فصل فضائل اعمال احداث خلافت حضرت عمر

۲۸۔ توریت کے عاشق

حضرت عمر جناب رسالتمآب صلعم کے پاس توریت لاکر انکو سناکرتے رہے۔ جناب رسول اللہ نے

فرمایا قسم ہے ذات پاک پروردگار کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تمہارے واسطے موسےٰ ظاہر ہوتے تم اس کی پیروی کرتے تم مجھ کو چھوڑ دیتے اور تم لوگ سیدھے رستے سے گمراہ ہو جاتے اگر موسےٰ زندہ ہوتے اور وہ میری نبوت پاتے البتہ وہ میری پیروی کرتے (مشکوٰۃ۔ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ربع اول صہ (زیادہ حالات حضرت عمرؓ دیکھو کتاب فلاک النجاۃ فی الامامت والصلوٰۃ)

۲۹۔ امتحان ایمان

خصائص نسائی مترجم مطبع محمدی لاہور صہ ۲۵ پر ہے۔ کچھ لوگ قریش کے حضرت صلعم پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے محمدؐ ہم آپکے ہمسائے اور ہم قسم ہیں۔ اور ہمارے کچھ غلام آپ کے پاس بھاگ آئے ہیں نہ انکو دین کی کچھ رغبت ہے اور نہ علم کی بلکہ وہ صرف ہمارے زمین اور مال کی خدمت سے بھاگے ہیں تاکہ محنت اور خدمت سے چھوٹیں سو آپ انکو ہماری طرف پھیر دیجئے۔ سو حضرت صلعم نے ابوبکر سے فرمایا کہ تم اس معاملہ میں کیا کہتے ہو۔ ابوبکر نے کہا کہ سچ کہتے ہیں کہ وہ بیشک آپکے ہمسائے ہیں اور ہم قسم ہیں۔ سو حضرت صلعم کا چہرہ متغیر ہوا یعنے آپ سخت ناراض ہوئے پھر عمر سے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو۔ عمر نے کہا سچ کہتے ہیں کہ وہ بیشک آپکے ہمسائے اور ہم قسم ہیں سو آپ اس سے بھی ناراض ہوئے پھر فرمایا اے گروہ قریش قسم خدا کی میں تم پر ایک مرد کو تم میں سے بھیجوں گا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس کے دل کو ایمان کیساتھ امتحان کیا ہے۔ البتہ تمکو دین پر ماریگا اور بعض تمہارے کو ماریگا۔ ابوبکر نے کہا یا حضرت وہ میں ہوں۔ فرمایا نہیں۔ عمر نے کہا کہ وہ میں ہوں فرمایا نہیں لیکن وہ شخص وہ ہے کہ جوتی سیتا ہے اور حضرت صلعم نے اپنا جوتا حضرت علی کو سینے کو دیا تھا۔ ف۔ اس حدیث سے حضرت علی علیہ السلام کی بڑی فضیلت ہوئی۔ کہ خدا نے انکے دل کے ایمان کیساتھ آزمائش کی انتہیٰ بلفظہ۔

ب۔ دیکھو جامع ترمذی مترجم جلد دوم صہ ۵۷۳ نول کشور۔ باب مناقب علیؓ۔

۳۰۔ حضرت عمر کو جناب رسول اللہ صلعم نے ایک ریشمی جوڑا عطا کیا۔ مگر اس نے وہ

جوڑا اپنی ایک مشرک بھائی کو پہنا دیا۔ جو مکّہ میں رہتا تھا (حضور انور صلعم کے عطیہ کی یہ قدر و منزلت کی (صحیح بخاری مترجم کتاب الجمعہ پ۴ ص۲۳)

۲۰۔ حدیث قرطاس

حضرت عمر نے وقت وفات النبی صلعم وصیت رسول مقبول صلعم کو روکا اور آپ کی شان میں گستاخانہ کلمہ کہا کہ یہ شخص بکواس بکتا ہے۔ ہم کو اللہ کی کتاب کافی ہے۔ سنو! حضرت عبداللہ ابن عباس رض نے کہا۔ جب آنحضرت صلعم کی وفات ہونے لگی۔ اس وقت گھر میں کئی صحابہ بیٹھے تھے آپ نے فرمایا ادھر آؤ میں تم کو ایک کتاب (وصیت) لکھوائے دیتا ہوں۔ تم اس پر چلتے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے یہ سنکر کوئی (حضرت عمر) نے کہا۔ آنحضرت صلعم پر تو بیماری کی سختی ہو رہی ہے اور تم لوگوں کے پاس قرآن اللہ کی کتاب موجود ہے۔ حسبنا کتاب اللہ۔ ہم کو اللہ کی کتاب بس کرتی ہے اب گھر والوں میں جھگڑا ہونے لگا۔ کوئی کہتا تھا لکھنے کا سامان لاؤ اور کتاب لکھوا لو۔ اچھا ہے تم اس پر چلو گے تو گمراہ نہ ہو گے کوئی اور کچھ کہتا تھا۔ کہ کتاب لکھوانے کی ضرورت نہیں جب جھگڑا بہت ہو گیا بکواس ہونے لگی تو آپ نے فرمایا۔ تو موا چلو اٹھو ابن عباس کہتے تھے ہائے مصیبت وائے مصیبت آنحضرت صلعم کو بک بک اور اختلاف کر کے یہ کتاب نہ لکھوانے دی (ملاحظہ ہو تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری کتاب المغازی پ۱۸ ص۲۷ احمدی پریس لاہور)

ب۔ دوسری حدیث بخاری میں ہے کہ ابن عباس نے کہا جمعرات کا دن۔ ہائے جمعرات کا دن۔ پھر رونے لگے اتنا روئے کہ آنسو سے زمین کی کنکریاں رنگ گئیں اس کے بعد کہا آنحضرت صلعم کی بیماری جمعرات کے دن سخت ہو گئی آپ نے صحابہ سے جو حجرہ شریف میں حاضر تھے فرمایا لکھنے کا سامان لاؤ میں تم کو ایک کتاب لکھوا دوں تم میرے بعد اس پر چلتے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے یہ سنکر صحابہ نے جھگڑا کیا آپ نے فرمایا پیغمبر کے سامنے جھگڑا کرنا زیبا نہیں۔ صحابہ کہنے لگے آنحضرت صلعم بیمار کی شدت سے بڑبڑا رہے ہیں (بکواس کہتے ہیں ہذیان میں ہیں) آپ نے فرمایا

چلو مجھ کو نہ چھیڑو میں جس حال میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے۔ جو تم کرانا چاہتے ہو الخ
(صحیح بخاری مترجم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ باب جوائز الوفد پ ۱۲ صفحہ ۴۲)

نوٹ۔ یہ کلام ہذیان (ہجر) حضرت عمر نے کہا تھا اور قرینہ بھی یہی ہے کہ حضرت عمر نے کہا ہو (حاشیہ ایضاً)

ب۔ متکلم کلمہ ہذیان کا ثبوت دیکھو نہایہ ابن اثیر جزری نسیم ریاض خفاجی۔ شرح شفا قاضی عیاض منہاج السنۃ ابن تیمیہ۔ شرح مشکوۃ الشیخ عبدالحق۔ مکتوبات شیخ احمد فاروقی۔ مدارج النبوۃ جلد دوم۔

نوٹ ۲۔ یہ حدیث قرطاس حضرت عمر کے ایمان اور محبت رسول مقبول صلعم پر ایک خاص روشنی ڈالتی ہے کہ حضرت عمر نے جناب رسول اللہ کی رسالت سے ان کی وفات کے وقت صاف انکار کر دیا۔ غور سے سوچو۔

ج تیسری حدیث قرطاس۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رض نے فرمایا خمیس کا دن اور کیا ہے خمیس کا دن پھر انکے آنسو دونوں گالوں پر بہنے لگے۔ جیسے موتی کی لڑی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلعم نے فرمایا میرے پاس ہڈی اور دوات لاؤ یا تختی اور دوات لاؤ میں ایک کتاب لکھوا دوں کہ تم گمراہ نہ ہو لوگ کہنے لگے رسول اللہ صلعم بیماری کی شدت میں بے اختیار کچھ کہہ رہے ہیں (ان رسول اللہ صلعم یھجر) (المعلم ترجمہ صحیح مسلم مطبع صدیقی لاہور صفحہ ۱۲۶ باب ترک الوصیۃ)

نوٹ۔ ہجر کے معنی بکواس کرنا ہے۔ بڑبڑانا ہے۔

(صحیح مسلم کی حدیث ص ۱۲۲ پر یہ الفاظ ہیں۔ عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلعم کی وفات کا وقت قریب پہنچا تو اس وقت حجرے کے اندر کئی آدمی تھے ان میں حضرت عمر بھی تھے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا آؤ میں تم کو ایک کتاب لکھ دیتا ہوں تم گمراہ نہ ہوگے اس کے بعد حضرت عمر نے کہا ان رسول اللہ صلعم قد غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ۔ جناب رسول اللہ صلعم پر بیماری کی شدت ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے ہم

کو اللہ کی کتاب بس کرتی ہے۔ (تیسیر الباری ترجمہ بخاری کتاب العلم پ ۱ ص ۵۴)

نوٹ۔ ان تمام احادیث قرطاس سے صاف ظاہر ہے کہ جناب عمر نے رسول اللہ صلعم کی صریح مخالفت کی اور وصیت لکھوانے میں رکاوٹ ڈالدی اور کلمہ ہجر بکواس و ہذیان آنحضرت صلعم کی شان میں کہا جو اول درجہ کی گستاخی و بے ادبی ہے۔ حضرت عمر نے حسبنا کتاب اللہ کہکر قرآن شریف کی مخالفت کی اور وما آتاکم الرسول فخذوہ کو بھلادیا اور وفات کیوقت نبوت سے انکار کر دیا۔ جناب رسالتمآب صلعم کی اطاعت و تابعداری ہر حالت میں ہے۔ اگر کتاب لکھی جاتی تو یہ امت گمراہی سے بچ جاتی۔ پھر حضرت عمر حسبنا کتاب اللہ کے پابند نہ رہے۔ ہمیشہ قرآن شریف کے برخلاف احکام جاری کرتے رہے اور لولا علی لہلک عمر کہتے رہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت عمر جناب رسول اللہ صلعم کے مطیع و تابعدار مرید ہرگز نہ تھے صاحبان بصیرت حدیث قرطاس پر غور فرماویں۔

۳۲۔ حضرت عمر نے لشکر اسامہ کے ہمراہ جانے سے انکار کیا اور ارشاد نبی صلعم کی تعمیل نہ کی (تاریخ اسلام دہلوی)

۳۳۔ حضرت عمر نے جنازہ و دفن و کفن رسول مقبول صلعم کو چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کیٹی جمائی اور اجماعی خلافت قائم کر کے حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنا دیا (دیکھو حدیث سقیفہ تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع صدیقی لاہور پ ۱۴ ص ۲۳۷)۔

۳۴۔ حضرت عمر نے اس بیعت خم غدیر کو توڑ دیا۔ جو اس نے مقام خم غدیر میں جناب رسول اللہ صلعم کے روبرو حضرت علی المرتضےٰ علیہ السلام سے کی تھی۔ اور حضرت علی علیہ السلام کو تمام مومنین اور مومنات کا مولیٰ مان لیا تھا (دیکھو کتاب سنی مشکوٰۃ۔ باب مناقب علی علیہ السلام۔ روضۃ الصفا جلد دوم ص ۱۷۳ سطر اول حبیب السیر جلد اول ص ۶۰)

۳۵۔ حضرت عمر نے بحکم حضرت ابوبکر مکان جنت نشان جناب سیدہ معصومہ بتول بنت رسول مقبول صلعم کو آگ لگانے کیواسطے لکڑیوں کا ڈھیر دروازہ پر جمع کر دیا۔ اور مسلح بدو عرب کے فوج سے مکان گھیر لیا۔ اور کہا یا تو ابوبکر کی بیعت کرو

ورنہ تمہارا مکان جلادیا جائے گا (واشنگٹن ارونگ اور ابوالفداء)

نوٹ: عجیب محب و دوستدار خاندان رسالت صلعم تھے کہ بعد وفات النبی صلعم جناب نبی مکرم کا کچھ لحاظ نہ کیا اور گھر جلانا چاہا۔

۳۶۔ حضرت عمر نے صبح کی نماز میں بانگ کیواسطے الصلوٰۃ خیر من النوم کو زیادہ کیا (مترجم موطا امام مالک صفحہ ۴۲۔ روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۲۰۷ امین آباد۔

۳۷۔ متعۃ النساء کا بند کرنا

حضرت عمر نے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول مقبول صلعم کی صاف مخالفت کی۔ کہ عورتوں کے متعہ کو بند کردیا۔ جو جناب رسول اکرم صلعم کے زمانہ نبوت اور زمانہ خلافت حضرت ابوبکر میں جاری تھا دیکھو کتاب المعلم ترجمہ صحیح مسلم مطبع صدیقی لاہور صفحہ ۴۲۵ اسنن ابوداؤد مترجم صفحہ ۴۸۵ منتخب کنز العمال جزو سادس حاشیہ مسند امام احمد حنبل صفحہ ۴۰۴ کشف المغطاء عن کتاب الموطا صفحہ ۳۳۹ مطبع صدیقی لاہور)

۳۸۔ حضرت عمر کا آسن

کتاب سنی۔ ترجمہ جامع ترمذی جلد دوم صفحہ ۳۳۲ ابواب تفسیر القرآن مطبع نول کشور میں ہے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے کہا کہ حضرت عمر رسول اللہ صلعم کے پاس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلعم میں ہلاک ہوگیا ہوں۔ آپ نے فرمایا تجھے کس چیز نے ہلاک کیا ہے۔ حولت رحلی اللیلۃ۔ آج کی رات میں نے اپنی سواری کو پھیرا۔ سو اس کو رسول اللہ صلعم نے کچھ جواب نہ دیا اور رسول اللہ صلعم پر یہ آیت نازل ہوئی۔ نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم اقبل وادبر واتق الدبر والحیضۃ عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تمہارے واسطے سو اپنی کھیتیوں کو آؤ جس طرح کہ چاہو تم آگے سے جماع کرو یا پیچھے سے آگے کی طرف میں جماع کرو اور دبر اور حیض سے بچو

نوٹ۔ حضرت عمر نے اپنی عورت سے پیچھے کے رستہ سے جماع کیا تھا۔ اس پہ یہ حکم ہوا۔ مگر حضرت عمر کے صاحبزادے عبداللہ اور امام مالک ہمیشہ وطی فی الدبر کے قائل رہے اور یہ فعل کرتے رہے۔ بلکہ بخاری کے نزدیک تو وطی فی الدبر کی ممانعت

ہیں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہوئی اور آیت سے جواز وطی نکلتا ہے۔ (بخاری مترجم کتاب التفسیر پ۱۸ ص۶۷ مع حاشیہ)

ب۔ آثار عبداللہ بن عمر نافع نے کہا ابن عمر جب قرآن کی تلاوت کرتے تو تلاوت سے فارغ ہوئے تک بات نہ کرتے ایک دن قرآن میں نے لیا اور سورہ بقر یاد سے پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے نساءکم حرث لکم تو مجھ سے کہنے لگے تو جانتا ہے یہ آیت کس باب میں اتری میں نے کہا نہیں۔ کہا۔ فلاں فلاں باب میں۔

(ب) ابن عمر نے کہا فاتوا حرثکم انی شئتم سے یہ مراد ہے کہ مرد عورت سے دبر میں جماع کرے۔ ف۔ اسحاق بن راہویہ کی روایت میں اس کی صراحت ہے۔ کہ عورتوں سے دبر میں جماع کرنے کے باب میں اتری ابن عمر سے اس کی اباحت منقول ہے۔ (دیکھو بخاری مترجم مطبع احمدی لاہور پ۱۸ ص۶۷ مع حاشیہ کتاب التفسیر باب قولہ تعالیٰ نساءکم حرث لکم الخ)

۳۹۔ حضرت عمر کی قرأت و قرآن دانی کا یہ حال تھا کہ وہ سالم غلام ابی حذیفہ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے۔ کیونکہ اس غلام کو ان سے زیادہ قرآن یاد تھا (تیسیر الباری ترجمہ بخاری کتاب الاذان پ۳ ص۶۴ سطر اول متن وحاشیہ مطبع احمدی لاہور)

نوٹ:۔ علم حضرت عمر دیکھو فلک النجاۃ فی الامامت والصلوٰۃ۔

۴۰۔ حضرت عمر نے جناب رسول اللہ صلعم کو عبداللہ بن ابی سلول کی نماز جنازہ سے روکا (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور۔ کتاب الجنائز پ۵ ص۴۹ سطر اول)

۴۱۔ قبولیت دعا حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت عمر کے زمانہ میں جب قحط پڑا کرتا۔ تو حضرت عباس کے وسیلے سے دعا کرتے اور کہتے یا اللہ ہم پہلے تیرے پاس اپنے پیغمبر کا وسیلہ لایا کرتے تو تو پانی برساتا تھا اب اپنے پیغمبر کے چچا کا وسیلہ لاتے ہیں۔ ہم پر پانی برسا۔ راوی نے کہا پھر پانی برستا (دیکھو تیسیر الباری ترجمہ بخاری مطبع احمدی لاہور۔ ابواب الاستسقا

پ صفحہ ۱۶۴ ف اس سے نیک بندوں کا وسیلہ لینا ثابت ہوا بنی اسرائیل بھی قحط میں اپنے پیغمبر کے اہلبیت کا توسل کیا کرتے اللہ پانی برساتا (حاشیہ ایضاً بخاری) ثابت ہوا۔ کہ حضرت عمر میں کچھ بھی روحانیت نہ تھی اور نہ انکی دعا قبول ہوتی تھی۔ کہ وہ اہلبیت رسالت صلعم کا وسیلہ ڈھونڈھتے تھے۔ جنکی دعا میں اپنی حیات میں برکت نہ تھی وہ بعد حیات اور روز محشر سنیوں کو کس طرح بچا سکتے ہیں اور شفیع ہو سکتے ہیں ؎

جو خود محتاج ہو وے دوسرے کا بھلا اس سے مدد کا مانگنا کیا

ب۔ ابن حجر مکی نے اپنی کتاب صواعق محرقہ میں اس توسل کو تفصیل سے بیان کیا ہے سنو۔ در تاریخ دمشقی آوردہ کہ در سال ہفدہم از ہجرت در مدینہ طیبہ قحط وکم بارانی واقع شد۔ مردم مکرر بدعائے استسقا بیرون رفتند وباران نیامد۔ عمر گفت فردا کسے استسقا خواہم نمود کہ خدا تعالیٰ دعائے او قبول می نماید وباران رحمت بفرستد چوں وقت صبح شد عمر بخانہ عباس رفت وگفت التماس آنست کہ ہمراہ ما بنماز استسقا بیرون آئے۔ عباس گفت بنشین وکسے را نزد بنی ہاشم فرستاد کہ طہارت کردہ جامہائے پاک بپوشند وبیایند چوں آمدند عباس خوشبو طلب فرمودہ خود را مطیب کردہ بیرون آمد وعلیؑ پیش پیش وے میرفت وحسنؑ از جانب راست و حسینؑ از جانب چپ وباقی بنو ہاشم از عقب وے می بودند وگفت اے عمر دیگراں را با ما مخلوط مساز چوں بہ نماز آمد بایستاد وحمد وثنائے خدا تعالیٰ بجا آورد وایں دعا بر خواند بار خدایا ما را از کتم عدم بوجود آوردے بی آنکہ ما را دراں تفرقی دقت رائے بودہ باشد وتو باعمال ما عالم بودی پیش از آنکہ ما را بیافریدی الخ جابر گفت ہنوز نرفتہ بودیم کہ باراں برابر بخیت چنانچہ بمنازل خود درمیاں آب می رفتیم (صواعق محرقہ فارسی صفحہ ۲۹۶)

نوٹ۔ جب حضرت عمر کا یہ حال تھا۔ کہ وہ ہر کام میں ہر مسئلہ میں ہر مشکل میں اہلبیت رسالت صلعم کے محتاج اور دست نگر رہتے تھے۔ تو فرمایئے حضرات اہلحدیث واہلسنت

وہ خلیفۂ رسول اور افضل الناس کیسے مانے گئے۔ آپ ہی بتا دیں کہ ہم حضرت عمر کے ہر موقعہ پر محتاجی و کم علمی اور کمی روحانیت کو دیکھ کر انکو کیسے افضل اور خلیفہ مان لیں۔

۴۲۔ حضرت عمر سے جناب رسول اللہ صلعم نے ایک اونٹ خرید کر اس کے بیٹے عبداللہ ابن عمر کو دیدیا نسنا یا جو چاہے وہ کرے (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری کتاب البیوع پارہ آٹھواں ص۵۴)۔

نوٹ۔ جناب رسول اللہ صلعم نے کسی صحابی سے کوئی چیز مفت نہیں لی اور نہ کسی کا احسان اٹھایا۔

۴۳۔ حج تمتع

حضرت عمران بن حصین نے کہا کہ ہم نے آنحضرت صلعم کے زمانہ میں تمتع کیا اور خود قرآن میں حکم تھا لیکن ایک شخص (عمر) نے اپنی رائے سے جو چاہا وہ کہہ دیا (تیسیر الباری ترجمہ بخاری کتاب المناسک چھٹا پارہ ص۱/۴ ابن ماجہ و ترجمہ جامع ترمذی کتاب الحج ص۲۵۵)

نوٹ۔ اہلحدیث اور اہلسنت کے نزدیک جو مخالف کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلعم ہو وہ مومن کامل اور خلیفۂ رسول کہلاتا ہے عجب بات ہے کہ قرآن شریف میں صاف یہ موجود ہے فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج الخ اور احادیث صحیحہ متعددہ صحابہ کی موجود ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے تمتع کا حکم دیا پھر حضرت عمر و حضرت عثمان نے کیوں سنت نبوی کو بدل کر اپنا حکم جاری کیا۔ بینوا و توجروا۔

۴۴۔ حضرت عمر نے خلاف سنت تراویح کی نماز باجماعت پڑھائی اور اس کو نعم البدعتہ کہا (بخاری مترجم۔ کتاب الصوم۔ باب فضل من قام رمضان۔ پ۸ ص۱۶)

۴۵۔ حضرت عمر نے طلاق ثلاثہ کا رواج خلاف کتاب اللہ و سنت و سیرت ابوبکر اپنے زمانۂ خلافت میں کیا یہ بدعت اسلام میں جاری ہو کر مسلمانوں کی تباہی و ذلت کا باعث ہوئی۔ (دیکھو حکم طلاق۔ باب الطلاق۔ المعلم ترجمہ صحیح مسلم مطبع صدیقی لاہور ص۱۵۱۹)

۴۶۔ ڈھیلا سے استنجا لینا بدعت عمر ہے پیشاب کے بعد ڈھیلا لینا کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ صرف پانی سے پاک کرنا کافی ہے (حاشیہ تیسیر الباری پارہ اول

صـ۶۷ مطبع احمدی لاہور)

۴۷۔ حضرت عمر نے وقت قتل شراب نبیذ پی لی اور شراب نبیذ کو شوق سے پیتے تھے (بخاری مترجم۔ کتاب المناقب۔ باب قصۃ البیعۃ عثمان پ ۱۴ صـ۹۱ و موطا مترجم صـ۵۵۱

۴۸۔ جب بی بی حفصہ کو طلاق ملی۔ تو حضرت عمر نے فریاد نکالی اور سر پر خاک ڈالی (معارج النبوۃ جلد سوم صـ۳۶۔ روضۃ الاحباب جلد اول صـ۵۸۳ امین آبادی)

۴۹۔ حضرت عمر دس سال تک مرنے کے بعد حساب قبر دیتے رہے (تاریخ الخلفاء سیوطی صـ۷۹ مطبع صدیقی)

نوٹ:۔ عجب قطعی بہشتی اور عشرہ مبشرہ میں داخل تھے۔

۵۰۔ حضرت عمر اپنی نماز میں جہاد کے لئے اپنی فوج کا سامان اکٹھا کرتے (مترجم بخاری ابواب العمل پ صـ۳۸)

۵۱۔ سب سے پہلے حضرت عمر ہی امیر المومنین کے لقب سے ملقب ہوئے (تراویح کی بدعت قائم کی شراب نوشی پر اسے درے لگائے (پہلے چالیس درے مقرر تھے) پہلے پہل اسی نے متعہ کو حرام کیا۔ جنازہ کی نماز کے لئے لوگوں کو چار تکبیرات پر جمع کیا۔ گھوڑوں پر خلاف سنت زکوٰۃ لی۔ مقام ابراہیم اپنی اصلی جگہ سے اکھاڑ لیا دیکھو اولیات عمر تاریخ الخلفاء سیوطی مطبع صدیقی لاہور صـ۹۳ و تاریخ ابو الفدا جلد اول صـ۱۷۴ (حیوٰۃ الحیوان دمیری جلد اول صـ۴۳۱۔

۵۲۔ حضرت عمر ہمیشہ حذیفہ سے کہا کرتے تھے باللہ یا حذیفہ انا من المنافقین اللہ کی قسم اے حذیفہ میں منافقین سے ہوں (میزان الاعتدال ذہبی جلد ۱ صـ۳۶۵ تفسیر معالم التنزیل صـ۴۱۲ تفسیر کبیر جلد چہارم صـ۶۸۶۔ تاریخ خمیس جلد دوم صـ۱۳۹ شواہد النبوۃ جامی صـ۱۰۰۔ احیاء العلوم غزالی جلد چہارم صـ۵۸۔

۵۳۔ حضرت عمر نے ایک لونڈی سے بحالت روزہ جماع کیا (کنز العمال۔ کتاب الصوم۔

۵۴۔ حضرت عمر نے بارہ سال میں سورہ بقر کو یاد کیا۔ اس کے بعد اونٹ قربانی کئے۔ (در منثور سیوطی انوار القرآن)

۵۵۔ تاریخ بلاذری میں ہے کہ جب یزید پلید ملعون نے سیدنا امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا تو عبداللہ ابن عمر نے یزید کو خط لکھا اے یزید تجھ کو امام حسین علیہ السلام کو قتل کرنا نہ چاہیئے تھا۔ یزید پلید نے جواب دیا اے ابن عمر میں تو بنی بنائی گدی پر بیٹھ گیا ہوں۔ امام حسین تو اسی دن قتل ہو چکا تھا جس دن تیرے باپ عمر نے خلافت رسولؐ پر قبضہ جما لیا تھا۔ پس تیرا قتل امام حسین میں مجھ کو ملزم گردانا در اصل عمر ابن خطاب کو ملزم بنانا ہے۔

کرد شخصے سوال از دانا | کہ بگو کشتہ شد حسین کجا
گفت اندر سقیفہ اش کشتند | بہر دنیائے جیفہ اش کشتند

۵۶۔ حضرت عمر نے اذان میں حی علےٰ خیر العمل کہے جانے کی ممانعت کردی (المعلم ترجمہ صحیح مسلم صفحہ ۱۲۵ سطر ۸) و شرح مقاصد)

۵۷۔ حضرت عمر نے اہلبیت رسالت صلعم کا حصہ خمس بند کر دیا۔ (ابو داؤد۔ زاد المعاد در منثور۔ دارمی)

۵۸۔ حضرت عمر کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے۔ جب پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے دبر محفوظ رہتی ہے (کنز العمال جلد پنجم۔ کتاب الطہارۃ صفحہ ۱۲۶۔ حاشیہ بخاری مترجم مطبع احمدی۔ کتاب الوضو۔ پ صفحہ ۱۸۹)

۵۹۔ حضرت عمر نے جان کندنی موت کیوقت بہت ہی جزع فزع کی حضرت ابن عباسؓ نے انکو صبر کرنے کو فرمایا۔ حضرت عمر نے کہا تم جو میری بیقراری دیکھتے ہو وہ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کیوجہ سے ہے۔ اگر میرے پاس زمین بھر کر سونا ہو تو میں اللہ کا عذاب دیکھنے سے پہلے اس کو دے کر اپنے تئیں چھڑالوں الخ (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور۔ کتاب المناقب باب مناقب عمر۔ پارہ ۱۴ صفحہ ۸۹)

نوٹ۔ یاد رکھو کہ مومن خالص اور کامل اور دوست خدا اور خلیفہ رسول صلعم کو عذاب نہیں ہوتا۔ مومن کامل وارث جنت قرار دیا گیا ہے ان اولیاء اللہ لاخوف

علیہم ولا ھم یحزنون کا فرمان گواہ ہے۔

۶۰۔ حضرت ابوبکر نے لاجواب ہو کر جناب سیدہ معصومہ طاہرہ کو ایک پروانہ واگذاشت باغ فدک تحریر کردیا تھا۔ مگر علماء سنی کہتے ہیں۔ کہ عمر ابن الخطاب نے اس کو لیکر کچہری میں پھاڑ ڈالا اور خلیفہ صاحب ابوبکر کو ڈانٹ بتائی۔ کہ آپ مسکینوں کو کیا دو گے۔ تمام عرب تم سے لڑنے کو تیار ہیں۔ (تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی، سیرۃ الحلبیہ جلد سوم ص ۳۹۱)۔

۶۱۔ حضرت عمر نے نماز جمع بین الصلوٰتین کو اپنے زمانہ خلافت میں ناجائز قرار دیا (الفاروق شبلی) حالانکہ یہ جناب رسول اللہ صلعم حضر اور سفر میں دو نمازیں بلا عذر جمع کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس نے یہ حدیث بیان کی (العلم ترجمہ صحیح مسلم صدیقی ص ۵۴ جلد ۵۵ ج ۲۔ باب جواز الجمع بین الصلوٰتین فی السفر) بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ ص ۳ جلد ۵ و ص ۵ پ و ۵ پ۔ ص ۲۲)

۶۲۔ بیعت رضوان

حضرت عمر نے حدیبیہ میں درخت کیکر کے نیچے جناب سرور عالم صلعم سے جو جہاد فی سبیل اللہ کیواسطے بیعت کی تھی وہ توڑ دی۔ گستاخانہ کلام کی۔ نبوت پر شک کیا اور اس کے بعد جنگ خیبر، جنگ حنین۔ سریہ وادی الرمل سے فرار کیا۔ ثابت قدم نہ رہے اس لئے بیعت رضواں کی بشارت سے خارج ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ فمن نکث فانما ینکث علٰے نفسہ ومن اوفی بما عٰھد علیہ اللہ فیوتیہ اجرا عظیما پ ۲۶ (فتح) اے پیغمبر جو لوگ صلح حدیبیہ کیوقت تمہارے ہاتھ پر لڑنے مرنے کی بیعت کر رہے ہیں وہ تم سے نہیں۔ بلکہ خدا ہی سے بیعت کر رہے ہیں تمہارا نہیں۔ بلکہ خدا کا ہاتھ انکے ہاتھوں پر ہے۔ جو ایسا پکا قول و قرار کے پیچھے اس کو توڑ دیگا۔ تو توڑنے کا وبال خود اسی پر پڑے گا اور جو اس عہد کو پورا کرتا رہیگا جو اس نے خدا کے ساتھ کر لیا ہے۔ تو عنقریب خدا اس کو بڑا اجر دے گا۔

ب۔ اصحاب النبی صلعم نے جناب رسالتمآب صلعم سے حدیبیہ کے مقام پر کیکر کے درخت کے نیچے موت پر بیعت کی تھی (دیکھو تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور پ۱۶۔ کتاب المغازی ص۱۱۳)۔

نوٹ۔ لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ الی آخرہ میں اللہ تعالیٰ نے صرف مومنین سے اپنی رضامندی ظاہر کی ہے یہ نہیں فرمایا کہ خدا ان لوگوں سے راضی ہوا جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی۔ بلکہ یہ فرمایا۔ کہ خدا مومنین سے راضی ہو معلوم ہوا کہ بیعت کرنیوالے سب کے سب مومنین نہ تھے۔ بلکہ انمیں بعضے منافقین اور بعضے ضعیف الایمان بھی تھے اس واسطے مومنین کو رضامندی سے خاص کیا اور بیعت میں شرط تھی۔ کہ جہادوں میں سے نہ بھاگیں گے اور موت پر بیعت تھی مگر اس بیعت کے بعد جو لوگ حنین میں ہوازن والوں اور جنگ خیبر میں یہودیوں اور سریہ ذات السلاسل سے بھاگ گئے۔ انہوں نے بیعت کی شرط کو پورا نہ کیا۔ پس معلوم ہوا وہ مومن نہ تھے اور خدا انسے راضی نہیں ہوا اور جن لوگوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا اور جن پر سکینہ نازل کی وہ لوگ ہیں جو بیعت رضواں کے بعد ہر ایک معرکہ ہر ایک جنگ و ہر ایک میدان میں ثابت قدم رہے اور جناب رسول اللہ صلعم کو اکیلا چھوڑ کر میدان سے نہیں بھاگے۔ وہ وہ لوگ ہیں۔ جن کی قوت بازو سے جنگ حنین فتح ہوئی۔ اور قلعہ خیبر اکھاڑا گیا۔ وہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے واثابہم فتحاً قریباً کی بشارت اس بیعت کے عوض اور ثواب میں عنایت فرمائی اور وہ فتح خیبر کی ہے اس پیشینگوئی کے مطابق جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا۔ کہ میں کل جھنڈا اس کو دونگا جو کرار غیر فرار ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ قلعہ خیبر اس کے ہاتھ پر فتح کرائے گا۔ بو وہ کون غازی تھا اور جناب بہادر جناب حیدر صفدر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ پس جو لوگ جنگ حنین اور جنگ خیبر سے بھاگ گئے انہوں نے بیعت رضواں کو توڑا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلعم سے

منہ موڑا۔ انسے اللہ تعالیٰ ہرگز راضی نہیں ہوا اور نہ وہ اس بیعت کی فضیلت کے مستحق ہیں۔ اور نہ ان کے لئے سکینہ کا نزول ہو سکتا ہے اور نہ رضامندی خدا تعالیٰ سے انکو حصہ ملسکتا ہے پس جن کو فتح خیبر نصیب نہیں ہوئی وہ بیعت رضوان میں ہرگز داخل نہیں ہو سکتے۔ آپ اہلسنت والجماعت کی تمام کتب سیر و تواریخ کی پڑتال کریں اور غور سے دیکھیں تو آپ کو جنگ حنین و جنگ خیبر میں حضرات اصحاب ثلاثہ کا پتہ نہ ملیگا۔ اگر ملے گا تو یہ کہ جنگ حنین میں آپ حضرات بھاگے جا رہے ہیں اور جناب رسالتمآب صلعم کے حکم سے حضرت عباسؓ آواز دے رہے ہیں۔ یا اصحاب السمرۃ یا اصحاب الشجرۃ۔ اے درخت کے نیچے بیعت کرنے والو (تم کو کیا ہو گیا اپنے نبیؐ کو اکیلا چھوڑے جاتے ہو) جنگ خیبر میں حضرات شیخین دو دفعہ گئے اور دونوں دفعہ شکست کھا کر واپس ہوئے۔ مگر افسوس ہے کہ آپ کے مریدوں سنیوں نے آپ کو افضل الناس اور صدیق اور فاروق کا خطاب دیدیا ہے

واللہ سب سے سابق الایمان ہیں علیؑ	ثابت ہوا مقرب ذیان ہیں علی
سابق ہوئے حق جو امیر عرب ہوا	صدیق بھی علی ولی کا لقب ہوا
کی مرتضیٰ نے پہلے ہی تصدیق مصطفیٰ	صدیق کا لقب ہے انہیں کے لئے بجا
فاروق بھی علی ہیں نہیں اس میں کچھ کلام	تصدیق اس کی کرتے ہیں خود سید الانام

۶۳۔ عمر کا لقب فاروق بناوٹی ہے

جناب خلافتمآب حضرت عمر ابن الخطاب کو جو لقب فاروق ملا ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلعم کا عطیہ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہودیوں کا دیا ہوا ہے۔ کتاب روضۃ الاحباب جلد دوم صہ ۶۵ مطبع تیغ بہادر امین آباد میں ہے "محمد بن سعد کاتب واقدی از زہری روائت کردہ کہ گفت بما رسیدہ کہ اہل کتاب اول ویرا فاروق خواندند و مسلمانان متابعت ایشاں کردند۔ واز پیغمبر صلعم دریں باب بما چیزے نرسیدہ" انتہیٰ بلفظہ۔ پس اہلسنت میں جو احادیث لقب فاروق کیواسطے ہیں وہ سب معاویہ شاہیوں کی بنائی ہوئی ہیں۔ چونکہ فاروق

کا لقب جناب رسول اللہ صلعم نے حضرت علی المرتضےٰ ؑ کو عطا کیا تھا۔ معاویہ شاہی سنیوں نے بغض و عداوت جناب علی المرتضےٰ ؑ میں وہ لقب حضرت عمر کے نام کیساتھ چسپاں کر دیا۔ ورنہ حضرت عمر نے زمانہ نبوت میں کوئی ایسی خدمت اسلامی نہیں کی تھی۔ کہ وہ اس لقب سے ملقب ہوتے۔

۶۴۔ دراصل یہ لقب مرتضوی ہے

۱۔ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ علی وہ شخص ہے جو مجھ پر سب سے پہلے ایمان لایا ہے اور یہ وہ ہے کہ سب سے پہلے قیامت کے روز مجھ سے ملیگا اور یہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہے۔ حق و باطل میں فرق کرنیوالا ہے اور یہ مومنوں کا امیر ہے اور مال منافقوں کا امیر ہوتا ہے (دیکھو کتاب سنی منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد پنجم ص ۳۳ و ارجح المطالب باب اص ۲۴

۲۔ حضرت ابوذر غفاری صدیق رضہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب سالتمآب صلعم سے سنا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام سے فرماتے تھے کہ تم صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہو کہ تم حق اور باطل میں فرق کرو گے (ارجح المطالب باب اول ص ۲۴)۔

نتیجہ اہلسنت کی کتب معتبرہ سے حالات حضرت عمر پڑھتے ہوئے ثابت ہوا کہ جناب خلافتمآب اہلبیت کے حق میں زیادہ سخت تھے۔ اور جو کچھ مصائب و تکالیف اولاد رسول مقبول صلعم کے پیش آئے انکا بنیادی پتھر حضرت عمر نے رکھا۔

سنی مسلمانو! انصاف کرو کہ آنحضرت صلعم سے گستاخی سے پیش آنیوالے ہر ایک جنگ سے بھاگنے والے وصایائے نبوی سے انکار کرنیوالے۔ شریعت میں بدعات جاری کرنیوالے۔ رسول اللہ صلعم کے گھر کو آگ لگانیوالے۔ حضرت عمر بھی کبھی افضل الناس بعد النبی خلیفہ رسول مقبول صلعم اور قطعی بہشتی ہوسکتے ہیں۔ غور کرو!

باب چہارم

آئینہ ایمان عثمان

مذہب سنی حضرت عثمان کو افضل الناس اور خلیفۂ رسول مقبول مان کر انکی سخت توہین وہتک کرتا ہے۔ مذہب سنی میں ہے کہ حضرت عثمان جنگ بہادر نہ تھے۔ وہ اقربا پرور اور مخالف کتاب اللہ و سنت تھے۔ سنو!

۱۔ جنگ احد سے فرار

حضرت عثمان جنگ بدر میں شامل نہ ہو سکے اور جنگ احد سے بھاگ گئے (ملاحظہ ہو صحیح بخاری مترجم پ ۱۶ ص ۱۰۷) اور بقول روضۃ الصفا جلد دوم ص ۹۱ جنگ احد سے بھاگ کر تیسرے روز جناب رسالتماب صلعم کے سامنے آئے۔

تاریخ حبیب السیر جلد دوم۔ مدارج النبوۃ جلد دوم ص ۱۴۵ تفسیر کبیر جلد سوم ص ۴۷ طبری جلد سوم ص ۲۱۔ ازالۃ الخفا مقصد اول ص ۷۷ تفسیر درمنثور جلد دوم ص ۸۹۔ استیعاب جلد دوم ص ۵۰۳۔

نوٹ۔ حضرت عثمان کی شجاعت و بہادری غزوات النبی صلعم میں جنگ احد کے بعد نہیں دیکھی گئی۔

۲۔ دجال کے پیرو

حضرت حذیفہ رازدار رسول صلعم نے فرمایا کہ جب دجال ملعون نکلیگا۔ عثمان کے دوستدار لوگ اسکی پیروی کریں گے (میزان الاعتدال ذہبی جلد اول حرف الزاء ص ۳۶۵ نمبر ۲۹۷۹۔ عن حذیفۃ ان خرج الدجال تبعہ من کان یحب عثمان۔

۳۔ حیاء عثمانی

حضرت عثمان نے اسی شب میں جس میں حضرت ام کلثوم نے انتقال فرمایا۔ ایک لونڈی سے صحبت کی تھی۔ آنحضرت صلعم کو انکا یہ کام پسند نہ آیا۔ آپ نے فرمایا تم میں کوئی ایسا ہے جو آج رات کو عورت کے پاس نہ گیا ہو۔ قبر میں اترے ابو طلحہ اترے (صحیح بخاری مترجم کتاب الجنائز ص۹۶ پ۵ سطر ۶ و ص۱۱۶ پ۵ معہ حاشیہ)

۴۔ اقربا پروری

سنہ ۲۵ھ میں حضرت عثمان نے سعد بن وقاص صحابی کو کوفہ سے معزول کر کے ولید بن عقبہ بن معیط صحابی کو (جو والدہ کی طرف سے رشتہ میں آپکے بھائی ہوتے تھے) وہاں کا حاکم کر کے بھیجا اسی پر سب سے پہلا الزام حضرت عثمان پر قائم کیا گیا۔ کہ آپ اپنے عزیزوں کی پرورش کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ولید نے نشہ میں لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور چار رکعت پڑھ کر سلام پھیرا اور مقتدیوں سے کہا۔ اگر کہو تو اور پڑھاؤں۔ (تاریخ الخلفا سیوطی ص۲۰۳ مطبع صدیقی لاہور۔

۵۔ سنہ ۲۷ھ میں عثمان نے حضرت عمرو بن عاص کو مصر سے معزول کر کے ان کی جگہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح (مرتد کاتب وحی اور رضاعی برادر عثمان) کو بھیجا (تاریخ الخلفا سیوطی ص۲۰۳ صدیقی)

۶۔ حضرت عثمان نے چھ سال کے بعد اپنی اعزا و اقربا کو عامل بنانا شروع کیا اور مروان ملعون کو ملک افریقہ کا خمس معاف کر دیا اور اپنے اقرباء کو بہت سا مال دے ڈالا (تاریخ الخلفا سیوطی ص۲۰۴)

۷۔ اولیات عثمان

سب سے پہلے آپ ہی نے لوگوں کی جاگیریں مقرر کیں اور جانوروں کے لئے چراگاہیں چھوڑیں تکبیر میں آواز دھیمی کی۔ مسجد میں خوشبو جلوائی۔ جمعہ میں اذان اول کا حکم دیا۔ موذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ آپ نے سب سے پہلے نماز عید سے پہلے خطبہ پڑھا۔ لوگوں کو خود زکوۃ نکالنے کا حکم دیا (حضرت ابوبکر نے تو خود زکوۃ نکالتے

والوں کو مرتد قرار دیکر قتل کر دیا تھا صابر) پولیس مقرر کی۔ حضرت عمر کی حالت دیکھکر مسجد میں اپنے لئے گوشہ بنوایا سب سے پہلے آپ ہی کی خلافت پر عیب چینی ہوئی اور آپکے انتخاب پر ایک نے دوسرے کو متہم کیا۔ تمام مسلمانوں کو ایک قرائت پر متفق کیا (قرائت سبعہ قرآنی کو مٹا دیا تاریخ الخلفا سیوطی مطبع صدیقی لاہور صہ ۹)

۸۔ سنہ ۲۴ھ میں حضرت عثمان کی نکسیر جاری ہوئی۔ حج کو نہ جا سکے (تاریخ الخلفا سیوطی صہ ۱۰۳) جناب رسول اکرم صلعم کی یہ پیشینگوئی پوری ہوئی۔ کہ میرے ممبر پر بنی امیہ کا ایک جابر بیٹھیگا اس کی نکسیر جاری ہوگی (تاریخ اسلام جلد سوم صہ ۱۲۴)

۹۔ ولید بن عقبہ صحابی شرابی گورنر کوفہ عامل عثمان کو جناب علی المرتضے علیہ السلام نے حد شراب میں چالیس کوڑے لگائے (صحیح بخاری مترجم پ ۱۵ صہ ۱۴۱ مطبع احمدی لاہور)

۱۰۔ افریقہ کے ۲۵ لاکھ دینار کا خمس اور مال غنیمت کا خمس حضرت عثمان نے ۵ لاکھ دینار پر اپنے چچازاد بھائی مروان ملعون راندہ درگاہ رسول مقبول صلعم کے حوالہ کر دیا حضرت عثمان نے اس میں سے ایک لاکھ دینار مروان کو دیدیئے (تاریخ اسلام دہلوی جلد سوم صہ ۱۲۸۔ تاریخ الاسلام عباسی صہ ۲۶۲۔ ملل و نحل جلد ۱ صہ ۵ حیوۃ الحیوان جلد ۱ صہ ۹۶۔ ابو الفدا جلد ۱ صہ ۱۶۸۔ سیف المحمدیہ صہ ۴۴۲)

۱۱۔ مخالفت کتاب اللہ

حضرت عثمان نے تمتع اور قرآن حج سے منع کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے یہ دیکھ کر یوں احرام باندھا۔ لبیک بحجۃ و عمرۃ یعنے قرآن کیا اور فرمانے لگے۔ میں آنحضرت صلعم کی حدیث کو کسی کے قول سے نہیں چھوڑ سکتا (صحیح بخاری پ ۶ صہ ۶۹۔ کتاب المناسک مطبع احمدی لاہور۔ صحیح مسلم مترجم کتاب الحج باب جواز التمتع جب $\frac{1259}{1258}$)

۱۲۔ جمعہ کے دن دوسری اذان دینے کا حکم حضرت عثمان نے دیا (صحیح بخاری مترجم

پ۔ کتاب الجمعہ ص ۳۱)

۱۳۔ حضرت عثمان نے لوگوں کی کثرت کے باعث جمعہ کے دن تیسری اذان بڑھائی (صحیح بخاری پ ص ۳۰ مطبع احمدی لاہور۔)

۱۴۔ حضرت عثمان نے برخلاف سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منیٰ میں چار رکعتیں پڑھائیں قصر نہ کیا۔ لوگوں نے یہ حال حضرت عبداللہ بن مسعود سے بیان کیا انہوں نے انا للہ کہا اور کہا کہ میں نے آنحضرت صلعم، حضرت ابوبکر و حضرت عمر کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھی۔ کاش ان خلاف سنت چار رکعتوں کے بدل سنت کے موافق مجھ کو دو مقبول رکعتیں ملیں (صحیح بخاری مترجم پارہ ۴ ص ۵۳۔ باب الصلوٰۃ المنیٰ۔ مطبع احمدی لاہور)

۱۵۔ ایذاء صحابہ

حضرت ابوذر صدیق غفاری رض جیسے زاہد و عابد صحابی کو شام سے ایک ننگی پیٹھ کے اونٹ پر بٹھوا کر مدینہ میں بلوایا اور ربذہ جنگل کیطرف جلاوطن کر دیا۔ جو مدینہ منورہ سے تین منزل پر ہے حضرت ابوذر غفاری رض نے ۳۲ھ میں تنہائی میں وفات پائی (تاریخ اسلام جلد سوم ص ۱۳۱ تطہیر الجنان حاشیہ صواعق محرقہ عربی ص ۱۵۶ صحیح بخاری پ ۶ ص ۱۲ مطبع احمدی لاہور۔ سیرۃ المحمدیہ ص ۴۴۸ تاریخ خمیس جلد دوم ص ۲۶۹)

۱۶۔ حضرت عثمان نے حضرت عبداللہ بن مسعود رض صحابی قاری و حافظ القرآن مسجد مدینہ منورہ سے نکال دیا اور حکم دیا کہ قرآن ابن مسعود کو جلادو اور ابن مسعود کے مال کو قرق کر کے سرکاری خزانہ میں ڈال دیا۔ مگر ابن مسعود نے اپنا مرتبہ قرآن جلایا اور نہ حضرت عثمان کے حوالہ کیا (تاریخ خمیس دیار بکری مصری۔ ص ۲۷۰ صحیح مسلم مفصل دیکھو انوار القرآن)

۱۷۔ حضرت عثمان نے منیٰ کو ایام حج میں خیمہ گاہ بنایا حسب دستور ایام جاہلیت ترک و احتشام سے دعوتیں دیں اور لوگوں کے پیٹھ پر کوڑے مارے (تاریخ اسلام جلد سوم باب چہارم ص ۱۴۳)

۱۸۔ مروان ابن الحکم ملعون جو حضرت عثمان کا چچا زاد بھائی تھا اور اس کو جناب رسول اکرم صلعم اور حضرات شیخین نے مدینہ منورہ سے جلا وطن کر دیا تھا۔ حضرت عثمان نے بر خلاف سنت رسول اکرم صلعم و سیرۃ الشیخین اس کو واپس مدینہ میں بلا کر اپنا وزیر اعظم بنا لیا۔ فدک کی جاگیر بخشدی اور افریقہ کا مال خمس حوالہ کر دیا۔ ملل و نحل شہرستانی صث جلد اول۔ حیوۃ الحیوان جلد اول ص۲۶ تاریخ ابوالفدا جلد اول ص۱۶۸۔ تاریخ خمیس دیار بکری ص۲۶۳ جلد دوم۔ روضۃ الصفا جلد دوم تاریخ اسلام جلد سوم ص۱۴۲۔ تاریخ طبری۔ سیرۃ المحمدیہ ص۴۴۸

۱۹۔ بارش کا پانی جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے سب بندگان خدا کیواسطے کار آمد ہے حضرت عثمان نے اس کو اپنے عزیزوں کیواسطے جاری کر دیا اور لوگوں کو محروم کر دیا۔ تاریخ اسلام جلد سوم ص۱۴۵۔

۲۰۔ حضرت عثمان نے منع کر دیا۔ کہ سمندر میں انکے تجارتی جہازوں کے سوا اور کوئی جہاز نہ چلے (تاریخ اسلام جلد سوم ص۱۴۵)۔

۲۱۔ حضرت عثمان نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو غلاموں سے اس قدر پٹوایا کہ آپکو فتق کی بیماری لاحق ہوگئی۔ کنز العمال۔ شرح تجرید۔ نہایہ ابن اثیر۔ استیعاب تاریخ اسلام۔ تاریخ اعثم کوفی و خمیس ص۲۷۱ ذہبی۔ تاریخ خمیس ص۲۷۱ جلد ۲

۲۲۔ حضرت علی علیہ السلام اکثر حضرت عثمان کو خلاف شریعت امور سے روکتے تھے مگر عثمان صاحب بجائے نصیحت پکڑنے کے الٹا حضرت علی کے درپے آزار رہتے (ازالتہ الخفا اردو جلد سوم ص۱۶۴)

۲۳۔ کتاب الامامتہ والسیاستہ ص۳۲ پر ہے صحابہ کرام نے اہل مصر کو ایک خط لکھا یہ خط مہاجرین اولین اور بقیۃ الشوریٰ کیطرف سے ہے ان صحابیوں اور تابعیوں کی طرف ہے جو مصر میں ہیں۔ آؤ خلافت رسولؐ کو بچاؤ۔ کیونکہ کتاب خدا بھول گئی ہے سنت رسول مقبول بدل گئی ہے۔ جو بقیہ اصحاب اور تابعین ہمارا خط پڑھیں۔ انکو ہم خدا کی قسم دیتے ہیں کہ جلد آئیں اور حق

ہمارے لئے لیں۔

نوٹ۔ پس اہلسنت کی کتابوں سے صاف ثابت ہوگیا کہ حضرت عثمان نے خلیفہ ہوکر بہت بے اعتدالی کی دین محمدی صلعم کو بدل ڈالا اور اللہ تعالٰے اور اس کے رسول مقبول صلعم کی مخالفت کی۔ مگر سنیوں نے انکو افضل الناس اور خلیفہ رسول صلعم بنا دیا۔

۲۴۔ حضرت عثمان کا قرآن جلانا

حضرت عثمان نے حضرت زید بن ثابت انصاری وغیرہ کو فرمایا کہ اگر قرآن میں اختلاف ہو تو قریش کے محاورے کے مطابق لکھنا۔ اس لئے کہ قرآن انہی کے محاورے پر اترا ہے۔ خیر انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب مصحفوں کو طیار کر چکے۔ تو حضرت عثمان نے حضرت حفصہ کا مصحف تو انکے پاس واپس کردیا اور ان مصحفوں میں سے ایک ایک مصحف ہر ایک ملک میں بھجوایا۔ اس کے سوا جتنے الگ الگ پرچوں اور ورقوں میں قرآن لکھا ہوا لوگوں کے پاس تھا۔ ان سب کو جلا دینے کا حکم دیا (ملاحظہ ہو تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری بارہ بیسواں کتاب فضائل القرآن۔ باب جمع القرآن صفحہ ۱۲۳ مطبع احمدی لاہور)

نوٹ۔ مفصل تحریف القرآن کی بابت دیکھو میرا رسالہ انوار القرآن جو قیامت تک لاجواب کتاب ہے)

۲۵۔ بی بی عائشہ کا فتوے

استیعاب ابن عبد البر مکی۔ تاریخ واقدی انسان العیون۔ تذکرہ خواص الامہ۔

حبیب السیر کتب اہلسنت والجماعت میں ہے جب حضرت عثمان نے تمام قرآنوں کو جلا دیا۔ تو بی بی عائشہ فرمایا کرتی تھیں اقتلوا احراق المصحف قرآن کے جلانیوالے کو قتل کرو۔ لعن اللہ نعثلاً۔ قتل اللہ نعثلاً اقتلوا نعثلاً فقد کفر۔ یعنی (عثمان) نعثل یہودی کو قتل کرو۔ اللہ اس پر لعنت کرے اور قتل کرے اس نے کفر کیا (روضۃ الاحباب جلد سوم صفحہ ۲۰ / ۱۲۱ ابن آبادی

ب۔ روضتہ الاحباب جلد سوم صفحہ ۱۵ پر ہے کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان کی شکائتیں حضرت عائشہ کے پاس کیں۔ بالجملہ بعضے ازیں امور مذکورہ حائل و باعث شد۔ مر عائشہ راکہ در شان عثمان گفت لعن اللہ نعثلاً۔ اللہ تعالےٰ عثمان نعثل یہودی پر لعنت کرے و قتل نعثلاً الخ

ج۔ کتاب مجمع البحار گجراتی جلد دوم صفحہ ۳۷۲۔ نہایہ ابن اثیر جذری باب نون مع العین الجزوالرابع مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۶ سطر ۴۔ النعثل کے لفظ میں لکھا ہے۔ حضرت عثمان کے دشمن آپکو نعثل سے تشبیہہ دیکر پکارتے تھے۔ جو ایک شخص مصر سے لمبی داڑھی والا تھا اور کہا گیا ہے کہ نعثل کے معنے بڈھا بیوقوف کے ہیں اور ضباع نے کہا کہ بی بی عائشہ حضرت عثمان کو جب غصہ ہوئیں اور مکہ شریف جانے لگیں تو نعثل نے کہا اقتلوا نعثلاً قتل اللہ نعثلاً یعنے عثمان کو قتل کر ڈالو۔ خدا نعثل یعنی عثمان کو قتل کرے (روضتہ الاحباب جلد سوم صفحہ ۱۵ منہ ۲ مطبوعہ تیغ بہادر امین آباد)

د۔ قاموس فصل نون نعثل میں اس کے معنے بڈھے۔ بیوقوف ہیں مدینہ میں ایک یہودی تھا وہ شخص لمبی داڑھی والا تھا۔ جب حضرت عثمان کو گالی دیجاتی تو اس نعثل یہودی سے نسبت دی جاتی۔

ہ۔ القصہ عائشہ تا در مدینہ بود در شانِ عثمان گفت قتل اللہ نعثلاً و لعن اللہ نعثلاً روضتہ الاحباب جلد سوم صفحہ ۱۶۔

و۔ تاریخ اعثم کوفی مطبوعہ نولکشور دہلی صفحہ ۱۵۲ پر ہے ام المومنین عائشہ بھی اس روپیہ کیوجہ سے جو انکو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے مقرر کر رکھا تھا اور اب حضرت عثمان نے اس کی ادائے گی میں تساہل اختیار کر لیا تھا۔ رنجیدہ خاطر تھیں۔ اسوقت قوم کو قتل عثمان پر آمادہ دیکھ لیا۔ کہا کہ اے عثمان تو نے بیت المال کو اپنا ہی مال سمجھ لیا ہے۔ امت رسول صلعم کو تکلیف اور مصیبت کے حوالہ کر دیا ہے اپنے آپ کو اور اپنے رشتہ داروں کو مسلمانوں کے مال میں دخیل کر دیا ہے

اور ہر ایک شخص کو ملکی انتظام دے رکھا ہے اللہ تعالےٰ تم کو آسمانی نعمتوں سے بے نصیب اور زمین کی برکتوں سے محروم کرے اگر اتنی بات بھی نہ ہوتی۔ کہ تم مسلمانی سیرت رکھتے ہو۔ اور پانچ وقت نماز ادا کرتے ہو۔ تو تمہیں اس طرح ذبح کر دیا ہوتا جس طرح اونٹ ذبح کرتے ہیں۔ غرض بی بی عائشہ نے قتل حضرت عثمان میں بڑی کوشش کی اور فرمایا کرتی تھیں۔ اب تک تو حضرت مصطفےٰ صلعم کا کفن بھی میلا نہیں ہوا عثمان نے انکی شریعت کو کہنہ کر دیا ہے اے لوگو اس بڈھے ساحر کو مار ڈالو۔ خدا اسے مارے۔ الخ

ز۔ بی بی عائشہ ہمیشہ حضرت عثمان کو جناب رسول اکرم صلعم کا قمیض اور بال مبارک نکال کر دکھاتی اور فرماتی کہ ابھی تک تو یہ نہیں بدلے اور تم نے دین محمدی صلعم کو بدل ڈالا (تاریخ ابوالفدا جلد اول صـ۱۸۱)

ح۔ لوگوں اہل مدینہ نے کہا کہ عبداللہ یہودی اور عثمان کو قتل کرو (ترمذی جلد دوم باب مناقب عبداللہ بن سلام)۔

۲۶۔ قتل عثمان

حضرت عثمان اپنی خلافت کے پچھلے چھ برسوں میں اپنے چچا کی اولاد پر مہربان ہوئے اور انکو عامل کرنا شروع کر دیا چنانچہ عبداللہ بن ابوسرح (مرتد کاتب وحی) کو مصر کا حاکم مقرر کیا۔ لیکن اسکو وہاں دو ہی برس ہوئے تھے کہ اہل مصر انکی شکایت کرنے دارالخلافہ میں آئے اس سے پہلے عبداللہ بن مسعود حضرت ابوذر غفاری۔ حضرت عمار بن یاسر کے معاملات میں بنوہذیل۔ بنوزہرہ اور انکے احلاف کو حضرت عثمان سے شکایت پیدا ہو چکی تھی اہل مصر کی شکائیت نے اور بھی بارود کا کام کیا۔ بی بی عائشہ نے آپ سے کہلا بھیجا۔ کہ صحابہ آپ سے چاہ رہے ہیں۔ کہ آپ اپنے عامل کو موقوف کریں۔ مگر باوجود اس کے کہ اس پر قتل کے الزام لگائے گئے ہیں۔ آپ اس کو معزول کرنے سے انکار کرتے ہیں یہ مناسب نہیں ہے آپکو چاہیئے اسکو سزا دیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی آپ سے کہا کہ یہ لوگ عامل پر

خون کا دعوے کرتے ہیں اور صرف یہ چاہتے ہیں ۔ کہ عبداللہ ابن سرح کی جگہ دوسرا آدمی مقرر کر دیں ۔ بہتر یہ ہے کہ آپ اس کو معزول کریں ۔ اگر بعد تحقیقات ان کا دعوے صحیح ہو تو انصاف کریں ۔ آخر حضرت محمد ابن ابوبکر حاکم مصر مقرر ہوئے ۔ بہت سے مہاجرین اور انصار بھی انکے ہمراہ گئے ۔ جب یہ قافلہ تیسری منزل پر پہنچا تو پیچھے سے حضرت عثمان کا حبشی غلام نہایت تیزی کیساتھ اپنی سانڈنی کو اڑائے لئے جاتا تھا ۔ اس کو پکڑا اور تلاشی لی تو مشکیزہ سے ایک خط نکلا ۔ جس کا مضمون یہ تھا ۔

جب محمد ابن ابوبکر اور فلاں اشخاص وہاں پہنچیں تو انکو کسی حیلہ سے قتل کر ڈال اور انکے فرمان تقرر کو باطل سمجھ اور تاہدایت ثانی اپنی حکومت پر قائم رہ اور جو کچھ تیری شکائتیں لے کر یہاں آئے تھے انکو بھی قتل کر دے ۔

یہ خط پڑھکر سب دنگ رہ گئے وہیں سے مدینہ شریف لوٹ جانیکا قصد کر لیا ۔ وہاں پہنچکر حضرت طلحہ ۔ زبیر ۔ حضرت علی ۔ حضرت سعد اور دیگر صحابہ کو جمع کیا خط دکھلایا سب کو غصہ آیا ۔ حضرت ابن مسعود حضرت ابوذر اور حضرت عمار کے معاملات یاد کر کے یہ آگ اور بھڑک اٹھی ۔ لوگوں نے حضرت عثمان کا مکان محصور کیا ۔ پانی کا اندر جانا بند کیا ۔ حضرت عثمان نے دیوار سے جھانک کر پوچھا کہ یہاں علی بھی ہیں لوگوں نے کہا نہیں ۔ آپنے فرمایا کہ کوئی اتنا کام کرے کہ حضرت علی کو اس حال سے خبر دے اور ہم پیاسوں کو پانی ملا دے ۔ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام کو خبر دی گئی آپنے فوراً تین آبخشکیرے پانی کے آپکے یہاں بھیجدیئے ۔ پھر حضرت علی علیہ السلام کو اطلاع ملی کہ اگر مروان شیطان سپرد نہ کیا گیا تو حضرت عثمان ضرور قتل ہو جائیں گے آپنے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کو حکم دیا کہ تم تلواریں لئے ہوئے حضرت عثمان کے دروازے پر کھڑے رہو اور کسی کو اندر نہ گھسنے دو حضرت محمد بن ابوبکر نے یہ دیکھکر تیر چلانے شروع کئے ۔ یہانتک کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کے بھی خون بہنے لگا ۔ محمد بن طلحہ اور حضرت علیؑ کے

غلام قنبر نے بھی زخم کھایا۔ محمد بن ابوبکر اور اس کے دو ساتھی مکان کے پیچھے سے چڑھ کر حضرت عثمان تک پہنچ گئے اور حضرت عثمان کی داڑھی پکڑ لی۔ اور آپ نے فرمایا کہ اگر تیرا باپ مجھ کو اس حالت میں دیکھتا تو کیا کہتا یہ سنتے ہی محمد بن ابوبکر کا ہاتھ ڈھیلا پڑ گیا۔ اتنے میں وہ دونوں آدمی آ گئے اور حضرت عثمان کی طرف جھپٹے اور آپکو قتل کر کے اسی راستہ سے بھاگ گئے۔ حضرت عثمان کی زوجہ کوٹھے پر چڑھ کر با آواز بلند کہا کہ امیر المومنین قتل کر دیئے گئے۔ لوگ دوڑ پڑے۔ حضرت عثمان وسط ایام تشریق ۳۵ھ میں قتل ہوئے آپکو شب شنبہ مابین مغرب و عشا حش کوکب میں دفن کیا گیا (خلاصہ از تاریخ الخلفا سیوطی از صفحہ ۸۴ تا صفحہ ۸۶ مطبع صدیقی لاہور۔ روضۃ الاحباب جلد دوم صفحہ ۲۸۰ تا صفحہ ۲۹۶ مطبوعہ تیغ بہادر امین آباد۔

مدفن عثمان

الف۔ حش کوکب میں آپکو دفن کیا گیا (تاریخ الخلفا سیوطی صفحہ ۸۶ صدیقی لاہور)

ب۔ حضرت عثمان کی لاش تین دن تک کھلی پڑی رہی اور بغیر غسل اور بغیر جنازہ کے دفن کی گئی (واشنگٹن ارونگ حصہ دوم حالات حضرت عثمان صفحہ ۱۶۵۔ انگریزی)

ج۔ حضرت عثمان جنت البقیع سے باہر حش کوکب میں دفن ہوئے۔ حش کوکب پاخانہ پھرنے کی جگہ تھی۔ جس کے قریب یہودیوں کا گورستان تھا (روضۃ الاحباب جلد دوم صفحہ ۲۶۵/۲۶۶ مجمع البحار صفحہ ۲۷۰۔

۵۔ حش کوکب جنت البقیع سے باہر ایک جگہ تھی کہ لوگ وہاں اپنے مردے دفن کرنا پسند نہ کرتے تھے (جذب القلوب الی دیار المحبوب شیخ عبد الحق دہلوی مطبع نولکشور صفحہ ۱۶۵۔

۶۔ حضرت عثمان کی نعش ایک گھوڑے۔ اروڑی پر ڈال دیا گیا۔ جہاں یہ نعش تین دن رات بے گور و کفن پڑی رہی۔ ایک کتا نعش کی ایک ٹانگ کھا گیا۔ آخر کار حش کوکب یہودیوں کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ معاویہ نے اپنی زمانہ

خلافت میں اس کو جنت البقیع سے ملا دیا (ملاحظہ ہو تاریخ اعثم کوفی سنی - کنز العمال استیعاب - تاریخ خمیس جلد دوم ص۲۶۵ -

و - کتاب الامامۃ والسیاسۃ ص۴۴ پر ہے کہ چند آدمیوں نے حضرت عثمان کی لاش اٹھائی انکا سر طق طق کرتا تھا - اس کو جنازہ گاہ میں رکھا تو انصاری کھڑے ہو گئے وہاں سے لاش اٹھوا دی اور بقیع میں لے گئے تو جبلہ انصاری نے کہا کہ بخدا تم اسے بقیع رسول صلعم میں دفن نہ کر سکو گے اور نہ ہم تم کو چھوڑیں گے کہ اس پر نماز پڑھو - وہاں سے بھی نکالے - یہاں تک کہ حش کوکب میں آئے اور ایک گڑھا کھود لاش کو اس میں ڈال دیا - روضۃ الاحباب جلد دوم ص۲۶۵ ص۲۹۵/۲۹۹ امین آبادی

ز - مجمع البحار لغت حدیث اہلسنت ص۲۷۴ پر ہے حش سے مراد پاخانہ ہے واحد حش ہے - کیونکہ عرب کے اکثر باغوں میں پاخانہ پھرتے تھے اور حدیث عثمان میں ہے کہ حضرت عثمان حش کوکب میں دفن ہوئے اور وہ ظاہر مدینہ میں بقیع کے باہر ایک باغ تھا اور کوکب اس شخص کا نام تھا جس کا وہ پاخانہ تھا انتہی -

فرمایئے جناب حضرت عثمان کو روضۂ رسول مقبول میں کیوں جگہ نہ ملی اور فرمایئے کہ جن صحابہ نے حضرت عثمان کو قتل کیا وہ مسلمان تھے یا کافر؟

پس حضرت عثمان کے اصلی حالات انکے اعمال اور انکی بدعات و احداث سے صاف ثابت ہوا کہ وہ بموجب کتب سنیہ ہرگز خلیفۂ رسول مقبول صلعم نہ تھے اور نہ ہی وہ قطعی بہشتی تھے - ہاں وہ مسلمان تھے -

فصل احداث حضرات اصحاب ثلاثہ و احادیث حوض کی مطابقت

معزز ناظرین - مومنین با تمکین اور سنی مسلمین آپ حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان کے اصلی واقعات اور احداث اور بدعات کو ان احادیث صحیحہ سے مطابق کر لیں - پھر اپنی رائے قائم کریں -

۱ - پہلی حدیث حوض - عن عبد اللہ عن النبی صلعم - قال انا فرطکم

علی الحوض ولیرفعن رجالُ منکم ثم لیختلجن دونی فاقول یارب اصحابی
فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک۔ فیض الباری شرح صحیح بخاری مطبع
محمدی لاہور پارہ ستائیسواں ص۔ کتاب الحوض۔ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے
روایت ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ میں تمہارا پیشوا اور پیش رو ہوں۔ حوض کوثر
پر البتہ میرے سامنے تم میں سے چند لوگ لائے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب
میں جھکوں گا۔ کہ انکو حوض کوثر کا پانی دوں۔ تو پھر وہی لوگ میرے پاس سے
ہٹائے جاوینگے تو میں کہوں گا اے میرے رب یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ تو
حکم ہوگا۔ کہ تو نہیں جانتا۔ کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں نکالیں۔

۲۔ دوسری حدیث حوض۔ عن انس عن النبی صلعم قال لیردون علی ناس من
اصحابی الحوض حتی عرفتہم اختلجوا دونی فاقول اصحابی فیقول لاتدری
ما احدثوا بعدک۔ فیض الباری شرح صحیح بخاری پ ۲۷ ص ۱۰۳ مطبع محمدی لاہور
ترجمہ۔ حضرت انس سے روایت ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ البتہ آوینگے میرے
پاس کچھ لوگ میرے اصحاب سے حوض پر یہاں تک کہ میں نے انکو پہچانا۔ میرے
پاس سے ہٹائے جاویں گے۔ تو میں کہوں گا۔ کہ یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ تو فرشتہ
کہیگا۔ کہ تو نہیں جانتا۔ کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں نکالیں۔

۳۔ تیسری حدیث حوض۔ یہ الفاظ ہیں۔ فاقول انہم منی فیقال انک لاتدری
ما احدثوا بعدک فاقول سحقاً سحقاً لمن غیّر بعدی (فیض الباری شرح
صحیح بخاری پ ۲۷ ص ۱۰۳ مطبع محمدی لاہور۔ ترجمہ۔ میں کہوں گا کہ دے مجھے ہیں۔ تو
حکم ہوگا۔ کہ تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد انہوں نے کیا کیا بدعتیں نکالیں۔ تو میں کہوں گا
دوری ہو اس کو جس نے میرے بعد بدعت نکالی۔

۴۔ چوتھی حدیث حوض۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال یردُ علی
یوم القیامۃ رھط من اصحابی فیحلّئون عن الحوض فاقول یارب اصحابی
فیقول انک لاعلم لک بما احدثوا بعدک انہم ارتدوا علی ادبارھم

التعصفوی رفیض الباری شرح صحیح بخاری پ ۲۷ صنہ ۱۰۱ ۔ مطبع محمدی لاہور ۔ العلم ترجمہ صحیح مسلم صدیقی صنہ ۲۳۱ صنہ ۲۳۲) ترجمہ ۔ حضرت صلعم نے فرمایا ۔ کہ مجھ پر قیامت کے دن میرے اصحاب سے ایک جماعت وارد ہوگی ۔ سو وہ حوض کوثر سے ہٹائے جائیں گے ۔ تو میں کہوں گا ۔ کہ اے رب یہ تو میرے ساتھی ہیں ۔ تو خدایا فرشتہ کہیگا ۔ کہ تجھ کو معلوم نہیں ۔ کہ تیرے بعد انہوں نے کیا نئی راہ نکالی وہ اپنی پشتوں پر الٹ پلٹ گئے تھے ۔

۵ ۔ پانچویں حدیث حوض ۔ ابن مسیب سے روایت ہے ۔ کہ حضرت نے فرمایا کہ کچھ لوگ میرے اصحاب سے حوض پر آویں گے ۔ پھر اس سے ہٹا لئے جاویں گے تو میں کہوں گا یا رب یہ تو میرے ساتھی ہیں ۔ تو حکم ہوگا ۔ کہ تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد انہوں نے کیا کیا بدعتیں نکالیں ۔ وہ اپنی پشتوں پر اُلٹے پلٹ گئے تھے (فیض الباری شرح بخاری پ ۲۷ صنہ ۱۰۵ مطبع محمدی لاہور ۔ کتاب الحوض مسلم مترجم صنہ ۲۳۴

۶ ۔ چھٹی حدیث حوض ۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے ۔ کہ حضرت صلعم نے فرمایا ۔ کہ جس حالت میں قیامت کے دن اپنے حوض پر کھڑا رہوں گا ۔ ایک گروہ میرے سامنے آئے گا یہاں تک کہ جب میں انکو پہچان لوں گا ۔ تو میرے اور انکے درمیان ایک مرد نکلیگا تو وہ انسے کہیگا ۔ آؤ سو میں کہوں گا ۔ کہ انکو کدھر لے جاویگا وہ کہے گا ۔ خدا کی قسم دوزخ کی طرف میں کہوں گا ۔ انکا کیا حال ہے یعنی انسے کیا قصور ہوا تو وہ مرد کہے گا کہ یہ لوگ تیرے بعد اُلٹے اپنی پشتوں پر پلٹ گئے تھے الخ (فیض الباری پارہ ستائیسواں صنہ ۱۰۵)

۷ ۔ ساتویں حدیث حوض ۔ بی بی اسماء سے روائیت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا مقرر میں حوض کوثر پر ہوں گا ۔ تاکہ دیکھوں تم میں سے جو وارد ہوتا ہے اور چند لوگ میرے پاس سے ہٹائے جاوینگے ۔ یا میرے پاس آنے سے روکے جاوینگے تو میں کہوں گا اے رب یہ لوگ میرے ہیں اور میری امت سے ہیں تو حکم ہوگا کہ بھلا تجھ کو معلوم ہے ۔ جو انہوں نے تیرے بعد عمل کیا قسم ہے اللہ کی ہمیشہ اپنی

ایڑیوں کے بل پھرتے رہے (فیض الباری شرح بخاری پ۲۷ ص۱۰۱)

نتیجہ سُنی مسلمانو! حنفی بزرگو۔ اہلحدیث دوستو! چند لمحہ کیواسطے اپنے پرانے دقیانوسی خیالات اور اپنے من گھڑت باپ دادا کے جمائے ہوئے عقائد اور ملاں مولویوں کے قصے افسانے دور کردو اور غور سے سوچو کہ یہ کون لوگ ہیں جنکے بارے میں ارشاد ہو رہا ہے۔ یہ لوگ آنحضرت صلعم کے خاص اصحاب ہوں گے جنہوں نے بعد وفات سرور عالم صلعم بدعات جاری کیں۔ امر حق کی مخالفت کی اور دین اسلام حقیقی کو چھوڑ کر اپنے اجتہاد۔ قیاس اور رائے کو مقدم سمجھا۔ کتاب اللہ وسنت کو چھوڑ دیا۔ کون بزرگ۔

سنو! حضرت ابوبکر کے شان ایمان میں یہ صریح فرمان موجود ہے۔ ولا ادری ما تحدثون بعدی (موطا امام مالک)

جناب رسالتمآب صلعم نے صاف بتلا دیا۔ کہ حضرت ابوبکر سے احداث ہونگے۔ اگر بنی تمیم کے چند گنوار مسیلمہ کذاب کے ہمراہ اسلام سے دست بردار ہو گئے۔ تو انہوں نے احداث وبدعات پیدا نہیں کی۔ بلکہ وہ مرتد ہو گئے۔ بدعات کو وہی جاری کرتا ہے۔ جو ملک کا بادشاہ حاکم ہو آپ ٹھنڈے دل سے حضرات اصحاب ثلاثہ اور معاویہ بن ابوسفیان کے احداث وبدعات کا مقابلہ ان احادیث حوض سے کریں اور حق کا راستہ اختیار کریں۔

غور سے سنیں۔ جب تک تمہاری کتابوں میں یہ احادیث وروایات موجود ہیں۔ حضرات اصحاب ثلاثہ اعتراضات سے نہیں بچ سکتے۔

ہاں جس وقت یہ تمام کتب احادیث وتفاسیر وتواریخ دنیا کے تختہ سے غائب ہو جائیں گے تب شیعہ اور سنی کا اتفاق ہو جائیگا۔

باب پنجم ۵

جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ و آئمۃ الہدیٰ نے حضرات ثلاثہ کو کیا سمجھا!

اول خطبہ شقشقیہ

قال امیر المؤمنین علیہ السلام ۔ اَمَا واللّٰہ لقد تقمصھا فلان (ابن ابی قحافہ) وانہ لیعلم ان محلی منھا القطب من الرحی ۔ ینحدر عنی السیل ولا یرقی الی الطیر فسدلت دونھا ثوباً وطویت عنھا کشحاً الی آخرہ ۔ ترجمہ ۔ اے سننے والے خبردار ہو جا کہ قسم خدا کی فلاں شخص (ابوبکر) نے پیرہن خلافت کو زیب تن کر لیا ۔ حالانکہ وہ خوب جانتا تھا ۔ اور اسے اچھی طرح یقین تھا ۔ کہ خلافت کے لئے میرا وہی مقام ہے اور مجھے اُس سے وہی نسبت ہے جو قطب آسیا کو آسیا سے ۔ مجھ سے علم کا ایک متلاطم دریا نکل رہا ہے اور میرے علم و منزلت کا پایہ وہ رفیع و بلند ہے ۔ جہاں پہنچتے ہوئے شاہین تیز پرواز کے پر جلتے ہیں ۔ جب ابن ابی قحافہ نے اس پیرہن کو ناحق اپنی زینتِ تن بنالیا ۔ تو میں نے اپنے اور اس کی خلافت کے درمیان پردہ ڈال دیا ۔ اس سے پہلو تہی کی اور اس معاملہ میں غور کرنا شروع کیا کہ اپنے بریدہ اور شکستہ ہاتھ سے اس پر حملہ کروں یا اس ظلمت اور تاریکی ضلالت پر صبر کروں یہ ایک ایسی مصیبت تھی جس کے صدمہ سے خورد سال بوڑھا ضعیف ہو جائے اور مومن رنج و غم میں گرفتار رہو ۔ یہاں تک کہ وہ اپنے پروردگار سے ملاقات کرے

اس وقت میں نے دیکھا کہ اس واقعہ پر صبر کرنا بہت ہی بہتر اور نہایت ہی عقلمندی ہے۔ لہذا میں نے صبر اختیار کیا۔ مگر اس وقت یہ حالت تھی کہ آنکھیں غبار اندوہ و غبار مصیبت کی خلش میں گرفتار تھیں اور حلق میں غم وغصہ کی ہچکیوں سے پھندے پڑ جاتے تھے اور میں دیکھ رہا تھا کہ میری میراث کس طرح تاراج و غارت ہو رہی ہے یہاں کہ اول (غاصب) تو اپنے رستہ پر گذر گیا۔ مگر اپنے بعید خلافت کے ڈول کو ابن الخطاب کے کنوئیں کیطرف پھینک گیا۔ یہاں تک ارشاد فرمانے کے بعد آپنے تمثیلاً اعشیٰ ایک شاعر عرب کا شعر پڑھا۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ ایک وہ زمیں اپنے اونٹ پر سختیوں میں سفر کر رہا تھا اور ایک روز حیاں برادر جابر کے ہمراہ راحت و نعمت میں محو تھا۔ ان ہر دو روز میں کس قدر فرق ہے۔ اعشیٰ قبیلہ بنی قیس میں سے ایک شاعر تھا اور حیان و جابر دو بھائی تھے۔ حیان بڑا تھا جابر چھوٹا۔ حیان مقام یمامہ میں صاحب قلعہ اور اہل دولت تھا۔ ہمیشہ عیش و عشرت میں بسر کرتا تھا۔ نہ سفر کرتا تھا نہ رنج سفر سے اُسے آگاہی تھی۔ اعشیٰ اس کا ندیم اور مصاحب تھا۔ اس نے ایک قصیدہ اس کی تعریف میں لکھا اور اسی قصیدہ کا یہ شعر ہے۔ جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ مطلب اس کا یہی ہے کہ ایک روز میں اونٹ پر سوار ہوکر حصول معیشت کے لئے سرگردان پھرتا تھا اور ایک روز حیان کا ندیم اور مصاحب تھا۔ کچھ فکر ہی نہ تھی عجب انقلاب ہے

اسی طرح حضرت امیر المومنین علیہ السلام نہایت حسرت و اندوہ کے ساتھ اس تمثیل کے ذریعہ سے اپنے مافی الضمیر سے آگاہ فرماتے ہیں۔ کہ برادر بزرگ رسول صلعم کے زمانہ میں کس شادمانی اور فرحت کے ساتھ بسر ہوتی تھی اور یا یہ آج کا دن ہے۔ غرض پھر آپنے فرمایا۔ مگر مجھے تو تعجب ہے اور سخت تعجب ہے کہ وہ جانیوالا اپنی حیات میں بیعت خلافت کے توڑ دینے کا حکم دیتا تھا۔ وہ اقالہ طلب کیا کرتا تھا۔ مگر باوجود اس قول کے اپنے مرنے کے بعد دوسرے کیساتھ خلافت کو منعقد کر دیا اور واقعی امر یہ ہے کہ پستان ناقہ خلافت کو دونوں نے آپس میں خوب بانٹ لیا۔ افسوس خلافت کو اس درشت مزاج اور تند خو کے حوالے کر دیا جس کی زبان کے زخم نہایت سخت

اور۔ جس کا چھونا بھی ناگوار تھا۔ جس کی گفتار و کردار دونوں ناہموار و ناہنجار تھیں۔ اس کی طبیعت میں سخت لغزشیں تھیں۔ وہ قدم قدم پہ ٹھوکریں کھاتا تھا اور پھر اپنی لغزشوں پر (از راہِ زمانہ سازی) عذر خواہ بھی ہو جاتا تھا۔ ایسی طبیعت والے شخص کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے۔ جو کبھی بوجھ نہ اٹھانیوالے اونٹ پر سوار ہو۔ اگر یہ سوار اس کی مہار کھینچتا ہے تو اس کی ناک پارہ پارہ ہو جاتی ہے۔ اور اگر چھوڑتا ہے تو خود گرنے کا خوف ہے۔ حیات خداوی کی قسم کہ لوگ اس کے سبب سے خبط میں مبتلا ہو گئے۔ ہر اہل و نااہل دینی و دنیوی امور میں رائے زنی کرنے لگا۔ متلون مزاجیاں دامنگیر ہو گئیں۔ اعتراضوں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ خیر میں نے ان صدمات پر بھی صبر کیا۔ اس محنت کی شدت کو بھی برداشت کیا یہاں تک کہ یہ شخص بھی اپنے رستہ پر گذر گیا۔ (مر گیا) اور امرِ خلافت کو ایک جماعت کے سپرد کر گیا۔ اور گمان کیا کہ میں بھی ان میں سے ایک ہوں۔ یا اللہ میں اس شورے کی بابت فریاد کرتا ہوں۔ مجھے کسی زمانہ میں یہ تردد و شک لاحق ہوا تھا۔ کہ میں اس جماعت کے اول اور پیشوا (ابوبکر) کا مصاحب اور ساتھی بن جاؤں۔ یہاں تک کہ اس جماعت کے ایسے ایسے لوگوں سے مقارن ہوں۔ جب خود ابوبکر کی ہی مصاحبت اور معیت مجھے پسند نہ تھی۔ جو انکا پیشوا تھا۔ پھر انکے شریک مشورہ ہونا مجھے کیونکر پسند ہو۔ میری شان و قدر، علم و فضل، حکمت و اخلاق کے درجے بہت اعلےٰ ہیں۔ جاہلوں کے مشورہ میں شریک ہونا مجھے کب گوارا ہو سکتا ہے۔ لیکن جب یہ لوگ زمین کی طرف اترے۔ مجبوراً میں بھی انکے ساتھ اترا اور جب یہ اونچی اڑان پر گئے مجھے بھی ہمراہ رہنا پڑا۔ اب مجھے تو انکا رام کرنا اور انہیں ہدایت کا رستہ دکھا دینا مطلوب ہے۔ جیسے اہلی کبوتر جنگلی کیساتھ پرواز کر کے اسے اپنا کر لیتا ہے۔ پس اس جماعت میں سے ایک شخص (سعد بن ابی وقاص) اپنے حسد اور کینہ کیوجہ سے میرا دشمن ہو گیا اور ایک دوسرا شخص (عبدالرحمن بن عوف) اپنے داماد (عثمان) کیطرف مائل ہو گیا اور دو اور شخص بھی اس کے ہمزبان ہو گئے۔ جو اپنی قباحت اور ذلالت کے لحاظ سے اس قابل بھی نہیں کہ انکا نام لیا جائے۔ یہاں تک کہ اسی قوم میں سے ایک تیسرا شخص (عثمان) مسندِ خلافت پر قائم ہو گیا۔ اور اس کی یہ حالت تھی کہ

اس نے اپنے معدہ اور امعاد کو حلق تک دنیا کے مال سے بھر لیا۔ تن پروری اختیار کی لوگوں کے مال کھانے شروع کئے۔ پھر اس کے ساتھ ہی اس کے باپ بیٹے عزیز واقارب بنی امیہ بھی کھڑے ہو گئے اور خدا کے مال بیت المال کو اس طرح کھانے لگے۔ جیسے اونٹ فصل بہار کی گھانس کو چر جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے قبیلے اس پر ٹوٹ پڑے۔ واس کی جماعت پراگندہ ہو گئی۔ اور اس کے عمال نے اس کے قتل کرنے میں بڑی سرعت سے کام لیا۔ اور اس کی شکم پری نے اسے رُندھا منہ کے بل گرا دیا (فقرا اور مستحقین کا مال کھا جانے اور بیت المال میں اسراف کرنے سے یہ نوبت ہو گئی۔ اس وقت بھی کسی چیز نے مجھے خوف وخطر میں مبتلا نہیں کیا۔ مگر یہ لوگ میری طرف بجوؤں کیطرح یکے بعد دیگرے چلے آتے تھے اور چاروں طرف سے بیعت کے لئے مجھے گھیر لیا تھا یہاں تک کہ حسنین علیہم السلام اسی کشمکش اور اژدہام میں پامال ہو گئے اور میری چادر کے دونوں گوشے پھٹ گئے اور بکریوں کے گلے کی طرح لوگ گھیرے گرد جمع ہو رہے تھے۔ ان تمام امور سے مجبور ہو کر جب میں نے امر خلافت کو قائم کیا تو ایک گروہ ناکثین میں داخل ہوا (مثل طلحہ وزبیر وامثالہم) ایک جماعت خوارج اپنے اقوال سے پھر گئے اور کچھ لوگ (مثل اصحاب معاویہ) فاسق ہو کر اطاعت خداوندی سے باہر ہو گئے۔ گویا انہوں نے خدائے بزرگ وبرتر کا یہ کلام سنا ہی نہ تھا۔ تلک الدار الآخرۃ نجعلھا للذین لایریدون علوا فی الارض ولا فسادًا والعاقبۃ للمتقین ترجمہ۔ یہ سرائے آخرت ہم نے ان لوگوں کے لئے بنائی ہے جو زمین پر سرداری۔ جاہ طلبی اور فتنہ وفساد کے ارادہ نہیں کرتے اور عاقبت کی نیکیاں پرہیزگاروں ہی کے لئے ہیں (قسم خدا کی انہوں نے اس کلام کو سنا تھا۔ یہ الفاظ انکے دلوں پر نقش تھے۔ مگر شیطان نے دنیا کو طرح طرح کی آرائشوں کیساتھ انکی آنکھوں کے سامنے پیش کیا تھا۔ اور اس زائل ہو جانیوالے جمال پر انہیں فریفتہ کر دیا تھا۔ ہاں آگاہ رہو قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا۔ انسان کو نیستی سے میدان ہستی میں کھڑا کر دیا۔ اگر حاضرین کی کثرت نہ ہوتی۔ ناصرین کا ہجوم قیام حجت کے لئے نہ ہوتا۔ اور مجھے اس عہد ومیثاق کا بھی خیال نہ ہوتا۔ جو پروردگار عالم نے علماء سے

لے لیا۔ کہ ظالم کو مسکینوں اور غریبوں کے مال کھانے کی اجازت نہ دیجائے اور مظلوم ظالم کے ستم سے بھوکا نہ رہے۔ تو بیشک میں خلافت کی مہار کو اس کے اونٹ کے کوہان پر ڈال دیتا۔ کہ جہاں چاہے چلا جائے اور آخری حصہ خلافت کو بھی اس سے پہلے خالی پیالے سے سیراب کر دیتا۔ میں خلافت کو اختیار نہ کرتا اور کبھی اس کے اہل کو آب حیات ابدی سے سیراب نہ کرتا۔ وہ مثل سابق پیاسے ہی رہتے اور العطش العطش کہتے کہتے مرجاتے۔ یہ دنیا جو تمہیں اس قدر مرغوب ہے جس پر تم یوں جان دیتے ہو واللہ یہ میرے نزدیک بکرے کی چھینک سے بھی زیادہ ذلیل و خوار ہے۔ (دیکھو نیرنگ فصاحتہ ترجمہ نہج البلاغۃ مطبع یوسفی دہلی صفحہ ۱۴ تا ۱۹)

۲۔ سنی محدث عقیلی نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ سے اور ابن حجر نے لسان المیزان میں لکھا ہے کہ جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام نے شوریٰ ثالث کے دن فرمایا لوگوں نے ابوبکر کی بیعت کی لیکن خدا کی قسم میں اس سے اس امارت زیادہ مستحق و لائق تھا۔ میں نے اس کو سنا و قبول کیا تاکہ مخالفت نہ اٹھ کھڑے ہو اور لوگ کفر کی طرف لوٹ کر ایک دوسرے کی گردن نہ ماریں۔ پھر لوگوں نے عمر کی بیعت کی اور خدا کی قسم میں اس سے ہر طرح لائق اور حقدار تھا۔ پس میں نے مخالفت کیوجہ سے سنا اور قبول کیا۔ تاکہ لوگ کافر ہو کر ایکدوسرے کو قتل نہ کریں۔ اب تمہارا ارادہ ہے کہ عثمان سے بیعت کرو۔

۳۔ جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام نے صفین کے جنگ سے واپس ہوتے ہوئے خطبہ میں فرمایا اہلبیت رسول اللہ صلعم کے رازہائے پوشیدہ اور چھپے ہوئے علوم کے مخزن ہیں۔ اس کے حکم کی پناہ ہیں۔ اس کے تیر علم کے لئے ترکش ہیں۔ اس کی حکمتوں کے مرجع۔ اس کی سنن مکتوبہ کے منبع اور اس کے دین کے لئے ایسے پہاڑ جنکے سبب سے یہ دین قائم ہے۔ انہیں کی مدد سے آپنے دین ٹیڑھی ہو جاتے والی پشت کو سیدھا کر دیا۔ اور اپنے شانوں کے گوشت کی لغزش کو دور کر دیا۔ نیرنگ فصاحتہ صفحہ ۱۳ ترجمہ نہج البلاغۃ)

۴۔ قوم اغیار دوسرے گروہ کے لیئے فرماتے ہیں قوماً اخرین زرعوالفجور وسقوہ الغرور وحصد والثبور لایقاس بآل محمد الی اخرہ۔ ترجمہ۔ ان لوگوں نے فسق وفجور کی تخم ریزی کی۔ پھر اسے غفلت اور غرور کے پانی سے سینچا اور پھر اس نخل میں وہ خوشے نکل آئے۔ جو خسران اور تباہی سے بھرے ہوئے تھے اس امت میں سے کسیکو آل محمدؐ سے نسبت نہیں دی جاسکتی اور وہ شخص کبھی اہلبیت محمدؐ کا ہم پلہ نہیں ہوسکتا جسپر انکی نعمتیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے جاری ہوچکی ہیں (نعمت دین ہر شخص کو اہلبیت رسالت صلعم سے ملی ہے۔ اب جسکا جی چاہے خلیفۂ رسولؐ امیر المومنین بنجائے) یہ لوگ آل محمدؐ صلعم دین اسلام کی بنیاد ہیں اور یہی لوگ صدق ویقین کے ستون ہیں۔ انہیں کیطرف گرا ہوا علم واعتقاد رجوع ہوتا ہے اور عمل وعبادات کہ علم کے دوسرے درجہ پر ہیں انہیں سے لاحق ہوتے ہیں۔ علم دین خدا انہی سے حاصل ہوتا ہے اور اعمال وعبادات کے سکھانیوالے بھی یہی ہیں حقوق ولایت کے لیئے جو خصوصیتیں ہونی چاہیں وہ ان میں موجود ہیں۔ وصیت وراثت (خلافت) انہیں کے لیئے مختص ہے۔ شکر خدا اب وہ زمانہ ہے کہ حق صاحبان حقوق کیطرف راجع ہوا ہے اور پھر اسی مقام کی طرف آگیا ہے جہاں سے نکال لیا گیا تھا (نیرنگ فصاحت ترجمہ نہج البلاغتہ ص۱۴۰)

۵۔ ابوالفدا کے حوالہ سے مولف المرتضےٰ لکھتا ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو علاوہ کتاب اللہ وسنت رسول پر عمل کرنے کے دونوں خلیفوں کی خصلت پر چلنے کو کہا تھا۔ علی المرتضےٰ علیہ السلام نے جواب دیا اپنے مبلغ علم اور طاقت کے موافق عمل کروں گا۔ پھر عثمان کو بلایا اور جو کچھ علی المرتضےٰ سے کہا تھا وہی ان سے کہا اور سر مسجد کی چھت کی طرف اٹھا کر اور عثمان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اے خدا تو سن اور گواہ رہو کہ میں نے اپنی گردن کا بوجھ عثمان کی گردن پر رکھ دیا اور انسے بیعت کرلی۔ یہ واقعہ محرم ۲۴ھ کا ہے اس وقت علی المرتضےٰ علیہ السلام نے کہا۔ یہ پہلا دن ہمارے ظلم ظاہر ہونے کا نہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون انتھی بکلام۔ نوٹ۔ لفظ ظلم پر غور کرو۔

مفصل حالات بنی سقیفہ اور جناب امیر علیہ السلام کی ناراضگی دیکھو ثبوت خلافت حصہ دوم۔

دوم حضرت عمر کا اقرار

جب حضرت علی علیہ السلام اور حضرت عباس علیہ السلام جھگڑتے ہوئے آئے، پھر حضرت عمر نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات ہوئی۔ حضرت ابوبکر نے کہا میں ولی ہوں جناب رسول اللہ صلعم کا تو تم دونوں اپنا ترکہ مانگنے آئے عباس تو اپنے بھتیجے کا ترکہ مانگتے تھے اور حضرت علیؑ اپنی بی بی کا حصہ انکے باپ کے مال سے چاہتے تھے۔ ابوبکر نے یہ جواب دیا کہ رسول اللہ صلعم نے یہ فرمایا ہے۔ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں۔ وہ صدقہ ہے۔ تم انکو جھوٹا۔ گنہگار۔ دغاباز۔ چور۔ کاذباً۔ آثماً۔ غادراً۔ خائناً۔ سمجھے اور اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ وہ سچے نیک ہدیت پر تھے اور حق کے تابع تھے۔ پھر حضرت ابوبکر کی وفات ہوئے اور میں ولی ہوا رسول اللہ صلعم کا اور ابوبکر کا۔ تم نے مجھ کو بھی جھوٹا۔ گنہگار۔ دغاباز۔ چور سمجھا الخ (المعلم ترجمہ صحیح مسلم مطبع صدیقی لاہور۔ کتاب الجہاد والسیر۔ باب حکم الفئے صہ ۱۸۶۱/۱۸۶۲ دیکھو۔)

نوٹ۔ سنی مسلمانو! تم اپنی صحیح کتاب مسلم کو غور سے پڑھو کہ حضرت عباس عم نامدار جناب احمد مختار صلعم اور جناب حیدر کرار علیہ السلام کی حضرات شیخین کی نسبت کیا خیالات عالیہ تھے۔ جب ہر دو ہمارے امام اور بزرگ آپ کے پیشوا حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو ایسا دیسا سمجھیں تو ہم انکو خلیفۂ رسول و مومن کامل کیسے مان لیں۔ ہاں سب سے اول ان روایات کو اپنی کتابوں سے خارج کرو۔ اس کے بعد خود فیصلہ ہو جائیگا

سوم حضرت عمر سے کراہیت

جناب علی المرتضےٰ علیہ السلام حضرت عمر سے کراہیت نفرت کرتے رہے (المعلم ترجمہ صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب حکم الفئے صہ ۱۸۶۳/۱۸۶۴ حدیث دعوائے فدک لکراہیۃ محضر عمر ابن الخطاب) صحیح بخاری مترجم پ ۱۷ صہ ۲۲ کتاب المغازی مطبع احمدی لاہور پ ۱۷ صہ ۲۲

ب۔ جناب علی علیہ السلام سیدھے حضرت ابوبکر کے پاس چلے گئے اتفاق سے اس وقت حضرت ابوبکر کے پاس حضرت عمر بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت علی نے فرمایا میں تم سے کچھ گفتگو کرنے آیا ہوں تم عمر کو اٹھا دو تو میں کچھ کہوں سنوں (ترجمہ ابن خلدون سنی۔ کتاب ثانی۔ جلد سوم صہ ۲۷۲۔

چہارم۔ غصب کرتے ہو

کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ دنیوری سنی۔ رباب ابا ئیت علی ابن ابیطالب علیہ السلام عن بعیت ابوبکر صہ۱۱ پر ہے۔ جب حضرت ابوبکر کو خلافت پر قبضہ حاصل ہو گیا تو پھر حضرت علیؑ کو حضرت ابوبکر کے پاس لائے۔ حالانکہ وہ فرمار ہے تھے کہ میں بندۂ خدا اور برادر رسول اللہ صلعم ہوں۔ کہا گیا کہ حضرت ابوبکر کی بعیت کرو۔

جناب علیؑ۔ ہم تم سے اس امر میں زیادہ مستحق ہیں۔ میں تمہاری بعیت نہ کروں گا۔ تم مجھ سے بعیت کرو تم نے یہ امر انصار سے لیا ہے اور تم نے ان پر رسول اللہ صلعم کی قرابت داری کی محبت قائم کی ہے تم خلافت ہم اہلبیت سے غصب کرتے ہو۔ کیا تم نے انصار کے سامنے یہ دلیل پیش نہیں کی۔ کہ تم اس لئے خلافت کے زیادہ سزاوار ہو اس سبب سے کہ جناب محمد رسول اللہ صلعم تم میں سے تھے۔ انہوں نے سرداری تم کو دیدی اور تمہاری امارت مان لی۔ جب وہی دلیل ہم پیش کرتے ہیں۔ کہ ہم جناب رسول اللہ صلعم کے ساتھ حالت حیات اور ممات کی حالت میں تم لوگوں سے زیادہ اولیٰ ہیں اگر تم مومن ہو اور اللہ سے ڈرتے ہو تو ہم سے انصاف کرو ورنہ تم دیدہ دانستہ ظلم کرتے ہو۔

حضرت عمر۔ جب تک تم بعیت نہ کروگے ہرگز نہیں چھوڑوں گے۔

حضرت علی المرتضےٰ۔ دوہ لے جو دوہنے کا حق ہے اس کے بعض تیرے قبضہ میں ہیں۔ آج تم نے اس کے لئے شدت اور مضبوطی کر لی ہے کل وہ اسے تیرے حوالہ کر دے گا۔ اے عمر قسم ہے پاک پروردگار کی میں تیری بات قبول نہیں کروں گا اور میں اس کی بعیت نہ کروں گا۔ الخ۔

پنجم رسول اللہ صلعم پر جھوٹ باندھا

کتاب الامامۃ والسیاسۃ صفحہ ۲ مطبوعہ مصر جلد اول پر ہے۔ ابوبکر نے اپنے غلام قنفذ سے کہا کہ جا کر حضرت علیؑ کو میرے پاس بلا لا۔ پس قنفذ غلام حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جناب علی علیہ السلام نے فرمایا۔ تیرا کیا کام ہے۔ قنفذ نے عرض کی کہ آپکو خلیفہ رسول بلاتے ہیں۔

جناب علی علیہ السلام نے جواب دیا کہ کس قدر جلد تم لوگوں نے رسول اللہ صلعم پر جھوٹ باندھا ہے الخ۔

ششم سیرت شیخین سے انکار

اگر جناب علی علیہ السلام حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو حق پر جانتے اور انکو منصوص و موعود خلیفہ رسول مقبول صلعم مانتے تو حضرت عثمان کی خلافت کے شوریٰ کے روز آپ شرط سیرۃ الشیخین سے ہرگز انکار نہ کرتے اور خلافت کو اپنے ہاتھ سے جانے دیتے صرف سیرۃ الشیخین کے انکار سے آپ خلافت سے محروم ہو گئے اور حضرت عثمان کو خلافت ملگئی۔ شرح فقہ اکبر صفحہ فیض الباری پ ۲۹ صفحہ ۱۴۸ تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری کتاب المناقب باب قصۃ البیعۃ والاتفاق علی عثمان پ ۱۴ صفحہ ۹۹۔

ہفتم پہلا خطبہ

روضۃ الاحباب سنی جلد سوم صفحہ ۵ پر منقول ہے۔ جب قتل حضرت عثمان کے بعد جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کی بیعت ہو گئی۔ تو جناب امیر علیہ السلام نے روز جمعہ منبر رسول مقبول صلعم پر تشریف فرما کر خطبہ فرمایا۔ اول خطبہ کا یہ تھا۔

الحمد للہ علیٰ احسانہ ‏ ‏ ‏ قد رجع الحق الی مکانہ

ترجمہ۔ اللہ کیواسطے سب تعریف ہے اور اسکا احسان ہے کہ حق اپنے اصلی مکان کیطرف پھر آیا۔

نوٹ۔ پس جناب امیر المومنین علیہ السلام کے فرمان و خطبات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ حضرات اصحاب ثلاثہ کو خلفاء رسول مقبول ہرگز نہیں مانتے تھے بلکہ انکو غیر مستحقین خلافت جانتے تھے۔ (سید حسن شاد)

ہشتم۔ ہمارا حق تھا

جناب امیر المومنین علی المرتضےٰ کا دعوی استحقاق خلافت سنو! کتاب صحیح بخاری مترجم مطبع احمدی لاہور۔ کتاب المغازی

پ ۱۷ صہ ۲۲ اور المعلم ترجمہ صحیح مسلم مطبع صدیقی لاہور۔ کتاب الجہاد والسیر صہ ۱۶۶ پر متفق علیہ واقعہ ہے

جب تک حضرت فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ صلعم زندہ تھیں لوگ حضرت علیؑ پر بہت توجہ رکھتے تھے جب انکی وفات ہوگئی تو حضرت علی علیہ السلام نے دیکھا۔ کہ لوگوں کے منہ انکی طرف سے پھرے معلوم ہوتے ہیں۔ اسوقت انہوں نے ابوبکر سے صلح کر لینا اور انسے بیعت کر لینا چاہا (بیعت مجبوری بقول سنی) اس سے پہلے چھ مہینے تک انہوں نے ابوبکر سے بیعت نہیں کی تھی۔ (کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کیطرف خلیفہ نہ تھے) پھر انہوں نے ابوبکر کو بلا بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ تم اکیلے آؤ اور کسی کو اپنے ساتھ نہ لاؤ۔ کراہیۃ المحضر عمر۔ انکو یہ منظور نہ تھا کہ حضرت عمر انکے ساتھ آئیں۔ کیونکہ وہ حضرت عمر کراہیت رکھتے تھے حضرت عمر نے ابوبکر سے کہا خدا کی قسم تم اکیلے انکے پاس نہ جانا (عجب رحماء بینہم کے مطابق اصحاب تھے) ابوبکر نے کہا۔ کیوں وہ میرے ساتھ کیا کرینگے میں تو خدا کی قسم ضرور انکے پاس جاؤنگا آخر انکے پاس گئے۔ تو حضرت علی نے خدا کو گواہ کیا اور کہنے لگے ابوبکر ہم کو تمہاری فضیلت اور بزرگی معلوم ہے جو اللہ نے تم کو عنایت فرمائی اور اللہ نے جو عزت تم کو دی (مسلمانوں کا حاکم بنایا) اس پر ہم کچھ حسد نہیں کرتے ولکنک استبددت علینا بالامر وکنا نری لقرابتنا من رسول اللہ نصیبا۔ مگر ہم کو صرف یہی برا معلوم ہوتا کہ تو نے ہم پر ظلم و جبر کیا کہ تم نے اکیلے ہی اکیلے خلافت اڑالی ہم سے صلاح نہ لی۔ کیونکہ ہم کو آنحضرت صلعم سے رشتہ داری اور قرابت تھی (ہمارا حق تھا حضرت علی برابر ایسی ہی باتیں کرتے رہے (بخاری و مسلم نے تمام واقعہ نہ لکھا۔ افسوس ہے) یہانتک کہ ابوبکر کی آنکھیں بھر آئیں۔ آنسو بہنے لگے (امام معصوم کی حجت پر ساکت و مبہوت ہوئے سوائے رونے کے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

نوٹ۔ گو بخاری و مسلم نے واقعات کو کاٹ چھانٹ کر لکھا۔ مگر دعوی خلافت امیری ظاہر ہوگیا اور جناب امیرؑ کا چھ ماہ تک انسے الگ رہنا اور بیعت نہ کرنا صاف ثابت کرتا ہے۔ کہ خلافت حضرت ابوبکر نصی نہ تھے اگر حضرت ابوبکر منصوص من اللہ خلیفہ رسول ہوتے تو جناب

امیر علیہ السلام فوراً بیعت کر لیتے اور بقول سنی چھ ماہ تک دیر نہ کرتے

نہم سیدنا امام حسنؑ کی ناراضگی

ابو نعیم وغیرہ نے عبد الرحمان الاصبانی سے روایت کی ہے کہ ایکمرتبہ حضرت ابوبکر جناب رسول اللہ صلعم کے منبر پر تھے کہ جناب امام حسنؑ تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے باپ کے منبر سے اتر آؤ۔ آپنے کہا کہ تم سچ کہتے ہو یہ منبر تمہارے باپ کا ہے اور امام حسنؑ کو گود میں لے لیا الخ (تاریخ الخلفاء سیوطی صدیقی لاہور صا۱۴) -

دہم سیدنا امام حسینؑ کی ناراضگی

ایک روز حضرت عمر وعظ فرما رہے تھے کہ حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کھیلتے ہوئے آئے اور فرمانے لگے کہ میرے باپ کے منبر سے نیچے اترو۔ حضرت عمر نے کہا کہ بیشک ممبر تمہارے ہی باپ کا ہے۔ میرے باپ کا نہیں مگر یہ تو بتلاؤ۔ کہ تمہیں کس نے سکھلایا ہے۔ حضرت علیؑ تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ واللہ میں نے نہیں سکھلایا۔ حضرت عمر نے کہا آپ سچ کہتے ہیں۔ بیشک ممبر انکے باپ کا ہے (صواعق محرقہ عربی صنہ۱۰۵۔ تاریخ الخلفا سیوطی صدیقی صنہ" ۔ ازالتہ الخفا شاہ ولی اللہ مقصد دوم صنہ سطر ۷ ۔

خاتمہ

پس جب خاندان نبوت و اہلبیت رسالت صلعم نے حضرات اصحاب ثلاثہ کو خلفائے رسول مقبول نہ جانا اور انکو حق پر نہ ملا اور مرتے دم تک انسے ناراض گئے اور اپنا دعویٰ خلافت نہ چھوڑا تو آپ سنی صاحبان خود ہی انصاف فرماویں کہ ہم شیعیان و محبان و موالیان خاندان مصطفےٰ صلعم دامن آل عبا علیہم السلام کو چھوڑ کر آپکے بناوٹی اجماعی خلیفوں کو کیسے حق پر جان لیں اور خلفائے رسول مان لیں۔ ہم اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول مقبول صلعم کو قیامت کے دن کیا منہ دکھائیں اگر تمسک اہلبیت النبوۃ صلعم کو چھوڑ کر آپکے غیر معصوم۔ غیر محفوظ عن الخطا۔ خلیفوں کے دامن لگ جائیں۔ آپ لوگوں کی صحیح مستند کتابیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ حضرات اصحاب ثلاثہ نے بعد وفات النبی صلعم تخت خلافت پر بیٹھ کر خلفائے رسول کہلا کر جناب رسول اللہ صلعم کی پاک اور معصوم آل

و اولاد سے نہایت بدسلوکی کی انکو ہر قسم کی تکلیف و ایذا پہنچائی انکی حقوق تلفی کی انکی شان و عزت و مراتب کو مٹایا اور عامتہ المسلمین میں ملایا۔ کیا مومن کامل اور قطعی بہشتی اور وفادار ویار غار اصحاب النبی صلعم کی یہی شان ہے۔ کہ اپنے مرشد اور ہادی کی اولاد کو تخت و ثنت و ورا سے محروم کردیا جائے۔ انکے گھر کو آگ لگانے کو دوڑیں۔ خود تو بیت المال سے گلچھرے اڑائیں اور اہلبیت النبوۃ کی وراثت باغ فدک کو غصب کرجائیں۔ بولو۔ دنیا میں کس مذہب و ملت کے گرو۔ مرشد۔ ہادی کے خاندان سے اس کے چیلے و مرید نے ایسا سلوک کیا ہے۔ جیساکہ حضرات اصحاب ثلاثہ نے جناب رسول اللہ صلعم کی اولاد کرام سادات عظام سے کیا۔ بولو ان صحابہ پر جناب رسول اکرم صلعم کی یہی حقوق تھے۔ کیا انہوں نے اسی واسطے اسلام قبول کیا تھا۔ کیا اسی واسطے مہاجر بنے تھے۔ کیا اسی واسطے خلافت النبوۃ کو چھین لیا تھا۔ کہ خاندان رسالت کا ملیامیٹ کردیں سنی مسلمانو! بولو ان واقعات صحیحہ کی موجودگی میں ہم کس طرح حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان معاویہ و مروان وغیرہم کو صحابہ باوفا اور قطعی بہشتی مان لیں ؎

حق زہرا خوردن و دین پیمبر داشتن

آؤ مسلمانو! ثلاثہ پرستی چھوڑ دو۔ اور محبت حضرات ثلاثہ سے منہ موڑ کر حق پرستی اختیار کرو۔ تم لوگ حقیقی رہبروں۔ پاک اماموں۔ زاہد۔ عابد۔ مظلوم۔ صابر۔ پیشواؤں۔ منصوص من اللہ لیڈروں اسلام کی حقیقی وارثوں بارہ پاک واجب الاطاعت اماموں کی پیروی کرو۔ جو آخر کام آنا ہے۔ ؎

سچا کلام پاک خدا کا یہ جان لو — دل سے امام آل محمد کو مان لو
معصوم بعد احمد مختار ہیں یہی — معصوم کی جگہ کے سزاوار ہیں یہی
گر چاہتے ہو تم کہ رضامند ہو خدا! — لازم ہے تم کو پیروی آل مصطفےٰ!

چودہویں صدی کے سنی مسلمانو! حنفی بزرگو تم لوگ وہابیوں نجدیوں مرزائیوں خارجیوں۔ ناصبیوں اور دشمنان آل سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چکنی چپڑی باتوں انکی غلط بیانیوں اور جھوٹے قصے کہانیوں سے بچتے رہو یہ لوگ مسلمانوں کو لڑا کر

اپنا الو سیدھا کرتے ہیں اور محبت خاندان رسالت سے چھڑاتے ہیں اور دوزخ کا راستہ دکھلاتے ہیں اور حضرات اصحاب ثلاثہ کے بناوٹی اور جھوٹے فضائل و تعریف میں غلو کرکے تم لوگوں کو خارجی بناتے ہیں یہ وہابی اور خارجی لوگ صرف اپنی پارٹی - اپنی جماعت بڑھا کر دنیا میں پیسہ ٹکہ اور بناوٹی عزت چاہتے ہیں اور حضرات اصحاب ثلاثہ کی آڑ میں تم کو شیعہ مسلمانوں سے نفرت دلاتے ہیں - ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان مسلمان اور بادشاہان اسلام تھے وہ نہ ہمارے پیشوا نہ امام اور نہ ہی خلفائے رسول مقبول صلعم تھے - انکی امارت و خلافت کا ماننا کوئی اصول اسلام یا جزو ایمان نہیں - انکے انکار سے کوئی مسلمان ہرگز کافر نہیں ہوسکتا - ہاں منکر اہلبیت رسالت صلعم خارجی ملعون ہے ؎

زاہد تیری نماز کو میرا سلام ہے — بے حب اہلبیت عبادت حرام ہے

جعفری باش گر خدا خواہی — ورنہ در ہر طریق گمراہی

وما علینا الا البلاغ المبین

الراقم

سید حسن شاہ سیکرٹری الکلائی و ڈاکٹر صابر عفی عنہ جھنگ سیالوی

۲۵/۵/۰

اعلان

جملہ حقوق محفوظ ہیں کوئی صاحب بلا اجازت انجمن تذکرۃ المعصومین جھنگ شہر کے اس رسالہ کے کلاً یا جزواً چھاپنے و چھپوانے کا قصد نہ کرے -

سید حسن شاہ ولد سید جلال شاہ صاحب نقوی البخاری مرحوم و مغفور